تم وجہ محبت ہو

تحریر: ایل سلمان

سرمئی شام کے سائے دھیرے دھیرے پورے علاقے پر کسی مہرباں پرندے کی طرح اپنے پنکھ پھیلا رہے تھے۔ایک آدھ تارا دور کہیں آسمان میں ٹمٹمایا تھا شائد۔۔قریب ہی کہیں بہتے دریا سے ٹکراتی ہوئی ہوا اسکے جسم سے آلپٹی اور وہ ٹھٹھر کہ رہ گیا تھا۔ ہو کا عالم تھا اور وہ بس دریا کی اور

بڑھتا جارہا تھا۔ مٹی سے اٹے اسکے جو گر کے تسمے کھل گئے تھے شائد۔ اور وہ اسکے پاوں میں اٹک رہے تھے۔ اسکی چال میں لڑکھراہٹ پیدا ہوتی کبھی اور کبھی وہ ہموار چلنے لگتا۔ اسکا گلا سوکھ چکا تھا۔

بہت سارے درختوں کے پیچھے بہتا دریا اٹھلا کہ بہتا محسوس ہورہا تھا۔ وہ شائد بہت پرجوش تھا۔ اس لڑکے کی حالت سے لطف اندوز ہورہا تھا۔ اور ایک بڑے سے پتھر پہ بیٹھا وہ وجود جو نارنجی لباس میں کھلے بکھرے بالوں کے ساتھ وہاں پتھر پہ کوئی پتھر بنا بیٹھا تھا۔ لڑکے کے اپنی طرف بڑھتے ہر قدم پہ اپنی سانس کو نارمل کرنے کی کوشش کررہا تھا۔

جب آپ پیار میں ہوتے ہیں تو ایسے ہی محبوب کی ہر آہٹ کو محسوس کر پاتے ہیں۔ ہر اس آہٹ کو سن پاتے ہیں جو کبھی ہوتی بھی نہیں۔

مٹی پہ بنا آہٹ پیدا کئے چلتا وہ لڑکا اس لڑکی کے دل پہ بہت آہٹ پیدا کر رہا تھا۔ دور سے ہی وہ لڑکی ہوا کہ دوش پہ اڑ کہ آتی اسکی خوشبو کو اپنے نتھنوں کے رستے پھیپھڑوں میں لے جا رہی تھی اور پتہ نہیں ہتھیلیاں کیوں بھیگی جا رہی تھیں۔ اور پھر یکدم اس لڑکی نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔

وہ اسکے بلکل پیچھے کھڑا تھا۔ وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا اسکے مقابل بیٹھنا چاہتا تھا۔ مگر وہ نہیں کر پا رہا تھا

جب آپ پیار میں ہوتے ہیں تو بہت بے بس ہوتے ہیں۔ اور جو آپ کرنا چاہتے ہیں بس وہی نہیں کر پاتے ہیں۔

اور جب آپ پیار میں ہوتے ہیں تو بہت کمزور بھی ہوتے ہیں۔دل کے ٹوٹ جانے سے بہت ڈرتے ہیں۔

لیکن جب آپ پیار میں ہوتے ہیں آپ بہت بہادر بھی بن جاتے ہیں۔ بڑے بڑے فیصلے پل میں کر جاتے ہیں۔اور وہ تو پھر الفا تھا۔اپنی اینجل کا الفا۔۔۔۔الفا جو بہادری کی علامت ہے۔ہاں۔۔۔وہ بہادر ہے۔۔۔

وہ آگے بڑھا اور اسکے مقابل جا کھڑا ہوا۔اینجل۔۔۔۔!!!!

میرے الفا۔۔۔!!!!نارنجی پتھر سے آواز آئی

کیسی ہو۔۔۔۔۔؟؟؟

ویسی ہی ہوں۔۔۔نارنجی پتھر اس لڑکے کی طرف مڑا

لڑکے نے مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا اور پل بھر میں اسکی
مسکراہٹ غائب ہوئی

لڑکے کی پہلی نظر اسکے پھٹے ہونٹ اور اس پہ جمے خون پہ گئی۔ اور پھر
سوجن زدہ پپوٹے اور آنکھ میں ٹھہرے سمندر سے ہوتی ہوئی اس لڑکے کی
نظر اسکی آنکھ کے نیچے پڑے نیل پہ گئی جہاں سوجن بھی بہت زیادہ تھی۔
اسی طرح کا ایک گھومڑ ماتھے پر بھی تھا۔

اپنے محبوب چہرے کی اس قدر تکلیف وہ کہاں دیکھ سکتا تھا۔ مانا کہ وہ الفا
تھا۔ بہت بہادر تھا۔

مگر محبت۔۔۔۔۔۔۔

محبت توڑ دیتی ہے۔

اپنے محبوب کی اذیت کو دل سے محسوس کیا تھا اس نے اور پھر وہ سہہ نہیں پایا تھا۔ وہ حلق کے بل جو چیخا تھا تو پھر چیختا رہ گیا تھا۔

میر ------!

میر ---کیا ہوا میر ------ پھر سے ----- نہیں میر ------

ایک دم سے منظر بدلا تھا۔ وہ اپنے روم میں اپنے بیڈ سے نیچے گرا پڑا تھا۔۔۔

اسکے پاپا کی وائف اسکے چہرے کو تھپتھپا رہی تھی اور مسلسل اسے پکار رہی تھی۔

بس کچھ پل۔۔۔۔

کچھ پل لگے اسے سنبھلنے میں ۔۔

بس کچھ پل ہی لگا کرتے تھے اسے سنبھلنے میں۔

وہ اب اٹھ کہ اپنے بیڈ پہ بیٹھ چکا تھا۔ وہ اسے پانی تھما کہ باہر جا چکی تھیں۔

وہ پانی پی رہا تھا۔

وہ اب نارمل تھا۔

تم وجہ محبت ہو

تم حسن کی دولت ہو

ہر رنگ تمہارا ہے

تم پھول کی صورت ہو

میں ہجر کا مارا ہوں

تم نظم مکمل ہو۔

وہ اب کھڑکی کے پاس کھڑا باہر اندھیرے میں نجانے کیا تلاش کر رہا تھا۔

لیکن یہ تو طے تھا کہ اب نیند نہیں

- ....

عفرا۔۔۔!!!!!!

مما بس دس منٹ۔۔۔۔

بلکل نہیں۔اگر واقعی میں جاب کرنا چاہتی ہو تو خود کو بدلنا پڑے گا۔مہوش نے اسکا کمفرٹر کھینچ کہ پاس پڑے صوفے پہ پھینکا

کوئی شوق نہیں جاب کا بس مجبوری ہے۔وہ منہ بناتی ہوئی اٹھی۔

ہاں شوق تو بس سونے کا ہے۔اچھی طرح جانتی ہوں۔

آپ جائیں نیچے میں دس منٹ میں ریڈی ہو کے آ رہی ہوں۔وہ کہتی ہوئی واش روم میں گھس گئی۔

مہوش کمرا سمیٹنے لگیں۔

تمہیں یقین ہے کہ مجھے جاب مل جائے گی۔۔۔۔؟؟ پچھلے دس منٹ میں وہ کوئی بیس بار پوچھ چکی تھی۔

تم اتنی کنفیوز کیوں ہو۔۔۔؟ ثمریز گاڑی کی اسپیڈ بڑھاتا ہوا بولا

ہاں میں ہوں۔۔۔۔اس نے لمبا سانس کھینچا اور سیٹ کی بیک پہ سر ٹکرایا

بتا تو رہا ہوں کہ مجھے ہیلپر کی ضرورت ہے۔اور آل ریڈی میں منصور صاحب سے بات کر چکا ہوں تمہارے لئے۔وہ مجھ پہ بہت اعتماد کرتے ہیں۔انہیں بھروسہ ہے کہ میں کسی قابل اور محنتی انسان کو ہی ہائر کروں گا۔

لیکن میری کوالیفیکیشن۔۔۔۔میرا مطلب انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔۔۔؟؟وہ اب ساری کی ساری اسکی طرف مڑ چکی تھی۔

ہاں۔۔۔لیکن میں نے انہیں مطمئن کر دیا تھا۔اب تم بھی ذرا مطمئن ہو جاو۔بس بگ باس کے سامنے ذرا اعتماد سے بات کرنا۔باقی میں اور منصور صاحب سنبھال لیں گے۔اوکے۔۔۔؟؟وہ اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اوکے۔۔میں کوشش کرونگی۔

گڈ۔۔وہ مسکرایا

کیا وہ کسی قسم کا انٹرویو لیں گے۔۔ ؟؟؟؟

کچھ خاص نہیں۔۔۔۔بس سمجھو کہ ایک طرح کی فارمیلٹی ہے۔

کچھ آئیڈیا ہے کہ کیا پوچھ سکتے ہیں۔۔وہ بہت پزل ہو رہی تھی۔

آئی تھنک تم سے تمہاری ادھوری تعلیم کی وجہ پوچھیں گے۔۔ ثمر یزاب گاڑی کو آفس کی پارکنگ میں پارک کر چکا تھا۔

اوہ گاڈ۔۔۔!! کچھ بھی پوچھ لیں بس یہ نہ پوچھیں۔وہ بڑبڑاتے ہوئی گاڑی سے باہر نکلی۔

کیوں اس میں کیا دقت ہے۔؟وہ اسکی بڑبڑاہٹ سن چکا تھا۔

بس نہ پوچھو دقت ہی دقت ہے۔وہ اپنے ماتھے سے نہ نظر آنے والا پسینہ صاف کرتی ہوئی بولی۔

وہ اسکے نروس ہونے پہ مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔وہ تیزی سے اسکے پیچھے لپکی۔

ـــ،

منصور صاحب بہت اچھے انسان تھے۔ان سے مل کہ کافی حد تک وہ ریلیکس ہو چکی تھی۔اور اب ثمریز کے کیبن میں بیٹھ کہ وہ اسے کام کرتا دیکھ رہی تھی۔

کب آئیں گے تمہارے بگ باس۔۔۔؟؟

وہ دو بار پوچھ چکی تھی مگر وہ کام میں ایسا غرق کے جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔

خیر وہ بھی اپنے موبائل پہ بزی ہو چکی تھی۔اسنیک گیم میں وہ ماسٹر تھی۔

ایکسکیوز می سر۔۔!!میم کو منصور صاحب آفس میں بلا رہے ہیں۔گلاس ڈور کو ہلکے سے بجاتی ہوئی وہ اسمارٹ سی لڑکی ثمریز سے مخاطب تھی۔

اوکے۔اس نے لیپ ٹاپ سے سر اٹھایا۔جاو عفرا۔امبر اسے گائیڈ کر دو۔

عفرا کے بعد وہ اسی اسمارٹ سی لڑکی سے بولا

یس سر۔آئیں میم۔وہ کہہ کہ چل پڑی۔عفرا بھی بیگ اور فائل سنمبھالتی اسکے پیچھے لپکی۔

ایک بڑے سے گلاس ڈور کے باہر وہ لڑکی رک گئی۔جائیں میم سر اندر ہیں۔کہتی ہوئی وہ اپنی سیٹ کی طرف چلی گئی۔

اس نے لمبا سا سانس کھینچا۔اور دروازہ دھکیلتی ہوئی اندر چلی گئی۔

سر مے آئی۔۔۔۔۔دروازے کے بیچ کھڑی وہ اجازت مانگتی رک گئی۔

وہ سامنے ٹاسک چیئر پہ بیٹھا ہوا شخص۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ پل میں زرد پڑی تھی۔

اور وہ جو آواز سنتا ہوا پتھر بن چکا تھا۔وہ نظر اٹھا کہ سامنے دیکھنے سے قاصر تھا۔

جب آپ پیار میں ہوتے ہیں تو محبوب کی آواز تو آواز آپ آہٹ بھی پہچان لیتے ہیں۔

کیونکہ جب آپ پیار میں ہوتے ہیں تو محبوب کو لے کہ آپکی وائب بہت اسٹرونگ ہوتی ہے۔

۔

وہ آنکھیں بند کر کہ لاکھوں لوگوں کے ہجوم میں اسکی موجودگی کو محسوس کر سکتا تھا۔وہ گہری اور تاریک سیاہ رات میں آسانی سے اسکی پہچان کر سکتا تھا۔

آئیں مس عفرا۔پلیز۔ٹاسک چیئر پہ بیٹھے شخص کے بلکل سامنے بیٹھے شخص جو مڑ کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا بولا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ نظریں مسلسل اس ہینڈسم اور روڈ ہیرو پہ تھیں۔وہ اسے دیکھنا نہیں چاہتی تھی مگر یہ نظروں کی بے اختیاری اسکے اختیار سے باہر تھی۔

منصور صاحب آپ جائیں پہلے کلاسک کراون میں کال کریں اور چیزوں کو کنفرم کریں۔ٹاسک چیئر پہ بیٹھے شخص نے خود کو کہتے سنا۔

جی بہتر۔ منصور صاحب اٹھ کے جا چکے تھے۔

جب آپ پیار میں ہوتے ہیں تو آپ بہت نازک دل ہونے لگتے ہیں۔ بات بے بات آنکھ نم ہونے لگتی ہے۔(وہ محسوس کر رہا تھا جیسے اسکی ساری انرجی ہوا بن کہ فضا میں کھو گئی ہے(

اور جب آپ پیار میں ہوتے ہیں تو بہت نروس سے ہوتے ہیں بات بے بات دل رکتا ہوا محسوس ہوتا ہے (وہ محسوس کر رہا تھا کہ جیسے وہ سانس لینا بھول گیا تھا(

میں ہجر کا مارا ہوں

تم نظم مکمل ہو

تم شعر کی لذت ہو

میں وہم کی صورت ہوں

تم ایک حقیقت ہو

تم وجہ محبت ہو

تم حسن کی دولت ہو

ہر رنگ تمہارا ہے

تم پھول کی صورت ہو

وہ نظر اٹھا کہ اسے دیکھنا چاہتا تھا۔ مگر وہ نہیں دیکھ پا رہا تھا۔ وہ ڈرتا تھا۔

ہاں۔۔۔ وہ ڈرتا تھا اپنے اس خواب سے جو کتنے سالوں سے اسے تنگ کر رہا

تھا۔ اسکا وہ زخمی چہرہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سوجن زدہ پپوٹے۔۔۔۔۔۔

وہ بخار کی حدت سے لال چہرہ۔۔۔۔

وہ نیلگوں گھومڑ زدہ گال اور ماتھا۔۔۔۔۔۔

افف۔۔۔۔اس نے جھرجھری سی لی۔

)کون جانتا تھا کہ اگلی ملاقات یوں اچانک ہو گی(

محبت کتابوں میں کس قدر حسین ہوتی ہے اور حقیقت میں کس قدر بھیانک اور تکلیف دہ۔وہ سر جھکائے سوچ رہا تھا۔محبت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیاواقعی میر۔۔؟؟اسکی انر وائس اس سے پوچھ رہی تھی۔

کیا سامنے کھڑی لڑکی تمہاری محبت تھی۔۔۔۔؟؟تم تو اسے دوست کہا کرتے تھے نہ۔؟؟اسکی انر وائس اس سے کچھ پوچھ رہی تھی ۔

وہ چپ تھا

ساکن تھا۔

کسی بے جان شے کی طرح

کسی درخت سے ٹوٹ کے زمین بوس ہوئے سوکھے پتے کی طرح

میر مرتضی۔۔!!میں چلی جاوں۔؟؟؟وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

اپنی اسی نرم آواز میں۔

اس نے تڑپ کہ سر اٹھایا تھا۔اور۔۔۔وہ سامنے تھی۔

انگوری کلر کے سادہ سے کاٹن چکن کاری کے سوٹ میں سادگی سے دوپٹہ

اوڑھے۔ہاں وہ وہی تھی۔۔۔

ہاں اسکے چہرے پہ کوئی داغ نہیں تھا۔

ہاں وہ پہلے جیسی ہی تھی۔۔

ہاں بس وہ تھوڑی زرد سی تھی۔۔

ہاں وہ بھی تھوڑی حیراں سی تھی۔

ہاں شائید وہ بھی خوش تھی۔

اسکی آنکھیں میر کی آنکھوں سے کہہ رہی تھی کہ وہ خوش ہیں اسے دیکھ کہ۔

وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کہ اسکے قریب آیا تھا۔

اور وہ اسکے بے حد قریب کھڑا تھا۔

)اسے لگا کہ وہ ہولے ہولے لرز رہی ہے۔(

کیا یہ ایکسائیٹمنٹ تھی۔۔۔؟؟؟

کیا وہ آج بھی اسکے لئے ایکسائیٹڈ تھی؟؟

تم ایک حقیقت ہو

میں رات دسمبر کی

تم وصل کی ساعت ہو

میں کچھ بھی نہیں شائید

تم حد سے زیادہ ہو

وہ بے اختیار ہو کہ اسکا ہاتھ تھام گیا تھا اور پھر ہر منظر دھندلا گیا تھا۔

ایک بے اختیاری میر سے ہوئی تھی اور دوسری بے اختیاری عفرا کر رہی تھی۔ وہ اپنی بہتی آنکھوں کے ساتھ میر مرتضیٰ کے آنسو پونچھ رہی تھی۔ اپنی آنکھوں اور گالوں پہ کبھی اسکی نرم ہتھیلیوں کو کبھی انگلیوں کی نرم پوروں کو وہ محسوس کر رہا تھا اور اسکی رگ رگ میں جیسے سکون اتر رہا تھا۔

چار سالوں بعد یہ نرم ہتھیلیوں کا لمس بہت ہی جان لیوا تھا

ہجر کے مارے ہوئے ہی سمجھ سکتے ہیں ملن کی گرمی کو۔

دل قطرہ قطرہ پگھلنے کو۔

عفرا۔ کیا ہم دونوں کو ایک دوسرے سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔؟؟

اب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے۔اور وہ مضبوط انسان کانپتی آواز میں پوچھ رہا تھا۔

محبت۔۔وہ زیر لب بڑبڑائی۔

کیا آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔۔؟؟وہ حیراں تھی۔

کیا تم نہیں کرتی۔۔؟؟وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

محبت کا تو نہیں پتہ۔ لیکن آپکی عادت ہو گئی تھی۔وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی

بس اتنا ہی تھا۔۔۔؟میر کی آنکھوں کی چمک ماند پڑی۔

اسکی آنکھوں میں اداسی عفرا صاف دیکھ سکتی تھی۔

بعض اوقات بنا محبت کے آپ کسی کے اتنے عادی ہو جاتے ہیں کہ وہ عادت محبت سے زیادہ جان لیوا ہوتی ہے۔وہ شائید اسکی اداسی ختم کرنا چاہتی تھی

میرے لئے یہ کافی نہیں ہے۔اب کی بار میر کی آواز میں رنج تھا۔

مجھے نہیں پتہ میر محبت کیا ہوتی ہے۔کیسے ہوتی ہے۔وہ افسردگی سے بولی۔

محبت جان لینے یا سمجھ لینے کی چیز نہیں۔اسے بس محسوس کرو۔

میر نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھاما۔

ایک پل کے لئے جیسے وہ کپکپائی۔

میر۔ تم نے مجھے ڈھونڈا تھا۔۔۔؟؟

بہت۔

کیوں۔۔۔؟

پتہ نہیں۔ شائید محبت ہو گئی تھی تم سے۔ (خفیف سی مسکراہٹ) یا پھر تمہاری عادت۔

تم مجھے یاد کرتی تھی۔۔؟؟ اب وہ پوچھ رہا تھا۔

بہت۔

کیوں۔۔؟؟

پتہ نہیں۔ شائید تمہاری عادت ہو گئی تھی۔

تواب محبت کرلو۔ میر نے اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا یا۔ایک عجیب سا
کرنٹ پورے جسم میں دوڑ گیا۔ عفرا نے ہاتھ کھینچ لیا۔

نہیں کر سکتی۔ نظریں جھکی تھیں اور پلکیں لرز رہی تھیں۔

کیوں۔۔۔؟؟

اس لیئے۔ عفرا نے اپنے ہاتھ میں پہنی رنگ اسکے سامنے کی۔ گولڈ کی وہ
رنگ کیا انگیجمنٹ رنگ تھی۔ ۔۔؟.؟

میر مرتضی کے سر پہ جیسے آسمان آن گرا تھا۔چہرے کی رنگت یکدم بدلی
تھی۔ایک تاریک سایہ سا تھا جو آکہ ٹھہر سا گیا تھا

وہ چیخنا چاہتا تھا۔ شاوٹ کرنا چاہتا تھا۔ مگر گلا جیسے سوکھ گیا تھا کانٹے آگ
آئے تھے۔اور آواز گم ہو گئی تھی۔

میر۔۔۔۔ عفرا نے پکارا

میں اسکی وضاحت کرنا چاہتی ہوں۔ میں تم سے بات کرنا چاہتی ہوں۔
لیکن میں چاہ کہ بھی اپنے ان چار سالوں کو دس منٹ میں بیان نہیں کر سکتی۔اور یہ آفس ہے۔ یہ مناسب جگہ بھی نہیں ہے۔

مجھے ابھی جانا ہے۔ وہ اٹھ کہ روم سے باہر نکل گئ تھی۔اور پھر وہ سیدھا واش روم گئ تھی اسے خود کو نارمل کرنا تھا۔

اور پیچھے میر بس اسے جاتا دیکھتا رہ گیا تھا۔

یہ تو طے تھا کہ اب۔ وہ کوئی بات کرنے کہ قابل ہی نہ رہا تھا۔

وہ کوئی وضاحت نہیں چاہتا تھا۔

وہ ٹوٹا ہوا شخص ایک بار پھر ٹوٹ گیا تھا۔

مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی

موت آتی ہے پر نہیں آتی

عفرا کی جاب لگ گئی تھی۔وہ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں ثمریز(عفرا کی ماما کی دوست کا بیٹا وہی دوست جس نے اپنی بہن کے بیٹے سے اسکی منگنی کروائی۔یعنی عفرا کی خالہ ساس کا بیٹا۔) کی ہیلپر کے طور پہ جاب کرے گی۔اسے زیادہ کچھ نہیں کرنا تھا۔اسے ثمریز کی غیر موجودگی میں اسکے آفس کو لک آفٹر کرنا تھا۔اسے کچھ فائلز ٹائپ کرنی تھیں۔اسے کچھ فائلز کی فوٹو کاپیز نکالنی تھیں۔اور اسے ثمریز کے لئے چائے بنانی تھی

)ادھوری تعلیم کے ساتھ یہی کیئریئر ہو سکتا ہے)اور اسکا باس ثمریز اور منصور صاحب تھے۔اس لئے وہ مطمئن تھی۔وہ میر مرتضی سے سامنا نہیں چاہتی تھی۔

جو پہلے گزر چکا تھا۔وہ ہی کافی تھا۔وہ نئے سرے سے میر سے اٹیچ نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔

ہاں۔اس نے سوچ لیا تھا وہ میر کو اوائڈ کرے گی۔

ہاں۔اس نے سوچ لیا تھا وہ میر کہ سامنے سے اجنبی بن کہ گزر جائے گی۔

وہ اپنے کام پہ فوکس کرے گی

وہ خود کو اذیت دے گی

وہ خود پہ ذرا رحم نہیں کھائے گی۔

وہ پہاڑ سی بن جائے گی۔

ایک ایسا پہاڑ جسے کوئی اسکی جگہ سے نہیں ہلا سکتا۔

لیکن وہ ایک بار میر سے بات کرنا چاہتی تھی۔

بس ایک بار

شائد آخری بار

--

میر مرتضی آفس سے عفرا کے جانے کے تھوڑی دیر بعد اٹھ گیا تھا۔اس نے آج کی ساری میٹنگز کینسل کر دی تھیں۔وہ گاڑی لے کہ نکلا تھااور اسے نہیں پتہ تھا کہ اسے اب کہاں جانا ہے۔

عفرا کااس طرح ایکدم سے سامنے آجانا۔۔۔تو میں سمجھ لوں کہ پچھلے چار سالوں سے میری زندگی پہ چھائے سیاہ بادل چھٹنے لگے ہیں۔۔۔۔؟؟؟

تو کیا یقین کر لوں کہ عفرا سے ملاقات ایک رحمت کی بارش ہے

آگے جا کہ یہ بارش میرے بنجر دل کو آباد کرنے والی ہے------

ایک چیز ہوتی ہے نظر کا دھوکہ-------------------کہیں

میں---------

نہیں------اس نے زور سے بریک لگایا تھا۔ گاڑی کے ٹائر چڑ چڑاتے

ہوئے رک گئے۔

وہ سی سائیڈ آیا تھا۔ وہ دیکھ سکتا تھا اپنے سامنے دور تلک بچھا وسیع سمندر ۔

آج عفرا کے چہرے پہ ایک بھی دانہ نہیں تھا۔ وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔

وہ کافی بدل گئی تھی۔ بہت سینس ایبل۔ وہ ایسی تو نہیں تھی۔ وہ اب گاڑی

سے ٹیک لگائے سامنے سمندر کو دیکھتا ہوا فرصت سے اسے سوچ رہا تھا۔

نہیں۔ اب یہ تو نہیں ہونے دے سکتا میں۔ وہ بڑ بڑا رہا تھا۔ تصور میں اسکے

عفرا کے ہاتھ میں پہنی گولڈ کی رنگ تھی۔

پہلے ہی بہت غلط کر چکا میں اپنے ساتھ۔ اپنی اینجل کے ساتھ۔ لیکن اب

میں ایسا کچھ نہیں ہونے دونگا۔

پہلے کی بات اور تھی۔

تب میں نا سمجھ تھا۔

اپنی فیلنگز سے انجان تھا۔

اور پھر میں سیٹلڈ بھی نہیں تھا۔ میں پڑھ رہا تھا۔

میں ایمچور تھا۔ وہ خود سے مخاطب تھا۔

وہ خود سے لڑ رہا تھا

الجھ رہا تھا۔

مگر پھر بھی وہ دور کہیں اندر ہی اندر دل میں خوش تھا۔ کیونکہ آج وہ عفرا

سے ملا تھا

پورے چار سال اور تین ماہ بعد اسے دیکھ پایا تھا

ہاں وہ خوش تھا۔ اسکی منگنی ہو چکنے کے باوجود وہ خوش تھا۔

جب آپ پیار میں ہوتے ہیں تو محبوب کا دیدار ہی کافی لگنے لگتا ہے۔ محبوب سے مختصر سی ملاقات آپ کو تروتازہ کر دیتی ہے۔(بچھڑے ہووں کی ملاقات جدائی میں مردہ لوگوں کیلئے آکسیجن کا کام کرتی ہے۔(

جب آپ پیار میں ہوتے ہیں تو محبوب کا چہرہ ہی بس نظر آتا ہے باقی سب پس منظر میں چلا جاتا ہے۔

ہاں وہ بھی خوش تھا۔ کیونکہ وہ بھی پیار میں تھا۔

میں کیا کہوں اس کا ساتھ کیسا ہے

وہ ایک شخص پوری کائنات جیسا ہے

اب اسے پتہ تھا اسے آگے کیا کرنا تھا۔ وہ کلئیر تھا اپنے پیار کو لے کہ۔

وہ سب جانتا تھا اسے کب اور کیا کرنا ہے۔ اسے اپنا محبوب کیسے دوبارہ واپس لینا ہے۔

سب سے پہلے ایک ملاقات ضروری تھی۔ ہاں اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اس سے وضاحت نہیں مانگے گا۔ بس اسے سنے گا۔ اور اپنی سنائے گا۔

ملاقات تو بنتی تھی۔

ملاقات تو ضروری تھی۔

کافی دن گزر چکے تھے اسے جاب کرتے سب اچھا چل رہا تھا۔ وہ کافی حد تک کام سیکھ چکی تھی۔ ثمریز اس پہ کافی محنت کر رہا تھا۔ وہ فائلز کو ٹائپ کرنے میں بہت اچھی تھی۔

عفرا تم اپنا لیپ ٹاپ لے کے میرے کیبن میں آجاو۔ کلاسک کراون کی بجٹ شیٹ پہ کام کرنا ہے۔ مل کہ کرتے ہیں۔ ثمریز اسکے کیبن کے دروازے پہ کھڑا تھا۔

شیور۔ وہ کہتی ہوئی لیپ ٹاپ اٹھانے لگی۔

ایکسکیوز می سر۔امبر (جو دروازے کے بیچوں بیچ کھڑا تھا) ثمریز سے رستہ مانگ رہی تھی۔وہ پیچھے ہٹا

عفرا میم آپکو سر منصور بلارہے ہیں۔وہ بگ باس کے آفس میں ہیں۔آپ وہاں چلی جائیں۔امبر پیغام دے کہ جاچکی تھی اور ثمریز بھی کندھے اچکاتا ہوا اپنے کیبن میں جاچکا تھا۔

اسکے ماتھے پہ پسینہ سا آرہا تھا۔

مگر جانا تو تھا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آفس تک گئی اور خود کو مضبوط کرتے ہوئے اس نے دروازہ پش کیا۔

سامنے ہی اپنی مخصوص جگہ پہ وہ پوری شان کے ساتھ براجمان تھا۔ جبکہ منصور صاحب بھی اسکے پاس ہی کھڑے شائد کوئی ضروری بات کر رہے تھے۔

وہ سلور گرے سوٹ میں بہت فریش اور ہمیشہ کی طرح ڈیشنگ لگ رہا تھا۔ وہ ہمیشہ سے ہیرو تھا۔ کچھ لوگ وقت کے ساتھ ساتھ اور بھی خوبصورت ہو جاتے ہیں۔

اسے آج بھی یاد ہے کہ کیسے وہ پہلی نظر میں اسکی خوبصورتی سے امپریس ہوئی تھی۔ اور پھر کیسے اسکی طرف کھینچتی ہی چلی گئی تھی۔

اپنا اسکی طرف کھینچا جانا اسے سمجھ میں آتا تھا۔ مگر اسکا اپنی طرف کھینچا چلا آنا اسے آج بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔

آئیں مس پلیز۔۔ منصور صاحب اسکی طرف متوجہ ہوئے۔جبکہ وہ اب

سیٹ کی پشت پہ ٹیک لگا کہ موبائل اسکرولنگ میں بزی تھا

وہ جانتی تھی وہ اسے دیکھنے سے گریز کر رہا ہے مگر اسکی فل اٹینشن عفرا میں

ہے۔

سر آپ نے بلایا۔۔۔؟؟

جی مس عفرا۔ایسا ہے کہ آج مس نورین لیو پہ ہیں تو اب آپ ہمارے

ساتھ وزٹ پہ چل رہی ہیں۔۔ منصور صاحب اسے انفارم کر رہے رتھے

کیسا وزٹ۔۔۔؟ وہ منصور صاحب سے پوچھ رہی تھی۔وہ حیران تھی

بہت۔یہ اسکا کام نہیں تھا۔

آپ سے جو کہا جائے آپکو وہی کرنا ہے اور یہی آپکی جاب ہے۔

ہمیں وہاں ضرورت پڑے گی آپکی۔اور ویسے بھی آپکو کام سیکھنا ہے یا نہیں۔۔۔۔؟؟؟وہ اسکے قریب کھڑا اپنے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے ایک آبرو اچکائے اس سے پوچھ رہا تھا۔

شیور سر۔۔وہ اسکے اتنا قریب کھڑے ہونے پہ نروس ہو گئی تھی۔

دو منٹ میں نیچے پارکنگ لاٹ میں پہنچیں۔وہ حکم دیتا ہوا اسکے پاس سے جا چکا تھا۔منصور صاحب بھی پیچھے جا چکے تھے۔وہ وہیں کھڑی رہ گئی۔

پھر جلدی سے اپنے کیبن میں گئی۔بیگ پکڑا اور ایلیویٹر کی طرف بھاگی۔

جیسے ہی وہ پارکنگ لاٹ میں پہنچی تیزی سے ایک بلیک لگثری کار اسکے پاس رکی۔اس نے پچھلا دروازہ کھولا اور بیٹھ گئی۔

گاڑی ڈرائیور چلا رہا تھا اور فرنٹ سیٹ پہ منصور صاحب تھے جبکہ وہ میر کے ساتھ پیچھے بیٹھی تھی۔

سارا راستہ خاموش گزرا۔ وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ ایک دوسرے کے وجود کو محسوس کر رہے تھے۔اور کافی دلفریب تھا یہ۔

اور پہلی بار تھا کہ وہ اتنے سینس ایبل طریقے سے میر کی گاڑی میں بیٹھی تھی۔

عفرا کا دل چاہ رہا تھا کہ یہ سفر کبھی ختم نہ ہو۔ وہ ایزی ہو کہ سیٹ کی بیک سے ٹیک لگا گئی اور آنکھیں بند کر لیں۔ایک عرصے بعد یہ سکون نصیب ہوا تھا۔

)بند آنکھوں کے سامنے وہ معصوم سی عفرا تھی جو گاڑی میں اپنی پسند کا میوزک نہ چلانے پہ میر سے لڑ رہی تھی۔اور میر کا چہرہ تپا تپا سا تھا(دوسری طرف میر مرتضی کی حالت بھی کچھ مختلف نہ تھی۔

)وہ سنجیدہ سی عفرا کے ساتھ بیٹھا اس شرارتی عفرا کو یاد کر رہا تھا۔وہ والیوم کم کر رہا تھا اور وہ پھر سے ہائی کر رہی تھی۔(

ہوٹل پہنچنے کے بعد وہ سارا وقت اپنے بگ باس کے ساتھ ہی رہی تھی۔وہ مختلف لوگوں سے ملتا رہا اور ہوٹل کے اسٹاف سے بھی میٹنگ کی گئی۔آج کا دن بہت مصروف تھا۔سچ میں وہ تھک گئی تھی۔

اب وہ لنچ کے لئے جا رہے تھے جو کہ خاصا لیٹ کر لیا تھا انہوں نے۔اب جب اس کی بھوک مر چکی تھی تب وہ لنچ کے لئے جا رہے تھے۔

وہ ہوٹل کی لابی میں رکا تھا اور اسکے ساتھ چلتے سب لوگ رک گئے تھے۔

میں اپنے آفس میں ہی لنچ کرونگا۔اب وہ ہوٹل کی ویٹرس کو بتا رہا تھا۔

منصور صاحب آپ ہمدانی صاحب سے مل لیں اور لنچ بھی انکے ساتھ ہی کر لیں۔اب وہ منصور صاحب کو وہاں سے جانے کا کہہ رہا تھا۔اور وہ یس سر کہتے ہوئے چلے گئے تھے۔

مس عفرا آپ میرے ساتھ جا رہی ہیں۔وہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا اور عفرا بھی اسکے پیچھے پیچھے چل پڑی۔وہ اتنی تیز چل رہا تھا کہ عفرا کو اس کا ساتھ دینے میں کافی مشکل ہو رہی تھی۔ایک لمبی سی راہداری سے گزر کے وہ ایک روم کا دروازہ کھول کہ اندر بڑھ گیا۔عفرا بھی اسکے پیچھے گئی۔

وہ اپنا کوٹ اتار کہ اسٹینڈ پہ لٹکا چکا تھا۔

آو پلیز۔۔۔اس نے جلدی سے آگے بڑھ کہ اسکے لئے کرسی کھینچی تھی۔

تھینک یو۔ وہ بیٹھ گئی۔

وہ بھی اس کے سامنے والی کرسی پہ بیٹھ چکا تھا۔

اب وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

وہ لائٹ جامنی رنگ کے سادہ سے کاٹن سوٹ میں تھی۔ہمیشہ کی طرح
دھلادلایا چہرہ۔ایک عام سی لڑکی جو بہت خاص تھی

)وہ بھی ہمیشہ کی طرح سوٹڈ بوٹڈ۔ بال جیل کی مدد سے سیٹ کیے ہوئے۔
قیمتی گھڑی۔ قیمتی پرفیوم۔اور پھر اسکا دیکھنے کا مخصوص انداز(

تھک گئی ہو۔۔۔ ؟؟؟؟

نہیں۔

تم مجھ سے کہہ سکتی ہو۔پہلے کی طرح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پہلے کیا تھا کیا نہیں۔مجھے اس بارے میں بات نہیں کرنی۔

ابھی میں آپکی امپلائی ہوں۔غصے سے کہتے ہوئے اس نے منہ پھیر لیا۔

ایک خوبصورت سی مسکراہٹ میر کے لبوں کو چھو گئی۔ایسے ہی تو روٹھا کرتی تھی وہ ہمیشہ

ناراض ہو۔ ۔۔۔۔۔؟؟؟

نہیں۔

کتنے ہی پل خاموشی کی نظر ہو گئے۔وہ اسے دیکھتا رہا اور وہ اس آفس کا جائزہ لیتی رہی۔جس طرح ہوٹل کی ساری عمارت شاندار تھی اسی طرح آفس بھی کمال کا تھا۔لائٹ گرے اور بلیک کلر اسکیم کے ساتھ ۔

میں جاننا چاہتا ہوں عفرا کے اس رات میرے جانے کے بعد کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔آواز بہت مدھم تھی۔

آفس کا جائزہ لیتی عفرا کی نظریں میر کے چہرے پہ جا ٹکیں۔

یکدم شائد کچھ چبھا تھا ان آنکھوں میں کہ دیکھتے ہی دیکھتے لبالب پانی سے بھر گئیں۔

ہاں بتاونگی۔ ضرور بتاونگی۔ آپکو نہیں بتاونگی تو کس کو بتاونگی۔۔ وہ سرگوشی کی صورت بولی۔ میر بمشکل سن پایا

اس رات کی صبح یہ ہوا تھا کہ آپ مجھے چھوڑ کے چلے گئے تھے۔ وہ کرسی پہ سیدھی ہو کہ بیٹھی اور براہ راست اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔ وہ خود کو کمپوز کر چکی تھی۔

مجھے آپکی ضرورت تھی۔ مگر آپ جا چکے تھے۔ بے اختیار جھر جھری سی لی

آپ بہت خاموشی سے ایک طرف ہو گئے تھے۔ کیونکہ اس سب میں آپکا تو کوئی قصور نہیں تھا۔ میں اکیلی ذمہ دار تھی۔ ساری غلطی میری تھی۔ گلے میں کچھ ابھر کہ معدوم ہوا

ہاں ساری غلطی لڑکیوں کی ہی ہوا کرتی ہے۔ لڑکے معصوم ہوتے ہیں۔

گلے میں کوئی پھندا سا محسوس ہو رہا تھا۔

ہاں میر ساری غلطی میری تھی۔ میں آپکی طرف اٹریکٹ ہوئی تھی۔ میں نے آپکی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ اور آپکے لئے دروازہ بھی تو میں نے کھولا تھا۔ (ایک پھیکی سی تلخ۔ مسکراہٹ (

تو پھر آپ غلط کیسے ہو سکتے ہو۔ غلط تو میں تھی۔ اور سزا بھی میرا مقدر تھی۔۔ سو میں نے سہی۔ نا چاہتے ہوئے بھی لہجہ تھوڑا تلخ ہو گیا تھا۔

میر تو کہیں عفرا کی بے اختیاری میں بھری سسکی میں ہی ڈوب گیا تھا۔

کرب اور ضبط سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ سر جھک گیا تھا۔(وہ کہہ سکتا تھا کہ وہ کہیں نہیں گیا تھا۔ بلکہ وہ لوگ گھر چھوڑ کہ جا چکے تھے۔ وہ ڈھونڈتا رہ گیا(

اس نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ عفرا کے درد کی وجہ وہ بنے۔ مگر جو اس نے کیا تھا(کچھ جانے میں کچھ انجانے میں) اسکا نتیجہ یہی نکلنا تھا۔ سو نکلا

وہ اب چپ تھی شائد بول بول کہ تھک گئی تھی۔ یا سانس لینے کو رکی تھی۔

کمرے میں ایک عجیب سی افسردگی کا ماحول بن گیا تھا۔

آپ چلے گئے۔ پھر مجھے کہہ دیا گیا کہ میں کالج نہیں جاونگی۔ وہ پھر سے بولی تھی۔ اور میر کا لوں لوں کان بن گیا تھا۔

مجھے کالج جانا تو دور کی بات گھر میں کالج کی طرف منہ کر کہ کھڑا بھی نہ ہونے دیا گیا۔اور پھر کچھ ہی دن میں گھر تبدیل کر لیا گیا۔میں گھر میں کسی بے کار اور ناکارہ چیز کی طرح پڑھی رہی۔لیکن پھر میری ماں کو خیال آیا کہ میری شادی کر کہ مجھ سے جان چھڑا لینا چاہیئے۔اور پھر جلد ہی ایک مناسب رشتہ مل گیا۔اور میری۔ منگنی کر دی گئی۔چار سال ہونے کو ہیں مگر میرے منگیتر کے اٹلی میں کاغذ نہیں بن رہے اس لئے ابھی تک میری شادی نہیں ہوئی۔

اس کے کاغذ بنیں گے وہ واپس آئے گا پھر مجھ سے شادی کرئے گا۔اور پتہ نہیں وہ کب آئے گا۔

وہ پھر سے ایک لمبی سانس لے کہ خاموش ہو چکی تھی۔

یہ انگیجمنٹ میرے لئے کافی حد تک مبارک رہی۔ماما کی ناراضگی کافی حد تک ختم ہوگئی۔تو پھر انکا رویہ بھی مجھ سے کچھ کچھ بدل گیا۔فائنلی میں اپنے گھر میں کمفرٹ فیل کرنے لگی۔زندگی تھوڑی آسان ہوگئی۔

میں چاہتی ہوں یہ منگنی کبھی ختم نہ ہو۔نہ یہ کبھی ٹوٹے اور نہ یہ کبھی نیکسٹ اسٹیپ پہ جائے۔(پھر سے ایک لمبی خاموشی شائد لفظ ختم ہو گئے تھے(

میں کس کرب سے گزرا ہوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ایک سزا وہ تھی جو تم بھگت رہی تھی اور ایک سزا وہ تھی جو میں سہہ رہا تھا۔وہ کہہ رہا تھا اور اسکی آواز بہت مدھم تھی۔

کیسی سزا۔۔۔؟ وہ ناسمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

سزا نہیں عذاب سہا ہے میں نے۔ تم سے جدائی کا عذاب

عفرا کو سننے میں کافی دقت ہوئی۔

میں روز تمہارے کالج کے باہر پہروں کھڑا رہتا۔ مگر تم نہیں آتی تھیں۔

تمہارے نئے گھر کا پتہ ڈھونڈنے کے لئے مارا مارا پھرا مگر کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔

اس رات کا دیکھا تمہارا چہرہ روز خواب میں دیکھتا۔۔۔

ہر روز ایک نئے سرے سے تکلیف محسوس کرتا۔

روز چلی آتی تم اپنا زخمی چہرہ لے کہ میرے خواب میں۔میں سونے سے ڈرنے لگا۔میں اس رات کے بعد آج تک ٹھیک سے سو نہیں پایا عفرا۔۔۔

کیا تھا اسکے لہجے میں کہ عفرا کو اپنا دل چیرتا محسوس ہوا۔

میر۔۔۔۔وہ بے اختیار اٹھ کہ میر کے قدموں میں بیٹھ گئی اور اسکے دونوں ہاتھ تھام لئے۔

میر تم نے کیوں مجھے ڈھونڈنے کی کوشش کی۔۔۔؟؟؟

تمہیں مجھے بھول جانا چاہیئے تھا۔وہ رو رہی تھی۔

مجھے نہیں پتہ میں نے کیوں ڈھونڈا عفرا اگر میں تمہیں کھونا نہیں چاہتا تھا۔مجھے تم ایک لمحے کے لئے بھی نہیں بھولی۔غلط تھا میں کہ تم میری

اچھی دوست ہو۔ نہیں ہو تم میری دوست تم تو اس سے بھی کہیں زیادہ ہو میرے لئے۔ بہت قیمتی۔ بہت پریشیس۔

بہت ہی خاص۔

تم دور جا کہ بھی کبھی دور نہیں گئی۔

تم نہ ہو کہ بھی تھی۔۔

تم کہیں نہیں تھی۔۔۔ مگر تم ہر جگہ تھی۔

کھو تو میں نے خود کو دیا تھا۔ اور تمہیں پانے کی یہی قیمت چکائی تھی میں نے کہ خود کو کھو دیا تھا میں نے۔

میں نے خود کو مار کہ خود میں تم کو زندہ رکھا عفرا۔

میں تم بن کہ جیا۔

میرے ہر دن میں عفرا تھی

میری ہر رات میں عفرا تھی۔

میرے اٹھنے بیٹھنے میں عفرا تھی۔

تم کہیں نہیں تھی۔ مگر تم ہر جگہ تھی

میرا اسکے ہاتھوں کو اپنی سخت گرفت میں لئے ہوئے تھا۔اور وہ رو رہا تھا۔

میرے پاس الفاظ کا ذخیرہ بہت کم ہے۔میں نہیں سمجھ پا رہا کہ میں کیسے بتاؤں تمہیں کہ تم کتنی ضروری ہو۔

میں کچھ بھی نہیں شائید

تم حد سے زیادہ ہو

اللہ کی قدرت ہو

میں بول نہیں سکتا

تم لفظ کی صورت ہو

تم میری ضرورت ہو

اب وہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں اسکا چہرہ لے کہ گھمبیر آواز میں اسکے

کانوں میں رس گھول رہا تھا۔

اور اسے بلکل سمجھ نہیں آرہی تھی کہ یہ اسے کیا ہو رہا تھا۔ وہ رو رہا تھا اور وہ

خوش ہو رہی تھی

ہاں سچ میں وہ بہت خوش ہو رہی تھی۔

دفعتا۔۔۔۔دروازے پہ آہٹ ہوئی تھی وہ جلدی سے اپنی سیٹ پہ واپس بیٹھی تھی۔

دو ویٹر ٹیبل پہ کھانا لگانے آئے تھے ۔

اس نے کن اکھیوں سے میر کی طرف دیکھا۔وہ اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

فورا سے عفرا نے نظریں پھیریں۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ میر کو پتہ چلے کہ وہ خوش ہے۔ مگر میر تو اسکے بن کہے اسے سمجھتا آیا تھا

آو کھانا کھاتے ہیں۔۔۔ویٹر کے جانے کے بعد میر نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔ جسے عفرا نے نظر انداز کر دیا

کھانا سب عفرا کی پسند کا تھا۔ خالص پاکستانی کھانا اور پریزینٹیشن بتا رہی تھی کہ اسپیشل آرڈر پہ ریڈی کروایا گیا تھا۔

واپسی پہ میر نے ہی اسے گھر ڈراپ کیا تھا۔

آج کا دن واقعی میں بہت خاص رہا تھا۔

____

____

وہ گھر پہنچ کہ بھی گھر نہیں پہنچی تھی۔ وہ وہیں کہیں میر مرتضیٰ کے ساتھ رہ گئی تھی۔

اپنے بیڈ پہ آڑھی ترچھی لیٹی وہ اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔ جہاں وہ تھی اور اسکا الفا تھا۔

میر کے الفاظ تھے یا کوئی جادو۔ جو سر چڑھتا جارہا تھا۔ بے خیالی میں وہ ہاتھ سے رنگ اتار کے سائیڈ ٹیبل کی ڈرا میں پھینک چکی تھی

دل اور ہی لے پہ دھڑک رہا تھا۔ اس طرح تو اس نے میر کے بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا۔ اور آج جب وہ سوچ رہی تھی تو کتنا اچھا لگ رہا تھا۔

عفرا اور میر

میر اور عفرا

لورز۔ محبوب عاشق۔

سسی پنوں

لیلی مجنوں

سوہنی ماہیوال

عفرا میر

میر عفرا

میں آڑھے ترچھے خیال سوچوں

کہ بے ارادہ کتاب لکھوں!!!

کوئی شناسا غزل تراشوں

کہ اجنبی انتساب لکھوں!!

گنوادوں اک عمر کے خزانے

کہ ایک پل کا حساب لکھوں

میری طبیعت پہ منحصر ہے!

میں جس طرح کا نصاب لکھوں

میرے اپنے مزاج پر ہے

عذاب سوچوں۔ ثواب لکھوں

یہ انجانی سی خوشی۔ یہ انجانا سا احساس ۔۔۔

یہ جذبات میں بہتی عفرا

آیئے ہم تھوڑی دیر کے لئے اسے یہیں چھوڑ دیتے ہیں۔اور ہم ماضی کی کھڑکی کھول کہ اک نئے جہاں کی سیر کو جاتے ہیں۔

جہاں شائید میر اور عفرا بہت چھوٹے تھے۔

یہ کراچی کی ایک مہنگی ترین کالونی ہے۔یہاں بڑے بڑے بنگلے ہیں تو کہیں کچھ چھوٹے مگر مہنگے مکان بھی موجود ہیں۔اور یہ چھوٹے گھر زیادہ تر انہیں لوگوں کے ہیں جو جاب کے سلسلے میں آج یہاں ہیں تو کل کو کہیں اور ٹرانسفر ہو جانے کا امکان ہے۔

جبکہ بڑے بڑے بنگلے جو یہاں کے امراء ہیں انکے ہیں جو ہمیشہ سے یہیں پہ مقیم ہیں۔ان میں سے تو بہت سے بنگلے خالی پڑھے ہیں کہ انکے مکین ابراڈ میں ہوتے ہیں جبکہ مالی اور گارڈ دیکھ بھال کے لئے موجود ہیں بس۔

اور اس کالونی کے بلاک ڈی کی لاسٹ رو میں بڑے بڑے بنگلوں کے بعد لاسٹ میں ایک چھوٹا مگر خوبصورت سا گھر جو پودوں اور ہریالی کے بیچ گرا ہوا ہے۔وہ عفرا کا ہے۔اسکے مین گیٹ کے علاوہ گھر کی بیک پہ ایک چھوٹا سا دروازہ ہے جو پیچھے کی سڑک کی طرف موجود اس گھر کے بیک گارڈن میں کھلتا ہے۔

عفرا کے گھر کی بیک پہ جو خوبصورت کریم اور چاکلیٹ کلر اسکیم والا بنگلہ ہے وہ مرتضی کمال کا ہے۔

مرتضی کمال اپنی سیکنڈ وائف اور فرسٹ وائف سے ملے اپنے بیٹے میر کے ساتھ رہتے ہیں۔انکی پہلی بیوی کی ڈیتھ ہو چکی ہے۔اور دوسری وائف کے وہ دیوانے ہیں۔اور اکثر وہ ورلڈ ٹور پہ ہوتے ہیں۔اور جب نہیں بھی ٹور پہ ہوتے تو تب بھی وہ کم از کم میر کے لئے موجود نہیں ہوتے۔اسکے لئے انکا ہونا یا نہ ہونا ایک جیسا ہے۔

وہ بارہ سال کا بچہ اب اتنا بچہ بھی نہیں ہے۔اور اسکے حالات اسے وقت سے پہلے سمجھدار بنا چکے ہیں۔اپنی عمر کے دوسرے بچوں سے وہ کہیں زیادہ سمجھ رکھتا ہے۔

نہ اسکا کوئی دوست ہے اور نہ اسے کسی دوست کی خواہش ہے۔

اسکے دل میں ایک ہی جذبہ ہے۔بس نفرت کا۔

ہاں وہ پڑھائی میں بہت اچھا ہے کیونکہ اسکی ماں کی خواہش تھی کہ وہ بہت سارا پڑھے دو سال پہلے اسکی ماں مر گئی۔ مگر وہ جاتے جاتے اسے بہت سی نصیحتیں کر گئی تھی۔اور جو وہ نہیں بھی کہہ سکی تھی میر وہ بھی سمجھ چکا تھا۔ دس سال کا تھا جب ماں گزر گئی۔اسے ہر بات یاد تھی یہاں تک کہ باپ کا رویہ بھی ماں کے ساتھ اسے کسی رٹے ہوئے سبق سے بھی زیادہ اچھا یاد تھا۔

بس یہی وجہ تھی کہ اسے اپنی مری ہوئی ماں اور اپنی کتابوں کے علاوہ سب سے نفرت تھی۔

دوسری طرف میر کے گھر کے سامنے والے مکان میں رہنے والی عفرا کے اور ہی مسائل تھے۔اسکی ماں مہوش عمر نے عمر خلیل سے محبت کی شادی کی تھی۔اس محبت کی شادی کا انجام یہ ہوا کہ نہ مہوش کے گھر والوں نے اسے اپنایا اور نہ ہی سسرال والوں نے۔وہ دونوں دربدر ہوئے۔

عمر خلیل پیشے سے ایک وکیل تھے۔لہذا اس مہنگی کالونی میں قسطوں میں مکان خریدا اور مہوش کے ساتھ ہنسی خوشی رہنے لگے۔شادی کے پانچ سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی مگر وہ پھر بھی ایک دوسرے کے ساتھ خوش تھے

پھر اللہ نے ایک پیاری سی بیٹی سے نوازا اور زندگی اور بھی خوبصورت ہوگئ تھی۔مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔عفرا 4سال کی تھی کی عمر خلیل کا ایکسیڈنٹ ہوگیا اور وہ سروائیو نہ کر سکے۔

صدمہ بہت گہرا تھا۔ سنبھلنے میں وقت بھی زیادہ لگا۔ بہر حال۔ وقت سب سے بڑا مرہم ہے۔ مہوش نے دوبارہ سے اپنا وہ آفس جوائن کر لیا جہاں وہ پہلے جاب کیا کرتی تھیں اور جہاں وہ پہلی بار عمر خلیل سے ملی تھیں۔

عفرا کی ساری ذمہ داری اب انکے گھر کی ملازمہ رفعت بی پہ تھی۔ رفعت بی کافی بوڑھی ہو چکی تھی اور جب سے عمر صاحب کی وفات ہوئی تھی وہ یہیں مہوش اور عفرا کے ساتھ رہتی تھیں۔ انکا بہت آسرا تھا مہوش کو۔

وہ بس عفرا کی دیکھ بھال کرتی تھیں باقی گھر کے سارے کام مہوش ڈیوٹی سے آکے دیکھ لیتی تھیں۔

باپ تھا نہیں اور ماں کی سلیری بس گزارہ لائق تھی۔ وہ تو اللہ کا احسان تھا کہ گھر اپنا تھا۔ بس عفرا بہت ساری محرومیوں اور کمیوں کے ساتھ بڑھی ہو رہی تھی۔

پھر ایک دن۔ وہ کالونی کے پارک میں میر سے ملی۔

عفرا نو سال کی تھی اور میر بارہ سال کا۔

۔

گرمیوں کی سہ پہر تھی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ بادل گرگر کہ آ رہے تھے کہ ابھی برسے کہ بس ابھی برسے۔

عفرا گھر سے سائیکل لے کہ نکلی تھی۔ رفعت بی بھی پیچھے پیچھے تھی۔

اس نے کہا بھی کہ بس پارک تک جاوں گی۔ پھر بھی وہ پیچھے پیچھے چل پڑی تھیں۔ وہ اسے اکیلا کبھی نہیں چھوڑتی تھیں۔

وہ تیز تیز سائکل چلاتی رفعت بی کو کافی پیچھے چھوڑ چکی تھی۔ اور وہ خوش تھی کہ اسے ہمیشہ رفعت بی کو تنگ کر کہ مزہ آتا تھا۔

اب وہ پارک کے اندر سیکلنگ کر رہی تھی۔ اسکے کندھوں تک آتے بال ہوا میں اڑ رہے تھے۔ گلے میں ڈالا چھوٹا سا پنک مفلر بھی پیچھے کی طرف

اڑتا جارہا تھا۔ یکدم اسکے سامنے ایک بچہ آگیا۔ اسے نے سائیکل کو روکا مگر وہ اس لڑکے کو ٹکر مار کہ ہی رکی۔

اوہ۔۔۔آئم سو سوری۔۔۔۔ایم رئیلی ویری سوری۔ وہ خود بھی کافی برا گری تھی۔ مگر اٹھ کہ جلدی سے اس بچے سے معافی مانگ رہی تھی۔

وہ رو رہا تھا۔ اور اپنی ماما کو آواز لگا رہا تھا۔ دور سے اسکی ماما بھی دیکھ کہ تقریبا بھاگتی آرہی تھی۔

میں نے جان بوجھ کہ نہیں کیا یہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ڈر گئی تھی۔

یہ ایکدم سے سامنے آیا۔ ۔

اس بچے کی ماما نے اس تک پہنچتے ہی ایک کھینچ کے تھپڑ دے مارا تھا اسے۔

اور اب اپنے بچے کے کپڑے صاف کر رہی تھی اور بار بار اسے ساتھ لگا رہی تھی۔

ذرا فاصلے پہ موجود بنچ میں بیٹھا وہ خاموش سا لڑکا سب دیکھ رہا تھا۔

اب وہ روتا بچہ چپ ہو گیا تھا۔ اور اپنی ماما کے ساتھ چلا گیا تھا۔ عفرا نے اپنی سائیکل دیکھی تو اس کا اگلا ٹائر ٹیڑھا ہو چکا تھا۔ وہ کچھ زیادہ ہی ٹیڑھا ہو چکا تھا۔ اس نے سائیکل چلانی چاہی مگر وہ نہیں چل رہی تھی اس سے۔

تبھی وہ لڑکا آیا۔اس نے سائیکل کو پکڑ کہ اسکا ٹائر سیدھا کیا۔اور وہ کافی حد تک سیدھا ہو بھی گیا۔آو میں چھوڑ دوں۔ کہاں جانا ہے۔۔۔۔؟؟ وہ اسکی سائیکل پہ بیٹھ کہ اسے پیچھے بیٹھنے کو کہہ رہا تھا۔

عفرا نے اس لڑکے کو دیکھا۔ وہ بہت پیارا سا تھا۔ گول مٹول سا۔ کھڑی ناک۔ کشادہ پیشانی۔ وہ کافی ہیلدی تھا۔اور گہرے سیاہ بال اس پہ بہت اچھے لگ رہے تھے۔

تمہارا نام کیا ہے۔۔۔؟

کیوں۔۔۔؟ وہ دائیں آبرو اچکائے پوچھ رہا تھا۔

ایسے ہی۔ نہیں بتانا تو مت بتاو۔ عفرا برا مان گئی تھی۔۔

میر۔۔۔۔وہ آہستہ سے بولا۔

میں عفرا۔ عفرا نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔

اس نے بددلی سے اپنا بایاں ہاتھ اسکے دائیں ہاتھ پہ مس کیا اور چھوڑ دیا۔

تمہیں سلام لینی بھی نہیں آتی۔۔ وہ کافی حیران ہوئی۔

گھر چلنا ہے یا نہیں۔۔۔۔؟؟ اس نے گھورا۔

عفرا نے دیکھا سامنے والے گیٹ سے رفعت بی آرہی تھیں۔

ہاں چلنا ہے مگر پیچھے والے گیٹ سے۔ وہ جلدی سے اسکے پیچھے بیٹھ گئی۔ اور پھر وہ رستہ بتاتی رہی وہ چلتا رہا۔

تم اسی کالونی کے ہو۔۔؟؟ اسکے گھر کے سامنے وہ سائیکل سے اتر کہ اسے تھما رہا تھا جب اس نے پوچھا۔

ہاں۔ تمہارے گھر کی بیک پہ جو گھر ہے وہ میرا ہے۔وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔

ایک منٹ۔۔۔وہ پیچھے سے پکاری۔اور سائیکل کو اسٹینڈ پہ لگا کہ اسکے پاس گئی۔

مطلب ہم پڑوسی ہیں۔؟؟اسکی خوشی کی انتہا نہ تھی۔کیونکہ اسکا کوئی دوست نہ تھا۔آس پاس کے بنگلے خالی پڑے تھے۔انکے مالک کوئی کینیڈا میں اور کوئی یو ایس اے میں تھا۔

پڑوسی۔۔۔؟؟؟وہ حیران ہوا تھا

میرا مطلب نیبرز۔۔۔۔

اوہ۔۔۔۔ہاں۔۔۔شاید

وہ پھر سے آگے بڑھنے لگا۔

سنو۔۔۔

وہ رکا۔اور پلٹا

تمہارے گھر کے سامنے جو ہمارے گھر کا چھوٹا دروازہ ہے نہ وہ میرے روم میں کھلتا ہے۔۔۔

تو۔۔۔۔۔؟؟؟؟وہ مزید حیران ہوا

تو پاگل ۔۔ ہم کلوز والے پڑوسی ہیں نہ۔ وہ اس بدھو کو سمجھا رہی تھی۔ وہ اسکے انداز پہ مسکرایا۔ اور اس سارے وقت میں پہلی بار مسکرایا تھا۔ عفرا نے دیکھا اسکی مسکراہٹ بھی بہت پیاری تھی۔

اوکے ہم کلوز والے پڑوسی ہیں۔ اب میں جاوں پڑوسی ۔۔۔ ؟؟؟ وہ اسکا مذاق اڑا رہا تھا۔

ہاں جاو۔ لیکن سنو۔ آج تم نے میری مدد کی ہے۔ کبھی موقع ملا تو میں تمہاری مدد ضرور کرونگی۔ عفرا۔ نام تو یاد رہے گا نا۔۔

۔۔۔۔ ؟؟؟

اس نے کہتے ہوئے ایک بار پھر اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔

اب کی بار اس نے اس سے ہاتھ ملایا تھا۔ اور اللہ حافظ کہتا اپنے رستے چل پڑا تھا۔

عفرا بھی اندر کو بڑھ گئی کی بارش اسٹارٹ ہو چکی تھی۔۔

رفعت بی اسے پورے پارک میں ڈھونڈ کہ آئی تھی اور اسی چکر میں وہ بارش میں بھی بھیگ گئی تھیں۔ وہ خوب اونچی آواز میں اسے صلواتیں سنا رہی تھیں مگر وہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی کمال ہاوس کو دیکھ رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی۔ اتنا شاندار دوست میری بغل میں تھا اور مجھے پتہ ہی نہیں تھا۔

توبہ کتنا بڑا گھر ہے۔اگر اس سے دوستی ہو جائے تو سکول کی دوستوں میں بھلے بھلے ہو جائے گی۔

ایک تو غضب کا پیارا ہے اوپر سے کمینہ اتنا امیر ہے۔۔اور میری جو امیر کلاس فیلو مجھے گھاس نہیں ڈالتیں خود کو بہت اعلی چیز سمجھتی ہیں سب جل کہ کباب ہو جائیں گی۔

اور یہ اس نے سکول سے ہی سیکھا تھا کہ امیروں سے دوستی کے بہت فائدے ہوتے ہیں۔روشنا ایک ہائی کلاس فیملی سے تھی اور اکثر وہ اپنی چیزیں دوستوں کو گفٹ کر دیتی تھی۔عفرا یہ دیکھ کہ امیر دوست کی ویلیو کو اچھے سے سمجھ گئی تھی

اور اسے ایک امیر دوست کی اشد ضرورت تھی۔

اور یہ حقیقت ہے کہ ہماری محرومیاں ہمیں کمپلیکس میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ وہ بھی جس سکول میں پڑھتی تھی وہاں کے بچوں اور انکے لنچ باکس اور سکول بیگ اور انکی بڑی بڑی گاڑیوں کو دیکھ کہ خود کو بہت بیچارا محسوس کرتی تھی۔

میر کو محبت اور توجہ چاہئے تھی اور عفرا کو پیسہ اور شو مارنے کے لئے خوبصورت دوست۔ جب لڑکیاں اسکی عام شکل وصورت کا مذاق اڑاتیں تو اسکا دل بہت دکھتا تھا۔

یہ سچ ہے کہ ہماری کمزوریاں ہی بعض دفعہ ہمیں ایک دوسرے کے قریب کر دیتی ہیں۔ میر اور عفرا کو بھی پاس پاس لانے والی انکی کمزوریاں تھیں۔

میر کی کمزوری محبت اور توجہ تھی۔ اور عفرا کی کمزوری پیسہ اور شو آف کرنا تھی۔ اسکے پاس شو آف کرنے کے لئے نہ اچھا اسٹیٹس تھا نہ کوئی بہت اچھی شکل۔ ہاں (عنقریب) اسکے پاس میر تھا۔

دو ہفتے گزر چکے تھے۔ مگر دوبارہ اسے وہ نظر نہیں آیا تھا۔ وہ روز کمرے کی کھڑکی سے جھانکتی تھی کہ شائید وہ گھر کے اندر آتا جاتا دکھائی دے جائے مگر کوئی فائدہ نہیں ہو رہا تھا۔

وہ مایوس ہو گئی تھی۔

ماما پلیز بس میں اپنی روڈ پہ ہی سائیکل چلاونگی پارک تک بھی نہیں جاونگی۔ قسم لے لیں جو اپنی روڈ سے ٹرن بھی لوں تو۔ پچھلے پچیس منٹ سے وہ منتیں کر رہی تھی۔ مگر اسے اجازت نہیں مل رہی تھی۔

اب وہ رونے والی ہو گئی تھی۔ پلیز ماما۔

کل چلا لینا عفرا۔ آج رفعت بی کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ وہ باہر دروازے میں نہیں بیٹھ سکتیں۔ مہوش کچن میں برتن دھو رہی تھیں۔

توماماضرورت کیاہے باہر دروازے میں بیٹھنے کی اگلے ماہ میں ففتھ اسٹینڈرڈ میں چلی جاونگی۔ بڑی ہوگئی ہوں میں۔اور پھر کہہ رہی ہوں نہ کی گھر کے سامنے سامنے چلاونگی۔

چلی جاویہاں سے عفرا۔پہلے آفس سے میں کم کھپ کھپاکہ آتی ہوں جو گھر میں تم شروع ہوجاتی ہو۔مہوش نے دودھ والا برتن دھوکہ شلف پہ رکھا کم پھینکازیادہ تھا۔

عفراماں کے غصے سے ڈرکے بھاگ گئ۔

چھوٹی سی عفرا کی چھوٹی سی لائف میں بڑے بڑے پرابلمز تھے۔اسے پیاری پیاری بہت ساری فراک چاہئے تھیں۔اسے ہیل والے جوتے چاہئے تھے۔اسے الیکٹرک سائیکل چاہئے تھی

اسے اپنی ہر برتھ ڈے پہ کیک چاہئے ہوتا تھا۔اور ہمیشہ اسکے پاس "چاہئے کی" ایک لمبی لسٹ ہوتی تھی۔

اور ہمیشہ اسے گنتی کی چیزیں ملا کرتی تھیں۔

شاید وہ کسی عام سے محلے اور کسی عام سے سکول میں پڑھ رہی ہوتی تو اسے یہ مسائل درپیش نہ ہوتے۔

مگر ابھی وہ بچی جس ماحول میں رہ رہی تھی وہ چھوٹی سی عمر میں بہت ڈیپریسڈ تھی۔یہاں تک کہ اسکے پاس کھیلنے کے لئے کوئی دوست نہ تھا۔

اسے کوئی دوست چاہئے تھا۔

اور پھر اسے وہ دوست مل گیا تھا۔

____

____

رات کا وقت تھا۔ عفرا شام میں جلدی سو گئی تھی۔اور پھر پیاس لگنے پہ اٹھی اور پانی پی کہ دوبارہ سونے لگی کی اچانک کچھ خیال آیا۔ وہ اٹھ کہ کھڑکی کے پاس گئی۔اسنے پردہ ہٹا کہ دیکھا تو سڑک پہ سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں اسے کوئی آہستہ آہستہ چلتا ہوا نظر آیا۔

ہاں وہ اسی دن والا لڑکا تھا۔

میر مرتضی۔

عفرا کو خاصی حیرانی ہوئی۔ کیونکہ اسے رات میں اپنے کمرے سے نکل کہ باہر لاونج میں یا کچن میں جانا بھی مشکل لگتا تھا۔ وہ بہت ڈرپوک تھی اور وہ

رات کے اس وقت اکیلا کہیں سے آرہا تھا۔اور پھر وہ گھر کے اندر جانے کی بجائے گھر کے باہر موجود بنچ پہ بیٹھ گیا تھا۔

شائید وہ کسی پریشانی میں ہے۔۔ عفرا نے سوچا۔

کیا مجھے اسکی مدد کرنی چاہیئے۔۔؟؟

ہاں مجھے اسکی مدد کرنی چاہیئے۔دوست ہی دوست کے کام آتا ہے۔اور پھر کیا تم بھول گئی عفرا اس نے تمہاری مدد کی تھی۔ نہیں عفرا تم یہ کیسے بھول سکتی ہو۔۔۔وہ بہت ہی سیکر ٹلی خو سے باتیں کر رہی تھی۔

اس نے سوچ لیا تھا اسے کیا کرنا ہے۔

وہ جلدی سے دروازے تک گئی اور دروازے کے آگے پڑھا سنگل صوفہ پیچھے کھسکانے لگی۔یہ بہت مشکل کام تھا مگر اسے ہر حال میں کرنا تھا۔

گڈ عفرا گڈ۔۔ صوفہ کھسکانے کے بعد وہ خود کو شاباش دے ہی رہی تھی کی اسکی نظر اوپر دروازے پہ لگی چٹخنی پہ پڑی جسے وہ پہلے کھولنا بھول گئ تھی۔ بس لمحہ بھر کو ہی اس نے رونے والی شکل بنائی اور پھر اگلے ہی لمحے وہ دوبارہ صوفہ دروازے کے ساتھ لگا رہی تھی۔۔

صوفہ ساتھ لگانے کہ بعد وہ اوپر چڑھی اور چٹخنی کھولی۔اور پھر دوبارہ صوفہ دروازے سے ہٹایا اور نیچے کی چٹخنی کھولی۔دروازہ لاکڈ تھا۔یہ اسے ہینڈل دبانے پہ پتہ چلا۔کچھ پل کے لئے وہ سوچ میں پڑھ گئی اور پھر جیسے کچھ یاد آنے پہ وہ دوڑ کہ کچن میں گئی اور دروازہ کے پیچھے لگی ہک پہ لٹک رہی چابیاں اٹھائیں اور بڑی احتیاط سے کمرے میں لے گئی۔

رفعت بی باہر لاونج میں ہی سوتی تھی اور ساری لائٹس رات کو بند ہوتی تھیں اور کچن کی لائٹ کھلی چھوڑدی جاتی تھی۔ جس سے لاونج اور گیراج میں بھی روشنی رہتی تھی۔

جلدی سے اسنے باری باری چابیاں لگانی شروع کی۔ اور ادھر ایک چابی لگاتے ہی کلک کی آواز کے ساتھ دروازہ کھل گیا۔۔

وہ بھاگ کے کھڑکی کے پاس گئی۔ وہ ابھی تک وہیں بیٹھا تھا۔ وہ واپس دروازے کے پاس آئی۔ آرام سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟ وہ اسکے پاس پہنچ چکی تھی۔

اس نے حیرانی سے اسے دیکھا۔اور عفرا اسکے دیکھتے ہی پنجوں کے بل اسکے پاس بیٹھ گئی۔

کیاہوا۔۔۔؟تم روکیوں رہے ہو۔روشنی کافی ہلکی تھی مگر وہ پھر بھی اسکی سرخ آنکھیں اور سوجن زدہ پپوٹے آسانی سے دیکھ سکتی تھی۔

تم یہاں کیا کررہی ہو۔۔۔؟؟وہ الٹا اس سے پوچھ رہا تھا۔وہ سخت حیران تھا اسے یہاں دیکھ کہ۔

وہ سامنے کھڑکی دیکھ رہے ہو۔؟اس نے اپنے کمرے کی کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

ہاں۔اس نے بس سر ہلایا۔

میں نے وہاں سے تمہیں دیکھا۔اور وہ دروازہ دیکھ رہے ہو۔۔؟

اب وہ اپنے کمرے کے دروازے کی طرف اشارہ کررہی تھی۔

ہاں۔ابھی بھی اس نے سر ہلا کہ جواب دیا۔

تو میں وہاں سے یہاں آگئی تمہیں دیکھنے اور پوچھنے کے کیا بات ہے۔کہاں سے آرہے ہو۔۔۔۔؟؟

تم پاگل ہو۔جاو یہاں سے۔وہ بینچ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ بھی اٹھی۔

پاگل تو تم ہو۔ میں تمہاری فکر کر رہی ہوں اور تم نخرے کر رہے ہو۔

کیوں کر رہی ہو میری فکر۔

پاگل اس دن بتایا تو تھا کہ ہم کلوز والے پڑوسی ہیں۔ اور پھر تم نے بھی تو میری مدد کی تھی۔ بولو۔۔۔۔ بولو۔۔ کی تھی یا نہیں۔۔۔ ؟؟؟ وہ ایک ہاتھ کمر پہ رکھ کہ باقاعدہ لڑنے والے انداز میں بول رہی تھی۔

مگر مجھے تمہاری کوئی ہیلپ نہیں چاہئے۔۔

دیکھو تم رو نہیں۔ تم آرام سے بیٹھ جاو۔ اور مجھے بتاو ہوا کیا ہے آخر۔ وہ خود بھی بنچ پہ بیٹھ گئی تھی اور اسکو بھی کھینچ کہ بٹھا چکی تھی۔

ہم یہاں نہیں بیٹھ سکتے۔اور۔۔۔

تو چلو پھر میرے روم میں چلتے ہیں۔وہ اسکے بازو سے پکڑ کہ اسے اٹھا رہی تھی۔

تم پاگل ہو۔۔؟ وہ اسے حیران پہ حیران کر رہی تھی۔

ہاں بس تھوڑی سی زیادہ نہیں۔وہ اسے کھینچ رہی تھی۔مگر وہ کھینچا ہی نہیں جا رہا تھا۔اس نے خوب قد کاٹھ نکالا تھا اور اوپر سے وہ صحتمند بھی بہت تھا۔

وہ اسکی زبردستی کی دوست بن رہی تھی۔

پلیز میر چلو نہ۔ تمہیں کوئی بات نہیں کرنی تو مت کرو مگر مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ میری سن لو پھر چلے جانا۔اب وہ منت پہ اتر آئی تھی

اوراب وہ خاموشی سے اسکے ساتھ چل پڑا تھا۔

کمرے میں جاتے ہی عفرا نے دروازہ بند کیا۔اور پھر گھر کے اندر لاونج میں کھلنے والے دروازے کو بھی لاک لگایا۔

بیٹھ جاو۔اوراب شروع ہو جاو۔ وہ اسے۔بیڈ پہ بٹھا کہ بولی

شروع ہو جاوں۔۔ مطلب۔۔۔؟؟؟۔مجھے کیا کرنا ہے؟؟؟۔وہ حیران ہو کہ پوچھ رہا تھا۔

میرا مطلب اب بکواس کرو۔کہاں سے آرہے ہو۔۔؟

تم نے کہا تھا تمہیں مجھ سے کچھ کہنا ہے۔اب وہ ذرا ریلیکس تھا

ہاں لیکن پہلے یہ بتاو آنکھیں کس خوشی میں لال ہیں تمہاری۔

یہ خوشی میں نہیں دکھ میں لال ہیں۔

کیا دکھ ہے تمہیں۔۔؟

میں قبرستان سے آرہا ہوں۔

وہاں کون رہتا ہے۔۔ ؟

میری ماں۔اب کہ اسکی آواز بھرا گئ تھی۔

عفرا کی پلکیں بھی بھیگ گئیں۔

وہ اب رو رہا تھا۔ عفرا بھی خاموشی سے رو رہی تھی۔اور پہلی بار تھا کہ میر مرتضی کے ساتھ کوئی تھا رونے والا۔ پہلی بار اس نے خود کو اکیلا محسوس نہیں کیا تھا۔

پتہ ہے میرے بابا بھی قبرستان رہتے ہیں۔۔

میرنے نظر اٹھا کہ پاس بیٹھی اس پیاری سی بچی کو دیکھا اور اسکے ہاتھ کو تھام لیا۔ گویا اسے تسلی دی۔

۔ تم اداس نہ ہوا کرو۔ میں ہوں نہ تمہاری دوست۔ کیا تم مجھے دوست بناو گے۔۔؟؟

وہ بہت معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔ اور یہ کوئی کمزور لمحہ تھا کہ میرنے دوستی کے لئے ہاتھ بڑھادیا تھا جسے اس نے مضبوطی سے تھام لیا تھا۔

تمہارے گھر میں کون کون رہتا ہے۔؟

میں۔ میرے پاپا اور انکی وائف۔

اتنے بڑے گھر میں بس اتنے سے لوگ۔ اپنی پوری آنکھیں پھاڑے وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

میر اسکی حیرت پہ مسکرا دیا تھا۔

ہاں۔بس اتنے سے لوگ۔میر نے اپنی دو انگلیوں (انگوٹھے اور شہادت والی فنگر) کے بیچ تھوڑا سا فاصلہ بنا کہ دکھاتے ہوئے کہا۔

عفرا بھی مسکرا دی۔

میر نے اسے اپنے بارے میں سب بتا دیا۔اور عفرا نے اپنے بارے میں وہ بہت جلد ایک دوسرے پہ ٹرسٹ کر بیٹھے تھے۔

میر کی اسٹیپ مدر کا برا سلوک جان کہ عفرا کافی دکھی ہوئی تھی۔مگر وہ اسے سمجھا رہی تھی کہ وہ الفا ہے۔بہت بہادر۔اسے کوئی بات ہرٹ نہیں کر سکتی۔وہ اپنی اسٹیپ مدر کو اتنی اہمیت نہیں دے گا کہ وہ اسے دکھی کر سکے۔

جب تک ہم دکھی نہ ہونا چاہیں کسی کی کوئی مجال نہیں ہونی چاہیئے کہ ہمیں دکھی کر سکے۔

میر اس کی بڑی بڑی باتیں غور سے سن رہا تھا۔

وہ اسے بتا رہی تھی کہ اس نے وائلڈ اینیملز پہ بہت سی ڈاکومنٹری دیکھی ہیں

اور وہ اسے بھیڑیوں کے متعلق بھی بہت کچھ بتا رہی تھی

اور وہ اسکا نک نیم الفا بھی رکھ چکی تھی۔

میر سمجھ رہا تھا وہ اسکا دھیان بٹا رہی ہے۔اور وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوئی تھی۔

اور میر جو گھر نہیں جانا چاہتا تھا۔اسی لئے رات کو گھر کہ باہر ہی بیٹھ گیا تھا۔

وہ عفرا کہ کہنے پہ ادھر ہی اسکے بیڈ پہ سو گیا تھا۔اور عفرا صوفے پہ سو گئی تھی۔

اور عجیب بات تھی کہ میر بہت پر سکون نیند سویا تھا۔

صبح وہ ہمیشہ کی طرح جلدی اٹھ گیا تھا۔اس نے عفرا کو جگایا تھا۔وہ اسے کہہ رہا تھا کہ وہ جارہا ہے اور وہ دروازہ بند کرلے۔یکدم عفرا کو رات کا سارا

واقعہ یاد آگیا تھا۔ وہ اچھل کہ اٹھی تھی۔ اور تقریباً دھکا دے کہ اسے باہر نکالا کم پھینکا زیادہ تھا اور پھر جلدی سے صوفہ سیٹ کر کہ چٹخنی اور لاک لگایا اور۔ دوسرے دروازے کا لاک کھول کے دوبارہ سو گئی۔ کیونکہ آج سنڈے تھا۔ اور وہ جلدی نہیں اٹھنے والی تھی۔

میر گیٹ کو چابی لگا کہ اندر گیا۔ اور پھر لمبی سی سڑک پہ چل کے وہ اندرونی دروازے تک گیا اسکا لاک کھولا اور اپنے روم کی طرف چل پڑا۔ اس گھر میں ایک بجے سے پہلے ملازم بھی نہیں اٹھتے تھے۔

اپنے بیڈ پہ لیٹ کہ اس نے پاکٹ سے موبائل اور والٹ نکالا اور دونوں چیزیں سائیڈ ٹیبل پہ رکھ دیں۔ اچانک اسے عجیب سا لگا۔ اس نے والٹ کو پکڑا اور کھولا۔ اس میں سے بہت سارے پیسے غائب تھے۔

وہ دانت پیس کہ رہ گیا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ مسکرا رہا تھا۔

چورنی۔۔ کہیں کی۔

آج بہت دنوں کے بعد اسے پارک آنے کی اجازت ملی تھی۔وہ فیروزی رنگ کی فراک میں اپنے پمپ شوز پہنے تیز تیز واک کرتی جارہی تھی۔ موسم خاصا گرم تھا آج مگر پھر دوپہر ڈھلنے کے بعد ہلکی ہلکی ہوا چلنے لگی تھی۔اس نے اپنے گھر کی سڑک سے ٹرن لیا تھا کہ اسے سامنے سے میر آتا دکھائی دیا۔

وہ عفرا کو دیکھتا وہیں رک گیا۔

کیسی ہو۔اب وہ واپس جدھر سے آرہا تھا وہیں کو عفرا کے ساتھ ساتھ چل پڑا

ٹھیک ہوں۔۔

مجھے دوستی کے نام پہ لوٹتے ہوئے تمہیں ذرا شرم نہیں آئی ہو گی نہ۔۔۔۔۔؟؟وہ کنفرم تھا۔

تمہیں برا لگا۔۔۔۔۔؟؟؟وہ بڑی معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔

بلکل نہیں۔انفیکٹ مجھے تو بہت اچھا لگا۔اس نے دانت پیسے۔

گڈ۔ پھر تو بات ہی ختم ہو گئی۔ وہ کھلکھلائی۔

وہ محض دیکھ کہ رہ گیا۔

کوئی اور بات کریں۔۔۔؟؟

اب وہ اسکی طرف ذرا جھکتی ہوئی رازداری سے پوچھ رہی تھی۔

تمہارے گھر میں کسی کو پتہ تو نہیں چلا۔۔۔؟

کس بارے میں۔؟

اس دن میں تمہارے گھر میں رکا تھا نہ۔

بس تم اپنا منہ بند رکھنا۔ تو پھر کسی کو کان و کان خبر نہ ہو گی۔ وہ آس پاس دیکھتی ہوئی آہستہ آہستہ بول رہی تھی کہ کوئی سن نہ لے۔

ایسی بات ہے۔۔ تو میں آج آجاوں تمہارے گھر۔ بس تھوڑی دیر کے لئے۔ اسکے گھورنے پہ اس نے تھوڑی دیر پہ خاصا زور دیا ۔

وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

وہ کیا ہے کہ مجھے اکیلے کھانا کھانے کو دل نہیں کرتا۔ تو میں کھانے کو کچھ لے کہ آونگا اور ساتھ میں کھائیں گے۔

تم کپ کیک بھی لاو گے۔۔۔؟؟ اسکی خوشی دیکھنے لائق تھی۔

وہ تو میں تمہیں ابھی بھی کھلا سکتا ہوں۔ وہ اندازہ لگا چکا تھا کہ اسے کپ کیک کتنے پسند ہیں۔

سچ میں۔

یس چلو بیکری چلتے ہیں۔

اور اب وہ دونوں بیکری کی طرف جا رہے تھے۔

اور یہ پارک میں ملنا اور میر کا گھر میں آنا معمول بنتا گیا تھا۔ اور وہ اسی طرح دن بادن بڑے ہو رہے تھے۔

وہ اسے کپ کیک کے نام سے تنگ کرتا تھا۔اور وہ جب خود اداس ہوتا۔

اپنے باپ کے رویئے سے بہت دکھی ہوتا تو وہ اسے الفا کہہ کر کنسول کرنے کی کوشیش کرتی تھی۔

جب وہ الجھا اور بکھرا اسا اسکے پاس آتا وہ اسے اپنے خلوص اور میٹھے
رویئے سے سمیٹ لیتی تھی۔

پہلے میر کی محبت کی لسٹ میں اسکی ماں کا پہلا نمبر تھا اور دوسرے نمبر پہ اسکی کتابیں تھیں۔اب کتابیں تیسرے نمبر پہ اور عفرا دوسرے نمبر پہ تھی۔

عفرا کو میر کی دوستی کے بہت سے فائدے ہوئے تھے۔اور سب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ اسے ہنسے اور رونے کے لئے ساتھی مل گیا تھا۔اور پھر وہ اس کا استاد بھی بن جاتا تھا اور اسطرح وہ پڑھائی میں بھی بہت اچھی ہو گئی تھی۔

مہوش اور رفعت بی بھی اب اس سے خوش تھیں کیونکہ اب وہ چڑ چڑی سی نہی رہی تھی۔ وہ خوش اخلاق بھی ہو گئی تھی اور فضول کی ضد بھی نہیں کیا کرتی تھی۔ اور رزلٹ بھی اچھا آنے لگا تھا اسکا۔

اب سب ٹھیک چل رہا تھا۔

میر کے پیسے غائب ہونا معمول کی بات تھی۔ مگر وہ جب بھی والٹ پکڑتا عفرا کو مصنوعی گھورنا نہیں بھولتا تھا۔

اور وہ ہمیشہ کی کہی بات دہرانا نہیں بھولتی تھی کہ "مائی ڈھیر پڑوسی یہاں فری میں کچھ نہیں ملتا۔"

وہ اسے سونے کے لئے اپنا بیڈ دے دیتی تھی۔ کمفرٹر دیتی تھی۔ وہ تو کبھی نہیں جتاتی تھی کہ تم میرا بیڈ اور یہاں تک کہ واش روم بھی ایسے یوز کر لیتے ہو۔ جیسے باپ کا مال ہو۔

وہ اس سے باتوں میں نہیں جیت سکتا تھا اس لئے خاموشی سے بس مسکرا دیتا تھا۔

اسکے لئے عفرا کسی نعمت سے کم نہ تھی۔ اور پیسے وہ جان بوجھ کہ والٹ میں زیادہ رکھتا تھا۔

یہ ایک بڑا سا اور بہت ہی خوبصورت سا لاونج ہے۔ یہاں کے صوفے

لائٹس فانوس اور کلٹنز غرض ہر چیز امپورٹ کی ہوئی ہے۔

اور اسکی ڈیکوریشن پہ بھی بہت محنت کی گئی ہے۔

کریم اور براون کلر اسکیم والے اس لاونج میں ایک بڑے سے صوفے پہ

مرتضی محمود بیٹھے ہیں جو اپنے بلیک ٹو پیس میں بہت اسمارٹ دکھ رہے ہیں۔

بال جیل کی مدد سے پیچھے کو سیٹ کئے ہوئے ہیں مگر وہ غصے میں ہیں۔

اور انکے بلکل سامنے والے صوفے پہ میر مرتضی بیٹھا ہے۔ جو کیمل

براون کلر کے ٹراوزر اور بلیک ٹی شرٹ میں ہے۔ اب وہ کوئی بچہ نہیں رہا وہ

ایک بھرپور نوجوان بن چکا ہے۔اور وہ مرتضی کمال کی نسبت بہت پر سکون اور کالم بیٹھا ہے۔

تمہیں کچھ احساس ہے میری عزت کا۔۔؟؟ وہ گویا دھاڑے تھے۔

اگر آپکی بیوی گھر پہ ہے تو پلیز ذرا آہستہ آواز میں بات کریں۔کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ انکو اس بارے میں پتہ چلے۔میر کے ماتھے پہ بھی بل پڑے ہاں۔ساری دنیا کو پتہ چل جائے۔ مگر تمہاری ماں کو پتہ نہ چلے۔۔ مرتضی صاحب طنزیہ مسکرائے۔

پہلی بات وہ میری ماں نہیں ہیں۔اور دوسری بات کہ دنیا کی مجھے پرواہ نہیں ہے۔اب وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا

بیٹھ جاو۔ مرتضی صاحب پھر سے دھاڑے

وہ کھڑا رہا۔

اچھا بیٹھ جاو پلیز عالیہ گھر پہ نہیں ہے۔اب کے انکے لہجے میں مٹھاس تھی۔

وہ بیٹھ گیا

دیکھو میر۔ صرف گھر کے کیمروں کا مسلہ نہیں ہے۔اور بھی گھر ہیں اس

روڈ پہ۔

تو پاپا آپ کس دن میرے لئے کچھ کریں گے۔ ؟؟؟

میں یہ سب تمہارے لئے ہی کر رہا ہوں۔اتنا بڑا بزنس یہ ہوٹلز میں کس کے لئے سنبھال رہا ہوں ؟؟؟تمہارے لئے مائی سن۔

پاپا بس آپ ان سی سی ٹی وی کیمروں کا رخ تھوڑا چینج کروا دیں۔بس عفرا کے گھر کا دروازہ کیمروں میں نہیں ہونا چاہیئے۔بس اتنی مہربانی کر دیں۔وہ اب اپنی بات مکمل کر کے سکون سے باپ کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

اور دوسروں کے کیمروں کا کیا کروں ؟؟

پاپا بس عفرا کا دروازہ ہی تو کیمروں سے محفوظ رکھنا ہے۔اور یہ آپ کر سکتے ہیں۔اور اگر اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے اتنا بھی نہیں کر سکتے تو

ہو جائے گا۔ وہ جانتے تھے اب وہ کوئی سخت الفاظ بولے گا۔ انہیں میر سے ہمیشہ نفرت ہی ملتی تھی۔ سو جلدی سے اسکی بات کاٹ دی۔

ہو جائے گا۔۔۔ تم بے فکر رہو۔

میر کے چہرے پہ سکون جھلکا تھا۔

وہ بہت پیاری ہے۔۔۔؟ اب وہ سگار سلگا رہے تھے۔ چہرے پہ شرارتی مسکراہٹ تھی۔

کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔؟ میر کے چہرے پہ انکی بات سے زیادہ انکی مسکراہٹ سے خون اترا تھا۔

یہی کہ کیا وہ بہت پیاری ہے جس کے گھر جاتے ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں آپکو بتا چکا ہوں کہ وہ میری دوست ہے۔اور بہت اچھی دوست ہے مطلب بیسٹ فرینڈ ہے۔

اچھا تو دوستوں سے ملنے کا یہ کونسا طریقہ ہے؟؟۔وہ میر کے غصے اور بے چینی کا لطف لے رہے تھے۔

اسکی ماما اسے کہیں آنے جانے نہیں دیتیں۔اس کی کوئی بھی دوست نہیں ہے۔اور پھر ہماری اسکولنگ۔اکیڈمیز بھی الگ الگ رہی ہیں اور۔

____

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا وضاحت دے۔وہ اس سوال کے لئے تیار نہ تھا۔

اوکے۔نو پرابلم۔مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔مرتضی کمال کو اسکی بے چارگی پہ ترس آیا تھا۔جسکے پاس ڈھنگ کی ایک بھی وضاحت نہ تھی۔

جو جی میں آئے کرو۔میں سب دیکھ لوں گا۔اور کچھ غلط ہوا تو وہ بھی سنبھال لونگا۔تمہارا باپ تمہارے ساتھ ہے۔انہوں نے مسکراتے ہوئے ایک آنکھ دبائی۔

میر خاموشی سے اٹھ گیا تھا۔

ویسے ماننا پڑے گا۔شکل کے ساتھ ساتھ عاشقانہ مزاج بھی اپنے باپ سے چرایا ہے تم نے۔وہ مسکرا رہے تھے۔

اور میر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اس شخص کو اٹھا کہ کہیں دور پھینک آئے۔

میں آپ جیسا بلکل بھی نہیں ہوں۔ وہ بغیر پلٹے کہتا ہوا چلا گیا تھا وہاں سے۔

مانو گے نہیں جانتا ہوں تمہیں۔ مرتضی کمال بڑبڑاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہیں کیمروں کا کچھ کرنا تھا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ بات کالونی میں پھیلے۔ پہلے ساتھ کے ایک دو بنگلے خالی تھے تو مسلہ نہیں تھا مگر اب وہاں شفٹنگ ہو چکی تھی۔ اب احتیاط بہت ضروری تھی۔

\-

\-

ایک بات کرنی ہے تم سے۔

بولو۔ وہ لیپ ٹاپ پہ کچھ کام کر رہا تھا۔ اور وہ صوفے پہ بیٹھی کپ کیک کھا رہی تھی۔

تمہاری گاڑی بہت اچھی ہے میر۔

میر نے لیپ ٹاپ سے نظر اٹھا کہ اسے دیکھا۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ گاڑی کی تعریف کیوں کر رہی ہے۔ وہ سیر سپاٹوں کی بہت شوقین تھی۔

تمہیں جو کام دیا تھا وہ کر لیا تم نے۔؟ اس نے گھر کا۔

ہاں۔ کر لیا۔ کیا ہر وقت میرے استاد بنے رہتے ہو۔ اس نے منہ بنایا

بس. کل لاسٹ ٹیسٹ ہو جائے تمہارا پھر سے ہم واپس دوست بن جائیں گے۔

میر کل ٹیسٹ کے بعد مجھے تمہارے ساتھ جانا ہے۔ سی سائیڈ۔ سب دوستیں جائیں گی نہ۔

اور تمہیں دوستوں کی بجائے میرے ساتھ کیوں جانا ہے۔۔۔؟

وہ اب لیپ ٹاپ اٹھا کہ اسکے پاس صوفے پہ آ بیٹھا تھا۔ وہ بہت آہستہ آہستہ آپس میں بات کرتے تھے۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ ساتھ والے روم میں ہی مہوش اور رفعت بی ہوتی تھیں۔ اور رفعت بی تو اکثر باہر لاونج میں ہی لیٹ جاتی تھیں۔

تمہارے ساتھ اس لئے جانا ہے کیونکہ میری کوئی اور پکی والی دوست نہیں ہے تو پھر تمہارے ساتھ ہی جاوں گی نہ۔اس نے باقی کا کپ کیک اسکے منہ میں ٹھونسا۔

نہیں بلکہ تمہیں میرے ساتھ اس لئے جانا ہے کہ تم روشنا کو دکھا سکو۔

ہاں یہ بھی ہے۔ویسے وہ تمہیں بہت پسند کرتی ہے۔اور تم اسے گھاس بھی نہیں ڈالتے۔افف کتنا مزے دار ہے نہ یہ۔وہ بہت خوش ہو رہی تھی۔

میرا اسکی خوشی پہ مسکرا رہا تھا۔

عفرا بس ابھی اسٹڈی پہ فوکس کرو۔آئی سی ایس کا رزلٹ بہت اچھا ہونا چاہئے۔

رذلٹ۔۔رذلٹ۔۔۔رذلٹ۔بور ہو چکی ہوں میں۔تمہاراا چھا آتا ہے نہ

کافی ہے۔کہتے ہوئے جیسے ہی اسکی نظر میر کے چہرے پہ پڑی اسکے سخت

تاثرات سے وہ گھگھیائی

ہو گا نہ میر۔میں کوئی نالائق تو نہیں ہوں۔تم ایزی ہو جاو۔تو پھر ہم کل جا

رہے ہیں نا۔ ؟؟؟؟؟

اوکے میں تمہارے کالج آونگا۔اور پھر وہاں سے ہم سی سائیڈ چلیں گے

وہاں لنچ کریں گے۔پھر میں تمہیں پارک والی روڈ پہ چھوڑ دونگا۔بس تم

سوچ لو گھر میں کیا کہو گی۔

ماما سے بات کرلی تھی میں نے۔انکو ایگری کر لیا ہے۔کوئی مسلہ نہیں ہے۔

بس تم مکرنا نہیں۔میں تو روشنا کے سامنے تم سے ہاتھ ملاونگی اور پھر تم

میرے لئے گاڑی کا دروازہ کھولو لوگے اور تب میرا ہاتھ چھوڑو گے جب میں گاڑی میں بیٹھ جاونگی۔ وہ تصور ہی تصور میں روشنا کا حیران اور سڑا سڑا سا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

کچھ دن پہلے اسے پتہ چلا تھا کہ روشنا کو اپنی کالونی کا سب سے اسمارٹ اور ہینڈسم لڑکا میر مرتضی پسند ہے۔ اور وہ اپنی خالہ کے ساتھ انکے گھر بھی جا چکی ہے صرف اس سے دوستی کرنے کے چکر میں۔ اسکی خالہ اور میر کی step ماما دوست ہیں آپس میں۔ مگر میر سے سامنا ہونے کے باوجود اس نے کوئی دھیان ہی نہیں دیا روشنا پہ۔ اور روشنا کے لئے بہت انسلٹنگ تھا یہ۔

وہ بے حد خوبصورت لڑکی ہے مگر وہ میر کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر پائی۔ مگر ابھی اس نے ہتھیار نہیں پھینکے

روشنا اور عفرا کی کبھی نہیں بنی۔ وہ ہمیشہ عفرا کی سادگی کا مذاق اڑاتی اور اسکی عام شکل وصورت پہ بھی ہمیشہ ٹون کرتی۔ (حالانکہ وہ اتنی عام ہر گز نہ تھی۔ ہاں بس وہ ذرا سادہ سی تھی)

اب عفرا اسکو جلا کہ اس سے بدلہ لینا چاہتی تھی۔ اس لئے وہ بہت ایکسائیٹڈ تھی۔

ہاں ٹھیک ہے۔ ویسے تم چاہو تو میں تمہیں اٹھا کہ بھی گاڑی تک لے جا سکتا ہوں۔ میر تپا تپا سا بولا۔ وہ ہمیشہ سے عفرا کی یہ شو آف کرنے والی نیچر سے چڑتا تھا

ہاں آئیڈیا اچھا ہے۔۔۔ وہ ایکدم اچھلی۔

لیکن آئی تھنک کچھ زیادہ ہو جائے گا یہ۔اگلے ہی لمحے میر کی تنبیہی نظروں

سے واپس سکون سے بیٹھ گئی تھی۔

وہ سر جھٹک کہ دوبارہ لیپ ٹاپ پہ بزی ہو گیا۔

اور وہ من ہی من میں سوچ رہی تھی کہ کیسے روشنا کو جلایا جا سکتا ہے۔کہ

بس وہ کسی طرح کوئلہ بن کہ رہ جائے

کالج آف ہو چکا تھا۔اب سب لڑکیاں جنہوں نے ٹرپ پلان کی تھی وہ

واشروم ایریئے میں موجود تھیں۔کوئی اپنے بال برش کر رہی تھی اور کوئی

لپ اسٹک اور کاجل لگانے میں بزی تھی۔انہوں نے کھانے کا بہت سا سامان کالج کینٹین سے ہی لے لیا تھا۔

عفرا نے کبھی میک اپ نہیں کیا تھا مگر آج کی بات کچھ الگ ہی تھی۔

اس نے اپنی دوست ماہرہ اور لائبہ سے لائٹ سا میک اپ کروایا تھا۔پنک اور وائٹ لائننگ والی شرٹ اور پلین وائٹ شلوار کے نیچے وائٹ جوگر اور پنک دوپٹہ کندھے پہ ڈالے لمبے بالوں کو سامنے سے ہلکی سی بیک کومب کر کہ آدھے بال کیچر میں بند کئے تھے اور باقی پیچھے کمر پہ کھلے چھوڑ دئے تھے۔ وہ اپنے یونیفارم میں بہت ہی الگ لگ رہی تھی عام دنوں سے۔

مہوش عمر نے اسے کبھی میک اپ کی اجازت نہ دی تھی۔وہ ہمیشہ ہر جگہ صاف اور دھلے چہرے کے ساتھ جاتی تھی۔ مگر آج یہاں ماما نہیں تھیں اس لئے خوب رگڑ رگڑ کے اس نے ہونٹوں پہ پنک لپ سٹک لگائی تھی۔

چلو عفرا آو چلیں۔ماہرہ جلدی سے ساری میک اپ کی چیزیں بیگ میں رکھنے لگی۔

میں آجاو نگی۔۔

کیا مطلب تم آجاو گی۔؟؟تمہاری وین والا جاچکا ہے نہ۔ماہرہ چیزیں سمیٹنا چھوڑ کہ اب اسے دیکھ رہی تھی۔

ہاں۔اسے صبح ہی کہہ دیا تھا کہ میں واپس خود چلی جاو نگی۔ عفرا نے آئینے میں خود کو دیکھا۔

تو۔۔؟تم ہمارے ساتھ نہیں چلو گی ؟۔کل یہی طے ہوا تھا کہ تم میری گاڑی میں جاو گی۔

ہاں۔ لیکن وہ اب باہر میرا بوائے فرینڈ آیا ہے۔ عفرا نے نچلے ہونٹ کو دانتوں تلے دباتے ہوئے اور تھوڑا شرماتے ہوئے ماہرہ کے سر پہ گویا بم پھوڑا۔

واٹ۔۔۔؟ وہ گویا کسی سپرنگ کی طرح اچھلی۔

آہستہ بولو۔ عفرا نے آواز دباتے ہوئے کہا۔ کسی کو پتہ نہ چلے۔ خاص طور پہ روشنا کو۔

اوکے نہیں بتاونگی۔ ماہرہ نے بھی اسی رازداری سے اسے یقین دلایا تھا۔

مگر عفرا جانتی تھی کہ اسکا کام ہو چکا ہے۔ اب کسی اور تک یہ بات جائے نہ جائے روشنا تک پہنچ جائے گی۔

اور جب روشنا کو پتہ چلے گا کہ اسکا بوائے فرینڈ کون ہے تو مزہ آجائے گا۔ عفرا سوچ کہ خوش ہو رہی تھی۔

سب کالج گیٹ سے آگے پیچھے نکلی تھیں اور اپنی اپنی گاڑی میں بیٹھ رہی تھیں۔ مگر سب کا دھیان عفرا کی طرف تھا کہ وہ کس گاڑی میں بیٹھنے والی ہے۔

عفرا خود پہ سب کی نظریں محسوس کرتی ہوئی گردن اکڑا کہ چلتی بلیک پجارو کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اور جیسے ہی وہ قریب پہنچی۔ اس میں سے میر مرتضی نکلا اور اس نے جلدی سے آگے بڑھ کہ گاڑی کا فرنٹ ڈور کھولا۔

بلیک پینٹ پہ پیچ کلر کی پولو شرٹ میں وہ غضب کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔

سب لڑکیوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے۔ جوان کی آنکھوں نے دیکھا تھا وہ انکی سوچ سے بہت اوپر تھا۔ ہاں سچ میں یہ کچھ زیادہ ہی غیر متوقع تھا۔ روشنا کی حالت صدمے سے مرنے والی تھی۔

عفرا بن دیکھے ہی سوچ سکتی تھی کہ ان سب کی شکلیں کیسی لگ رہی ہونگی۔ آج عجیب ہی قسم کے اعتماد سے ملاقات ہوئی تھی عفرا کی۔ آج اسے اپنا آپ سچ میں بہت خاص اور اہم لگ رہا تھا۔ آج کا دن بہت خاص تھا۔

وہ ساحل سمندر پہ پہنچ چکے تھے۔ عفرا اور میر ساتھ ساتھ لہروں سے بچتے ہوئے ساحل سمندر پہ واک کر رہے تھے۔

ہمیں شوز اتار لینے چاہئیں۔ عفرا کا پانی میں جانے کا دل کر رہا تھا۔ اور وہ یہ بات تیسری بار دہرا رہی تھی مگر میر سنی ان سنی کر رہا تھا۔ اور مسلسل اسکے ساتھ چلتے ہوئے موبائل پہ بزی تھا۔

سب لڑکیاں انکو ہی فوکس کئے ہوئے تھیں۔

یار مجھے تو کہیں سے یہ لورز نہیں لگ رہے۔ہاتھ تک تو پکڑ نہیں رہے۔

عائمہ نے روشنا سے کہا جو مسلسل انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

مت بھولو کہ کیسے اس نے گاڑی سے اتر کہ اس کے لئے ڈور اوپن کیا تھا۔

یہ ماہرہ تھی۔

میں حیران ہوں کہ میر مرتضی کو یہی ملی تھی۔کالونی کی باقی لڑکیاں۔

خوبصورت لڑکیاں مر گئی تھیں کیا۔لائبہ نے روشنا کو دیکھتے ہوئے

خوبصورت پہ خاصا زور دیا تھا۔

روشنا بلکل خاموش تھی۔اس نے خود میر کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔

مگر وہ ایسے گزر گیا تھا جیسے کہ دیکھا ہی نہیں۔خالہ اور میر کی مام کے سامنے

اسے کتنی انسلٹ فیل ہوئی تھی یہ وہی جانتی تھی۔

چلو کوئی نہیں۔اسے روشنا سے دوستی نہیں کرنی تھی نہ کرتا مگر ایٹ لیسٹ

اسے عفرا سے دوستی نہیں کرنی چاہئے تھی۔

روشنا کا خود کو ریجیکٹ کئے جانے کا دکھ اتنا بڑا نہ تھا مگر وہ عفرا کا بوائے

فرینڈ ہے۔سچ میں یہ کچھ زیادہ ہی ہو گیا تھا

ہائے۔عفرا۔۔۔!روشنا اور اسکی فرینڈز ان دونوں کے پاس کھڑی

تھیں۔وہ اب ایک بینچ پہ ساتھ ساتھ بیٹھے تھے۔

ہائے۔عفرا مسکرائی۔دور کہیں خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئی تھی۔

میر بھی اب انکی طرف متوجہ تھا۔

عفرا اپنے بوائے فرینڈ سے ہمیں انٹرڈیوز نہیں کرواو گی۔ روشنا نے شولڈر کٹ بالوں کو اک ادا سے جھٹکا۔

واٹ۔۔۔؟؟ میر کو شاک لگا۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔ ہم بس اچھے نیبرز ہیں اور اچھے دوست ہیں۔ ہم ایکچوئیلی فیملی فرینڈز ہیں۔ میر نے ایک نظر عفرا کو دیکھتے ہوئے مسکرا کہ روشنا کی غلط فہمی دور کرنی ضروری سمجھی۔

اچھا۔۔۔ مگر ہمیں تو عفرا نے کچھ اور ہی بتایا۔ روشنا اب کھل کہ مسکرائی تھی۔اور دل کو ٹھنڈ سی پڑی تھی۔ صورتحال دلچسپ ہو چکی تھی۔

میر نے عفرا کی طرف دیکھا۔ میر کی آنکھوں سے گویا آگ برس رہی تھی۔ سہی معنوں میں عفرا کا رنگ زرد پڑا تھا۔ پتہ نہیں یہ میر کا غصہ دیکھ کہ ہوا تھا یا پھر دوستوں میں بے عزتی کے ڈر سے۔

وہ میں۔۔۔۔۔ میں تو بس مذاق کر رہی تھی۔۔۔ وہ بدقت مسکرائی تھی۔

واٹ۔۔۔ میر کو جھٹکا لگا تھا۔ میر کا ری ایکشن بے ساختہ تھا۔

اسکی دوستیں اب دبی دبی ہنسی ہنس رہی تھیں

آئی ایم سوری میر مرتضی۔ ایکچوئیلی ہمیں نہیں پتہ تھا کہ عفرا مذاق کر رہی تھی۔ روشنا دل جلانے والی مسکراہٹ لئے کہہ رہی تھی۔

میر کا رنگ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ عفرا کا ہاتھ تھام کہ وہاں سے اٹھا تھا اور پھر سیدھا گاڑی تک گیا۔

عفرا کو اس نے گاڑی میں بٹھایا اور دروازہ بند کرتا ہوا گھوم کہ اپنی سیٹ پہ آیا۔اور وہاں سے گاڑی بھگا لے گیا۔

گاڑی ایک سو نوے کی سپیڈ سے بھاگی تھی۔

میں نے سچ میں بس مذاق کیا تھا۔وہ منمنائی۔

یہ کیسا گھٹیا مذاق ہے عفرا۔۔؟تم بچی ہو۔؟تمہیں نہیں پتہ کہ یہ بوائے فرینڈ، گرل فرینڈ ہونا کتنا برا ساونڈ کرتا ہے۔تقریبا سبھی لڑکیاں کالونی کی ہیں۔تمہیں اپنی ریپو کی بلکل پرواہ نہیں ہے۔تم نے میری اور اپنی دوستی کو گالی دی ہے۔

گاڑی سڑک کے کنارے جھٹکے سے رکی تھی اور وہ اس پہ برس رہا تھا۔

میں تو بس۔۔۔۔۔۔

تم تو بس شوخیاں مار رہی تھی۔۔ہے نا۔۔؟؟میر نے اسکی بات کاٹی۔

اس قدر بے عزتی۔ عفرا کا بھی پارہ ہائی ہو گیا۔

ہاں۔ تو کیا ہو گیا۔ جو میں نے تمہیں اپنا بوائے فرینڈ کہہ دیا۔ کہہ دینے سے بن تو نہیں گئے نہ۔ اور ویسے بھی تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارے بارے میں اس طرح سے سوچتی ہوں۔؟ مانا کہ بہت ہینڈسم ہو تم مگر میری ٹائپ کے نہیں ہو۔ وہ چیخی

بکواس بند کرو اپنی۔ تمہیں احساس بھی نہیں ہے کہ یہ بات اب کہاں تک جائے گی۔ پوری کالونی میں ڈھنڈورا پیٹا جائے گا۔ میر تلملا رہا تھا

اچھا اب ایسا بھی کچھ نہیں ہونے والا۔ اور جو ہونے والا ہے وہ تمہیں نظر نہیں آرہا۔ عفرا نے منہ بنایا۔

اور کیا ہونے والا ہے؟۔ وہ اسے گھور رہا تھا۔

تم جو وہاں کر کہ آئے ہو نہ۔ کیا تمہیں احساس ہے کہ کس قدر انسلٹ ہوئی ہے میری۔ چلو مان لیتے ہیں کہ میں نے بیوقوفی کی۔ مگر تم۔۔۔ تم نے کیا کیا۔۔ ؟؟ اگر دو منٹ کی خاموشی اختیار کر لیتے اور ہلکا سا مسکرا دیتے تو میری عزت رہ جاتی۔ اب کس قدر ذلالت کا سامنا کرنا پڑے گا مجھے کالج میں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ وہ رو دینے کو تھی

ہاں تو کیا ضرورت تھی تمہیں یہ سب فضول بات کرنے کی۔ اور اگر تم نے یہ حماقت کی ہی تھی تو کم از کم مجھے بتا تو دیتی کہ یہ رائتہ پھیلا چکی ہو تم۔ اور تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہاری ہاں میں ہاں ملاتا کہ ہاں یہ میری گرل فرینڈ ہے تو تمہاری عزت رہ جاتی۔ سیریسلی۔ تم اس حد تک بے وقوف ہو۔۔ ؟؟ وہ ابھی بھی شاوٹ کر رہا تھا۔

میں جانتی ہوں تمہیں اتنا غصہ کیوں آرہا ہے۔ عفرا پھر سے چیخی تھی۔

تمہیں بس اس لئے غصہ آرہا ہے کہ یہ بات میں نے کی ہے۔اگر یہی بات تمہارے لئے روشانے کہی ہوتی تو تمہارا یہ ری ایکشن ہر گز نہ ہوتا۔ مجھ جیسی عام سی لڑکی کے لئے تم اپنی ریپو کیوں خراب کرنے لگے۔؟گناہ بے لذت تم کیوں کرنے لگے۔ تمہارا اسٹینڈرڈ تو بہت ہائی ہے۔اصل میں تمہیں اس بات کی شرمندگی ہے کہ تمہارا نام میرے ساتھ آئے گا۔

وہ بولتی جارہی تھی اور میر منہ کھولے اسے دیکھے جارہا تھا۔

تم پاگل ہو کیا۔؟ یہ کیا بک رہی ہو۔؟

میر نے دانت پیسے۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ عفرا کو کھینچ کہ تھپڑ لگا دے

اور تم سچ بولو نہ کہ ایسی بات کر کہ میں نے تمہیں گالی دے دی ہے۔ ہماری

دوستی کو کیوں بیچ میں لاتے ہو۔ وہ مزید بولی

تم سچ میں پاگل ہو۔ میں تم سے ڈیل نہیں کر سکتا۔ میر نے اپنے دونوں ہاتھ

کھڑے کر دیئے

ہاں ٹھیک ہے۔ پھر تم جاو اپنے راستے اور میں جاتی ہوں اپنے راستے۔ وہ

دروازہ کھول کہ گاڑی سے اتر گئی۔

مگر ہمیں ایک ہی جگہ جانا ہے۔ میر بھی گاڑی سے اترا

لیکن ہم ساتھ نہیں جا سکتے۔ ہم الگ الگ جائیں گے۔ اور سن لو میر مرتضی

تم میرے پیچھے مت آنا تم اپنی اس حسینہ روشنا عدیل کے پیچھے جاو۔ سنا تم

نے۔ تم اسے ہی ڈیزرو کرتے ہو۔ تم دونوں ایک جیسے ہو۔ خوبصورت

خوبصورت۔ پیسے والے۔ ہائی اسٹینڈرڈ۔ ہاں تمہیں اسی کے پیچھے جانا چاہئے۔ کہتے ہوئے وہ پاس کھڑے ہوتے رکشہ میں جھٹ سے بیٹھ گئی۔

اوہ مائی گاڈ۔ یہ آج کیا ہو گیا ہے اسے۔ پتہ نہیں کیا کھا کہ نکلی تھی گھر سے۔

میر بڑبڑاتا ہوا گاڑی میں جا کہ بیٹھا اور سارا غصہ اس نے گاڑی کے دروازے پہ نکالا۔

گھر آ کہ وہ طبیعت کی خرابی کا بہانہ کر کہ اپنے روم کی لائٹ آف کر کہ بیڈ پہ اوندھی پڑی تھی۔

پتہ نہیں دل کو کیا برا لگا تھا۔ دوستوں میں بے عزتی ہونا۔ یا پھر میر کا اس کا ساتھ نہ دینا

دل بوجھل بوجھل سا تھا۔ اور آنکھیں بار بار نم ہوتی جا رہی تھیں

میر الگ اپ سیٹ تھا۔اسے اب بس یہی فکر تھی کہ کالونی میں یہ بات پھیل گئی تو اسکا پارک میں عفرا سے ملنا اور اسکے گھر جانا سب خطرے میں پڑ جائے گا۔اور اب وہ اسکا اتنا عادی ہو چکا تھا کہ وہ اسکے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔اور پھر اس سب سے بڑھ کہ اسے عفرا کی فکر تھی۔وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اسکی عزت پہ کوئی بات آئے۔اور اس بے وقوف کو احساس تک نہ تھا۔

اسے روشنا سے خطرہ تھا۔اب اسے کچھ بھی کر کہ روشنا کو شیشے میں اتارنا تھا۔کم از کم ابھی تو اسے ایسا ہی لگ رہا تھا۔

رات کا نجانے کونسا پہر تھا کہ اسکی کھڑکی پہ آہٹ ہوئی۔ وہ جانتی تھی وہ ضرور آئے گا۔ وہ شام کی کمرے میں بند تھی اور سونے کی کوشش کر رہی تھی مگر نیند نے شاید نہ آنے کی قسم کھا رکھی تھی۔

اس نے اٹھ کہ دروازہ کھول دیا۔

وہ بلیک شارٹ اور بلیک ہی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ شکل پہ اسکی بھی بارہ بجے تھے۔ عفرا واپس بیڈ پہ جا کہ لیٹ گئی تھی۔

آئم سوری۔ مجھے اس طرح ری ایکٹ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ وہ اسکے سر کے پاس کھڑا تھا۔

وہ کروٹ بدل چکی تھی۔

لیکن تم نے بھی بہت غلط کیا۔ایسی بات ہو بھی تو لوگ ہوا تک نہیں لگنے دیتے۔اور تم نے محض دوستوں کو جیلس کرنے کہ چکر میں خود کی انسلٹ کروالی۔ یہ باتیں ڈراموں اور فلموں میں ہی اچھی لگتی ہیں۔اور ہمارے تو ڈراموں یا فلموں میں بھی ایسی باتیں ہوں تو لوگ بول پڑتے ہیں کہ یہ نئ نسل کو کیا سکھایا جارہا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔

غلط فہمی ہے تمہاری۔ وہ بڑبڑائی۔

کیا غلط فہمی ہے میری۔؟اس نے پوچھا

یہی کہ لوگ بول پڑتے ہیں کہ یہ نئ نسل کو کیا سکھایا جارہا ہے۔اب لوگ دیکھنا ہی یہ سب چاہتے ہیں۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ گھٹیا کنٹینٹ کو کتنے لائکس اور ویوز ملتے ہیں۔۔؟؟ وہ اس سے پوچھ رہی تھی

عفرا یہ ہمارا سبجیکٹ نہیں ہے۔

اوکے تو سبجیکٹ پہ واپس آتے ہیں۔ اچھا۔۔۔ تو میر مرتضی یہ بتاو کہ آدھی رات کو میرے کمرے میں آئے ہو اسکو کیسے دیکھتے ہو آپ۔؟؟ وہ اسکے مقابل کھڑی طنزیہ نظریں اسکے چہرے پہ گاڑے ہوئے تھی۔

ہاں۔ میں اسکو جسٹی فائی نہیں کر رہا۔ جو غلط ہے وہ غلط ہے۔ مگر کچھ چیزوں میں ہمارا کنٹرول نہیں ہوتا یا پھر ہمیں اتنی اچھی لگ رہی ہوتی ہیں کہ ہم کنٹرول کرنا ہی نہیں چاہتے۔ مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ اب میں اپنے دوستوں میں اپنے نمبر بنانے کے لئے انہیں بتاتا پھروں کہ میں تمہارے کمرے میں آتا ہوں۔ ہم اکثر ساتھ میں ڈنر کرتے ہیں۔ ہم تمہاری ماما سے

چھپ چھپ کے ملتے ہیں کبھی پارک میں تو کبھی تمہارے کالج گیٹ پہ۔ یہ تو سیکرٹس ہیں میرے اور تمہارے۔

تو کیا وہ جو میں نے اپنی دوستوں سے کہا وہ بھی سیکرٹ تھا میرا اور تمہارا سیکرٹ۔ وہ اب اسکی آنکھوں میں دیکھتی اس سے پوچھ رہی تھی۔ روم میں نائٹ بلب آن تھا۔ اسکی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ اور بال الجھے اور بکھرے سے تھے۔ دوپٹہ وہیں بستر پہ تکیہ کے پاس رکھا تھا۔

میر اسکی آنکھوں میں دیکھتا رہ گیا تھا۔ ایک عجیب سی کشش تھی جو اسے نظریں ہٹانے نہیں دے رہی تھی۔

بولو۔ کیا وہ سیکرٹ تھا۔ اور تم اس لئے غصہ تھے کہ میں نے سیکرٹ لیک کر دیا۔ یا اس لئے غصہ تھے کہ ایسا کوئی سیکرٹ تھا ہی نہیں۔

دیکھو عفرا۔ ---------

مجھے میرے سوال کا جواب چاہئے۔ تم غصہ کیوں تھے۔؟

تمہاری فکر ہوئی تھی۔ وہ تمہارے بارے میں کیا سوچتیں۔ یہ سوچ کہ برا لگا مجھے۔ تم پہ غصہ آیا کہ اتنی بے وقوف تم کیسے ہو سکتی ہو۔ تمہیں سمجھنا چاہئے کہ ایسا کرنے سے ہم لوگوں کی نظروں میں آ گئے ہیں۔ وہ روشنا ضرور اپنی خالہ سے بات کرئے گی۔ اور وہ میری اسٹیپ مدر کی بیسٹ فرینڈ ہیں۔ بات اب ہمارے بیچ نہیں رہے گی۔ اور جو تمہاری ماما تک بات پہنچ گئ تو۔۔۔؟؟

یہ سچ ہے کہ ہمارے بیچ کوئی ایسا ریلیشن نہیں ہے۔ میں نے کبھی تم پہ بھول کہ بھی غلط نگاہ نہیں ڈالی مگر کون یقین کرئے گا ہمارا۔۔؟؟

عفرا بیڈ پہ واپس بیٹھ گئ تھی اور پھر لیٹ گئ۔ پہلے کی طرح کروٹ لے کہ۔

اچھا۔ تم پریشان نہ ہو۔ جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

اب اٹھو میری جگہ سے۔ مجھے نیند آرہی ہے۔

نیند آرہی ہے تو اپنے گھر جاکہ سو۔ یہ میرا بیڈ ہے۔ اس پہ میں ہی سووں گی۔

عفرا پلیز تنگ مت کرو۔ اور میں سوری کر چکا ہوں نہ۔ اور تم کہو تو صبح تمہارے کالج جاکہ میں تمہاری سب دوستوں کے سامنے مان لونگا کہ ہم لورز ہیں۔ تمہاری خاطر۔ ورنہ تم جانتی ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔ لیکن پلیز اب مجھے سونے دو۔ میں آج ذہنی طور پہ بہت تھک گیا ہوں۔

میں خود بہت تھکی ہوئی ہوں۔ وہ مزید بیڈ پہ پھیل گئی۔ میں صوفے پہ سو سکتی ہوں تو تم بھی سو سکتے ہو۔

نہیں میں نہیں سو سکتا۔ تم مجھ سے سائز میں آدھی ہو۔ تم صوفے پہ فٹ آ جاتی ہو۔ میں نہیں آتا۔

تو کس نے کہا تھا اتنا لمبا ہونے کو۔ مجھ پہ رعب نہ جماو اپنی لمبی ہائیٹ کا۔ اور تمہاری جرأت کیسے ہوئی مجھے چھوٹے قد کا کہنے کی۔ وہ بیڈ پہ سیدھی ہو کہ لیٹی اور دوسرا تکیہ پکڑا اور کھینچ کہ اسے مارا۔ میر نے اسے کیچ کر لیا۔

آخری بار کہہ رہا ہوں اٹھ جاو۔ ورنہ میں چلا جانگا۔

ہاں تو چلے جاو۔ میں نے کونسا انویٹیشن بھیجا تھا۔ اس نے ناک سے مکھی اڑائی۔

میر نے ہاتھ میں پکڑا تکیہ نیچے کارپٹ پہ پھینکا تکیہ پہ پڑا اسکا دوپٹہ اٹھا کہ نیچے کارپٹ پہ بچھایا اور لیٹ گیا۔

ڈھیٹ کہیں کی۔ وہ بڑبڑایا۔

میں سن سکتی ہوں۔

اوہ رئیلی۔۔۔۔مجھے نہیں پتہ تھا۔اس نے گویا اسے چڑایا۔

اور کروٹ کے بل لیٹ گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

میر۔۔۔تم سے کچھ کام تھا۔اس لئے رات تمہارے کمرے میں گئی لیکن تم نہیں تھے۔۔۔۔عالیہ بیگم کہہ رہی تھیں اور میر کا منہ کی طرف جاتا فورک راستے میں ہی رک گیا تھا۔

وہ بہت غور سے عالیہ بیگم کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے جو سمجھانا چاہتی تھیں وہ سمجھ گیا تھا۔

آپکو کیا کام تھا۔ اس نے دایاں آبرو اچکایا اور تنبیہی نظروں سے دیکھا۔

میر مرتضی اس وقت مرتضی کمال اور عالیہ بیگم کے ساتھ ڈائننگ ٹیبل پہ موجود تھا۔ وہ سب ناشتہ کر رہے تھے۔

تم کمرے میں نہیں تھے جبکہ تمہاری گاڑی گھر پہ ہی تھی۔ پھر تم کہاں گئے۔۔۔؟؟ میں نے تو سارے روم چیک کئے۔

مرتضی کمال سکون سے ناشتہ کر رہے تھے۔

میر مرتضی نے اک نظر جوس پیتے باپ کو دیکھا اور اپنا فورک واپس پلیٹ میں رکھا۔

کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو مجھ سے کیا کام تھا۔؟ وہ اپنے لہجے کو حد درجہ نارمل رکھے ہوئے تھا۔

ہاں کچھ کام تھا تبھی تو گئی تمہارے روم میں۔ عالیہ بیگم نے فورک میں انڈہ اٹھایا اور منہ میں ڈالا۔

آپ سے گزارش ہے کہ اپنے کاموں کو اپنے شوہر تک محدود رکھیں اور اگر یہ مشکل ہے تو گھر میں بہت سے ملازم ہیں ان سے رابطہ کریں۔ میں کہاں تھا اور کہاں نہیں۔ میری گاڑی گھر پہ موجود تھی یا نہیں اس سب سے دور رہیں۔ میں پہلی اور آخری بار کہہ رہا ہوں دوبارہ نہیں کہونگا۔ وہ غصے کو دباتا ہوا ایک ایک لفظ پہ زور دیتے بولا۔

ماں ہوں تمہاری۔ یہ الگ بات کہ تم نہیں مانتے مگر رہو نگی تو تمہاری ماں۔

کمال کی مٹھاس تھی لہجے میں۔

آپ میری۔۔۔۔۔۔

میر۔۔۔۔میں بات کرتا ہوں۔ مرتضی کمال نے اسکی بات کاٹی۔ وہ چپ ہوا۔

تم میری بیوی ہو عالیہ۔ میر کی ماں نہیں ہو۔ اسکی ماں ہوتی اگر وہ تمہیں قبول کرتا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ سو پلیز صبح صبح یہ فضول کی بات چھیڑ کہ ہم دونوں باپ بیٹے کا موڈ خراب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔؟

میر گھر آئے نہ آئے۔ گاڑی لیکے جائے نہ جائے۔ میں اسکا باپ سب دیکھ لونگا۔ تم بس اپنے فیشن پہ توجہ دو۔ ویسے بھی آجکل تمہاری ڈریسنگ

سینس کو پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے۔۔آخر میں وہ اسکے ڈھیلے ڈھالے کرتے کی طرف متوجہ ہوئے۔

اچھا نہیں لگ رہا۔۔وہ پریشان ہوئیں۔

مجھے لگتا ہے تمہیں اپنا اسٹائل چینج کرنے کی ضرورت ہے۔یہ پاوں کو چھوتے اور انتہائی کھلے کپڑے تم پہ بچ نہیں رہے۔تم ایسا کرو آج شاپنگ پہ جاو۔اور کچھ نیا ٹرائے کرو۔

ہاں۔آپ شاپنگ پہ جائیں اور مرتضی کمال کا پیسہ دونوں ہاتھوں سے لٹائیں۔کھائیں پیئیں عیش کریں مگر بھول کہ بھی میر مرتضی کے معاملات میں ٹانگ مت اڑائیں۔میر کرسی چھوڑ کہ کھڑا ہو چکا تھا۔اور عالیہ بیگم کو وارن کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا تھا۔

کیاواقعی میں مجھے اپنا اسٹائل چینج کرنا چاہئے۔۔؟میر کا غصہ کرنا اور وارن کرنا اب انہیں کہاں ہوش تھی کسی بات کی۔وہ تو اپنی ڈریسنگ کو لے کہ پریشان ہو گئی تھیں۔کمال صاحب نے کوئی جواب نہ دیا۔

یا اللہ میں تو ایسے ہی ڈریس میں مسز ابتشام کے گھر بھی چلی گئی تھی۔اور تو اور میں تو بوتیک بھی گئی تھی۔تو کیا میں بہت بری لگ رہی تھی۔اوہ مائی گاڈ۔۔اب وہ بڑ بڑا رہی تھیں۔کمال صاحب خاموشی سے ناشتہ کرتے رہے۔

میر کب سے کالج گیٹ کے باہر عفرا کا ویٹ کر رہا تھا۔ اسکی وین کی سب لڑکیاں آئیں اور وین میں بیٹھ کہ چلی گئیں۔ اس نے گاڑی واپس گھمالی تھی۔

اگر عفرا کی اس حرکت سے میر پریشان ہوا تھا تو بلکل سہی پریشان ہوا تھا۔ جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔ بات ان دونوں کے بیچ نہیں رہی تھی۔

میر کی اسٹیپ مدر تک بات تھی تو عین ممکن تھا کہ عفرا کی ماما تک بھی بات جائے۔

میر نے سوچا تھا وہ روشنا کو دوستی کا جھانسہ دے گا۔ اور دوستی کے نام پہ اسکو کنڑول کرے گا۔ مگر اب دیر ہو چکی تھی۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ وہ پیٹ کی اتنی ہلکی نکلی تھی کہ گھر جاتے ہی یہ بات مزہ لے لے کہ اپنی خالہ کو سنا چکی تھی۔

بہت بدنامی ہونے والی تھی۔ مگر وہ کسی بھی طور عفرا کی بدنامی نہیں چاہتا تھا۔اور اس نے سوچ لیا تھا کچھ بھی ہو وہ اسکے گھر نہیں جائے گا۔

مگر وہ آج کالج نہیں آئی تھی۔اور پھر میر نے پارک میں بھی کافی انتظار کیا وہ وہاں بھی نہیں آئی تھی۔اس نے اسکے گھر کے نمبر پہ کال کی مگر رفعت بی نے کال اٹھائی اور میر نے کاٹ دی۔

وہ ابھی تک ناراض تھی۔ میر کا دل ڈوب ڈوب سا جا رہا تھا۔بہت بے چین طبیعت تھی۔

رات اپنے کمرے میں ٹہلتے ہوئے گزاری۔اس گھر میں تو اسے کبھی سکون کی نیند پہلے بھی نہ آتی تھی۔یہی بے سکونی تو اسے عفرا کے نزدیک کر گئی

تھی۔اپنے گھر سے فرار کے راستے ڈھونڈتا ڈھونڈتا ہی وہ عفرا کے کمرے

تک پہنچا تھا۔

اب کیا کرونگا میں۔۔؟ماں آپ ہوتی تو زندگی کتنی مختلف ہوتی۔اسے اپنی

ماں یاد آئی تھی۔آنکھ کا گوشہ نم ہوا تھا۔

ماں آپ ہوتیں تو شائد عفرانہ ہوتی۔ہارٹ بیٹ مس ہوئی۔

کیا میں چلا جاوں اسکے گھر۔بس اسے دیکھ کہ واپس آجاونگا۔اندر روم میں

نہیں جاونگا۔دروازے سے پلٹ آونگا۔وہ خود سے باتین کرتا اپنے

ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا اپنے بال بنارہا تھا ۔

یعنی وہ جارہا تھا۔

تھوڑی سی دیر بعد وہ اسکی کھڑکی کے پاس تھا۔اور اسکے دروازہ کھولنے کا ویٹ کر رہا تھا۔ مگر دروازہ نہیں کھلا تھا۔

شائد وہ زیادہ ہی ناراض تھی۔اس نے رات اسے سونے کے لئے اپنا بیڈ بھی نہ دیا۔وہ ساری رات کارپٹ پہ سویا رہا۔اور صبح بھی اس سے کوئی بات نہ کی۔سوتی رہی۔اس نے کہا کہ وہ جا رہا ہے تو وہ اٹھی جیسے ہی وہ باہر نکلا ٹھک سے دروازہ اسکے منہ پہ دے مارا۔اور پھر نہ کالج گئی۔نہ فون کے آس پاس رہی۔

اب وہ دروازے پہ کھڑا کچھ سوچ رہا تھا۔پھر وہ واپس گھر گیا۔اور ٹشو باکس اور مختلف کلر پنسل لے کر دوبارہ دروازے پہ آیا۔

ٹشو پر کلر پنسل سے بڑا بڑا سوری لکھ کہ دروازے کے نیچے سے اندر بھیجتا رہا۔

کبھی ٹشو پہ بڑا سا دل بناتا جس میں ایک عدد تیر گھسا ہوا ہوتا اور دو عدد خون کے قطرے ٹپک رہے ہوتے۔

وقفے وقفے سے دروازہ پہ آہٹ بھی کرتا مگر جواب نہیں ملنا تھا سو نہ ملا۔

رات بیت چکی تھی۔اور صبح کی ہلکی لو اپنی چھب دکھا چکی تھی۔اور میر دروازے سے اٹھ کہ اب قبرستان کی طرف چل پڑا تھا۔اسے اپنی ماں سے عفرا کی شکایت کرنی تھی۔اسے ماں کو بتانا تھا کہ عفرا انکے بیٹے کو بہت تنگ کرتی ہے۔

پیچھے دروازے کے پاس پڑا ٹشو کا خالی ڈبہ اور وہ مختلف کلر بھی شکستہ قدموں سے چلتے میر کو دیکھ کہ سوگوار سے تھے۔

عفرا اٹھ جاو۔۔

رفعت بھی اپنے بھاری ہاتھ دروازے پہ زور زور سے مار کہ اور ایک زور دار ہانک لگا کہ جا چکی تھیں۔

عفرا کافی بدمزہ ہوئی۔ آنکھیں ملتے یکدم اسکے ذہن میں جھماکا ہوا۔ وہ تیر کی تیزی سے بیڈ سے اٹھی اور کھڑکی سے پردہ ہٹایا۔ اس کا چھوٹا سا گارڈن اداس پڑا تھا۔ وہ بھاری دل کے ساتھ پردہ چھوڑ کہ باہر گارڈن میں جانے لگی کہ دروازے کے پاس ٹشو کے ڈھیر پہ اسکی نظر گئی۔

لب بے ساختہ مسکرائے تھے۔ اور وہ جلدی سے ٹشو اٹھانے لگی۔ ہر ٹشو پہ کچھ نیا لکھا تھا۔ عفرا پڑھ پڑھ کہ مسکرا رہی تھی۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر خالی ٹشو کہ ڈبہ اور کلرز بکھرے پڑے تھے۔ اس نے انہیں اٹھایا اور ایک نظر میر کے گھر پہ ڈال کہ دروازہ بند کر لیا۔ اور کالج جانے کی تیاری کرنے لگی۔

--

کالج وین نے انہیں کالج گیٹ پہ اتارا تھا۔ وہ سب لڑکیوں کے ساتھ گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ مگر وہ بہت سست قدم اٹھا رہی تھی۔ سب گرلز اندر جا چکی تھیں۔ اس نے پیچھے مڑ کہ دیکھا۔ میر مرتضی گرے پینٹ اور ڈارک بلو شرٹ میں لائٹ بلو گاگلز کے ساتھ ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے اسی کی طرف آ رہا تھا۔

وہ بھول چکی تھی کہ وہ کہاں کھڑی ہے۔ اسکے ارد گرد کا سارا ماحول بدل چکا تھا۔ دور کہیں بانسری سی بجتی محسوس ہو رہی تھی۔ اسے اپنے بال اور دوپٹہ اڑتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ ارد گرد گویا گلاب ہی گلاب بکھرے تھے۔ اور وہ کسی سپر اسٹار کی طرح ایک ادا سے چلتا ہوا اسکے قریب آتا جا رہا تھا۔

ہائے بیوٹی کوئین۔ وہ قریب آچکا تھا۔اور اپنے گاگلز اتار چکا تھا۔

آں۔۔۔ہا۔۔۔ہاں گڈ مارننگ۔۔ وہ واپس حقیقت میں کالج گیٹ پہ آ چکی تھی۔اور ہکلائی تھی۔

تم ٹھیک ہو۔۔۔؟؟ وہ پریشان ہوا

ہاں۔ وہ بس۔۔۔۔ تم صبح صبح۔ ؟

اوہ۔۔۔ تو تم حیران ہو رہی ہو۔ وہ مسکرایا۔

میں جارہی ہوں۔ وہ تیزی سے واپس مڑی اور اس سے پہلے کے گیٹ پار کرتی میر اسکے سامنے آیا۔

یہ کیسے بی ہیو کر رہی ہو۔؟ پلیز بس کردو ناراضگی۔

روشنا گاڑی سے اتری تھی۔ان دونوں کو کالج گیٹ پہ دیکھ کہ دل جل سا گیا تھا۔

ہائے میر۔۔وہ زبردستی کا مسکرائی۔

ہائے۔ہاو آر یو۔۔؟

فائن۔۔۔۔

او کے میں چلتی ہوں۔عفرا آگے بڑھی۔

سنو۔!میر نے اسکا ہاتھ تھاما۔عفرا کا دل اسکے ہاتھ میں دھڑکنے لگا تھا۔

میر روشنا کے حیران چہرے کو دیکھتا ہوا ذرا سا مسکرایا اور عفرا کے ہاتھ کو اپنے لبوں تک لے گیا۔اسکے لبوں نے ہلکے سے اسکی ہاتھ کی پشت کا چھوا اور عفرا کے پورے جسم میں تو کرنٹ دوڑا تھا مگر میر خود بھی کچھ سیکنڈز کے لئے پتھر کا ہوا تھا۔

یہ سب اتنی تیزی میں ہوا تھا کہ روشنا بھی سٹل تھی۔

سب سے پہلے میر ہی ہوش میں آیا تھا۔اس نے عفرا کا ہاتھ چھوڑا اور دھڑکتے دل کے ساتھ لمبے لمبے ڈگ بھرتا گاڑی کی طرف گیا۔

عفرا نے بغیر پیچھے مڑے دوڑ لگادی تھی اور کلاس روم میں جا کہ سانس لی تھی۔

روشنا کالج جانے کی بجائے واپس گاڑی کی طرف بڑھ گئی تھی۔

یہ آج کیا ہوا تھا۔آج یکدم سے میری فیلنگز کیوں بدلی بدلی سی ہیں۔میر کو دیکھ کہ دل الگ ہی لے پہ کیوں دھڑکا تھا۔اور میر۔۔۔۔میر نے کیوں ایسی حرکت کی۔وہ تو کہتا تھا کہ ایسی باتیں بتانے والی نہیں چھپانے والی ہوتی

ہیں۔ پھر روشنا کے سامنے اس نے۔۔۔۔۔ عفرا نے اپنے ہاتھ کی پشت کو دیکھا۔ اور یکدم اس کا دل زندگی سے بھرپور ایک قہقہ لگانے کو چاہا تھا۔

جو بھی تھا۔ بہت اچھا لگ رہا تھا۔ یہ سب جو بھی ہو رہا تھا۔ سیریسلی بہت ہی خوشگوار تھا۔ لب بلاوجہ مسکرا رہے تھے۔

اسکی کلاس فیلوز اسے طنز کر رہی تھی۔ اس نے ساحل سمندر پہ جو ہوا اسکو لے کہ اسکا مذاق اڑا رہی تھیں مگر اسے کچھ برا نہیں لگا تھا۔ انفیکٹ اسے تو انکی باتیں سمجھ ہی نہیں آ رہی تھیں اسکا دھیان تو کہیں اور تھا۔ وہ تو کسی اور ہی جہاں میں تھی۔

جہاں وہ تھی

اور میر تھا۔

اور اسکے وہ رات والے ٹشو پیپرز۔

ہاں یہ دل کی حالت بگڑنے میں ان پیار بھرے ٹشو پیپرز کا ہی ہاتھ تھا۔

دوسری طرف میر کی حالت بھی کچھ الگ نہ تھی۔ وہ خود حیران تھا کہ یہ اس نے کیا کیا۔ اور جو بھی کیا۔ وہ اتنا اچھا کیوں لگ رہا ہے۔؟

عفرا اسکی پیاری دوست تھی۔ مگر وہ اتنی پیاری لگنے لگی تھی کہ جان سے پیاری ہی ہو گئی تھی۔

مگر کچھ تھا جو اسے پریشان کر رہا تھا۔ وہ اپنی خوشی میں کھویا دیکھ ہی نہ سکا تھا کہ عفرا کا کیا ری ایکشن تھا۔ ہو سکتا ہے اسے برا لگا ہو۔

مجھے اس سے ایکسکیوز کرنا ہو گا۔ میں کیسے بغیر اجازت اسکو اس طرح ٹچ کر سکتا ہوں۔ مجھے کچھ تو سوچنا چاہئے تھا۔ وہ پہلے ہی ناراض تھی۔

میں اسکے بغیر نہیں رہ سکتا اگر وہ نہ مانی تو۔۔۔ تو میں کیا کرونگا۔؟؟اس کا دل ہزار واہموں کا شکار تھا۔

مجھے بیکری جانا چاہیے اسکے لئے بہت سارے کپ کیک۔اور چاکلیٹ اور پھر اسے ہینڈ بیگ اور پرفیوم بھی تو بہت پسند ہیں مجھے اس کے لئے شاپنگ کرنی چاہیے۔وہ خود سے باتیں کرتا گاڑی کا رخ شہر کے سب سے بڑے مال کی طرف موڑ چکا تھا۔

اور کہیں دماغ میں ایک سوچ دماغ کہ ساتھ ساتھ دل میں بھی طوفان برپا کئے ہوئے تھی کہ

"اگر عفرا کو برا نہ لگا ہو اتو۔۔۔؟؟؟"

اس نے بہت ساری شاپنگ کی تھی۔ ہینڈ بیگ اور قیمتی پرفیوم اسٹالراور جو جو اسکی سمجھ میں آیا وہ لیتا گیا۔ واپسی پہ وہ اسکی فیورٹ بیکری پہ رکا اور بہت سی چیزیں پیک کروائیں۔ وہ بیکری سے نکل رہا تھا جب اسکا موبائل رنگ ہوا۔

اس نے سامان گاڑی کی بیک سیٹ پہ رکھا اور پاکٹ سے موبائل نکالا ۔

یس پاپا۔ کال اوکے کرتے کان سے لگایا۔

میر تمہاری فرائی ڈے کی ٹکٹ ہو گئی ہے تمہارے پاس تین دن ہیں۔

شاپنگ وغیرہ کرلو۔

پاپا میں نہیں جانا چاہتا تھا۔ یکدم دل بوجھل ہوا تھا۔

کم آن میر۔مائی سن ! یہ صرف سکس منتھ کورس ہے۔ بزنس پڑا ہے تم نے

یہ شارٹ کورس بہت زیادہ ہیلپ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوکے پاپا۔۔ باہر ہوں ابھی۔گھر آکہ بات کرتا ہوں۔

میر ! تم ہمیشہ بھاگتے کیوں ہو؟]۔ہمارے سرکل کہ سب لوگوں کے بچے

باہر پڑھنے جاتے ہیں۔میں نے تمہاری ضد مانی کہ تمہیں یہیں رہ کہ پڑھنا

ہے۔ مگر تم میری اتنی سی خواہش تو پوری کر سکتے ہو نہ۔انکی آواز میں التجا

تھی۔

پاپا کہہ تو رہا ہوں گھر آکہ بات کرتا ہوں۔اور مت بھولیں کہ میں ایک

شائننگ سٹار ہوں۔اور یہ میں نہیں میرے ٹیچرز کہتے ہیں۔مجھے آپکا بزنس

ہی سنبھالنا ہے تو ٹرسٹ کریں آپکے بزنس کو اوپر ہی لے کہ جاونگا بغیر یہ

مختلف کورسز کیئے۔ بزنس مین کا بیٹا بزنس نہ بھی پڑھے تو وہ بزنس مین ہی

بنتا ہے۔اور پھر میں نے تو بزنس پڑا ہے۔گھر آرہا ہوں۔ پھر دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے۔ ہو سکتا ہے چلا بھی جاوں۔آپکی خوشی کے لئے۔آخر میں وہ مسکرایا۔

میں انتظار کر رہا ہوں۔ مرتضی کمال تھوڑا ریلیکس ہوئے تھے۔لگ رہا تھا جیسے وہ اب انکی بات مان جائے گا۔یہ کورس تو بہانا تھا۔وہ بس یہاں سے میر کو بھیجنا چاہتے تھے۔وہ اس لڑکی والا قصہ اب ختم کرنا چاہتے تھے۔بس بہت ہو گیا تھا۔

میر نے کال بند کی اور موبائل ساتھ سیٹ پہ رکھا۔سیٹ بیلٹ لگائی اور گھر کے لئے گاڑی اسٹارٹ کی۔

-

آج صبح سے پیٹ میں گدگدی سی ہو رہی تھی۔ عجیب سی حالت تھی۔ جانتی بھی تھی کہ وہ چھوٹا سا پیار میر کی طرف سے بس روشنا کو دکھانے کے لئے تھا۔ مگر پھر بھی وہ خود پہ کنٹرول نہیں رکھ پا رہی تھی۔ نہ دوپہر میں کچھ کھایا گیا۔ اور نہ رات میں کچھ کھایا جا رہا تھا۔ بس رات گہری ہونے کا انتظار تھا۔ اور ماما جو مسلسل اسے کھانا نہ کھانے پہ گھور رہی تھیں۔ اسکے آپ ہی آپ مسکرانے پہ چونکی کم تھیں ہاں پریشان زیادہ ہوئی تھیں۔

عفرا۔ تیز آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔

عفرا نے گھبرا کہ ماما کو دیکھا۔

کھانا کھاو۔ وہ اسی تیز آواز میں بولیں۔

وہ جلدی سے اپنی پلیٹ پہ متوجہ ہوئی۔

او۔ہو۔مہوش بی بی ذرا آرام سے۔جوان بچی سے بات کرنے کا یہ کونسا طریقہ ہے۔۔؟؟رفعت بی برا منا گئی تھیں۔

مہوش عمر کچھ کہتی کہتی رک گئی۔جبکہ عفرا سمجھ چکی تھی کہ ماما اسکو مسکراتا دیکھ چکی ہیں۔وہ اب سر کو کچھ زیادہ ہی جھکائے رغبت سے چاول کھا رہی تھی۔

مہوش بھی بظاہر کھانا کھا رہی تھیں۔مگر سارا فوکس عفرا پہ تھا۔کچھ تو تھا۔جو سمجھ سے باہر تھا۔

بہت بار انہیں کچھ عجیب سا محسوس ہوتا تھا۔مگر وہ نہیں سمجھ پاتی تھیں بہت بار تو رفعت بی نے بھی محسوس کیا تھا مگر کوئی سرا ہاتھ آ کہ نہ دے رہا تھا۔

لیکن یہ تو طے تھا کہ کچھ تو تھا۔

\-

آج عفرا نے ریڈ کلر کی شلوار قمیض پہنی تھی۔جس پہ خوبصورت لیسسز سے ڈیزائننگ کی گئی تھی۔یہ کاٹن کا سوٹ تھا۔لیکن اسکے ساتھ ریشمی پرنٹڈ دوپٹہ تھا۔ریڈ میرون پرنٹڈ دوپٹہ ایک شولڈر پہ ڈالے اپنے لمبے بالوں کی سادی چٹیا کئے وہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔خوامخواہ اسکا لپ اسٹک لگانے کو دل کر رہا تھا۔رات کا ایک بج رہا تھا اور ابھی تک میر کا کوئی اتا پتہ نہ تھا۔آج اسے اسکا بہت شدت سے انتظار تھا۔

تھوڑی سی دیر بعد دروازے پہ کچھ کھٹکا سا ہوا تھا۔اس نے جلدی سے کھڑکی سے جھانکا۔بہت سے شاپنگ بیگ تھے اسکے ہاتھ میں وہ کھڑکی کی

طرف ہی آرہا تھا۔ وہ جلدی سے پیچھے ہٹ گئی۔ کھڑکی پہ مخصوص آہٹ ہوئی۔ اس نے دروازہ کھولا۔ اور یوں ظاہر کیا جیسے وہ تو سوئی ہوئی تھی۔

میر نے سارے بیگ صوفے پہ رکھے اور دروازہ بند کیا۔ اور پھر دروازے کے ساتھ ہی لگ کہ کھڑا رہ گیا۔ وہ ہلکی روشنی میں بھی اسکی آنکھوں میں لگا کاجل اور لپ اسٹک واضح طور پہ دیکھ سکتا تھا۔

" تو کیا وہ ناراض نہیں ہے" دل نے اسپیڈ پکڑی۔

کیا ہوا۔؟ ایک تو عفرا آج اس سے کترا رہی تھی اور وہ ایسے دیکھ رہا تھا جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔ گال خو مخواہ سرخ ہوئے جا رہے تھے۔

عفرا۔ وہ آہستہ سے چلتا ہوا اسکے پاس آیا اور گھمبیر آواز میں پکارا۔

عفرا کی مانو ٹانگوں میں رہی سہی جان بھی ختم ہونے لگی۔

یہ۔۔۔سب۔۔یہ کیا ہے۔؟(اشارہ شاپنگ بیگ کی طرف تھا)وہ مسلسل اسے دیکھے جا رہا تھا۔وہ نظریں چرا گئی۔اسے نہیں سمجھ آ رہی تھی کہ یہ سب کیا ہو رہا تھا۔ایسی سچویشن کو وہ پہلی بار فیس کر رہی تھی۔

یہ تمہارے لئے کچھ گفٹس ہیں۔وہ بے خودی کی کیفیت سے نکل آیا تھا۔

اور اب صوفے پہ بیٹھ چکا تھا۔

عفرا کی کچھ کچھ سانس بحال ہوئی۔

اتنے سارے۔۔۔؟؟وہ پہلے کی طرح ایکسائیٹڈ ہو کہ گفٹس کی طرف بھاگی نہیں تھی۔بس سادگی سے پوچھ رہی تھی۔

میرا بس چلے تو میں سارے جہاں کے مال خالی کر ڈالوں۔یہ تو بس کچھ چیزیں ہیں۔وہ روانگی میں کہہ گیا تھا۔مگر پھر اپنی بے خودی پہ شرمندہ ہوا تھا۔

میرا مطلب میری نیبر میری دوست ہے ہی اتنی اچھی کہ وہ بہت زیادہ

ڈیزرو کرتی ہے یہ تو کچھ بھی نہیں۔ وہ صفائی دے رہا تھا۔

عفرا بس سوچتی رہ گئی کہ اسے کیا کہنا چاہیئے۔

دیکھو گی نہیں۔۔۔؟؟ وہ خاموش بیٹھی نظریں کارپٹ پہ گاڑے تھی جب

میر نے پوچھا۔

صبح دیکھ لونگی۔ وہ آج اسکے سامنے پزل ہو رہی تھی۔ اسے آج میر نیا نیا سا

لگ رہا تھا۔ پہلے والا میر تو ایسا نہیں تھا۔ وہ تو ایسے نہیں دیکھتا تھا۔

میر کو بھی گھبرائی گھبرائی اور شرمائی سی عفرا کچھ الگ ہی لگ رہی تھی۔ وہ تو

ایسی نہ تھی۔ میر اسکے لئے کچھ لاتا وہ بچوں جیسے خوش ہوتی اور بار بار چیزیں

نکال نکال کہ دیکھتی تھی۔ اور تھینک یو۔ تھینک یو کی گردان کئے جاتی

تھی۔

اچھا میں چلتا ہوں۔ وہ اٹھ کھڑا ہو۔

عفرا نے حیران نظروں سے دیکھا۔

یہاں نہیں سو گے۔۔؟؟

نہیں۔اب ہمیں میچور ہو جانا چاہئے اور سمجھداری والے کام کرنے

چاہئں۔

میں سمجھی نہیں۔

تمہیں سمجھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ان میں کھانے کا سامان ہے۔وہ نکال

لینا۔اور ہاں میں چھ ماہ کے لئے لندن جا رہا ہوں۔ کل تمہارے لئے

۔موبائل لاونگا۔وہ سنبھال کہ رکھ لینا۔ ہم رابطے میں رہیں گے۔اس نے

بہت سکون سے اسکی سماعتوں پہ بم پھوڑا تھا۔

لندن۔۔کیوں۔وہ تڑپ کے اسکے قریب گئ تھی۔اور اسکا ہاتھ تھاما تھا۔

عفرا کا اپنا ہاتھ کپکپا رہا تھا۔

میر نے اپنے ہاتھ میں اسکا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔بس کام سے جانا ہے۔

پھر واپس آکہ اپنا بزنس سنبھالنا ہے۔پاپا کی یہی خواہش ہے۔حالانکہ وہ

میرے لئے اتنے اہم کبھی بھی نہیں ہیں مگر پھر بھی عفرا وہ میرے پاپا

ہیں۔وہ بہت پیار سے اسے سمجھا رہا تھا۔

وہ جانتا تھا اسکی زندگی میں ایک عفرا ہی تھی جو اسکے جانے پہ رونے والی

تھی۔

جانا ضروری ہے۔۔؟اب اسکی آواز بھی کپکپا رہی تھی۔

نہیں جانا ضروری تو نہیں ہے۔نہ جانے سے گزارہ ہو سکتا ہے۔ مگر بتایا نہ کہ پاپا کی خواہش ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ انکی خواہش پوری کر دوں۔ تم کیا کہتی ہو۔؟

وہ اب اسکی آنکھوں میں دیکھتا اس سے پوچھ رہا تھا۔ جن میں موٹے موٹے آنسو تھے۔

تم جانا چاہتے ہو تو چلے جاو۔ وہ بمشکل بول پائی۔ گلے میں کوئی گولہ سا اٹک گیا تھا۔

اسمارٹ موبائل لاونگا نہ تمہارے لئے۔ تم بس احتیاط سے رکھنا پاس کسی کو پتہ نہ چلے۔ ہم روز بات کیا کرینگے۔اور فکر نہ کرو میں یہاں سے جا کہ بھی نہیں جاونگا۔ وہ اسکے آنسو پونچھتا ہوا اسے دلاسہ دے رہا تھا

تو تم یہ سب اس لئے لائے ہو کہ میرا دل بہل جائے گا۔ وہ شاپنگ بیگ کو دیکھتی بولی۔

نہیں یہ سب تو کسی اور لئے تھا۔

کس لئے۔؟

چھوڑو تم۔

تمہیں۔۔؟؟

نہیں۔ وہ بے ساختہ اسکے ہاتھ دوبارہ تھام گیا تھا۔

مجھے نہیں۔ مجھے کبھی مت چھوڑنا۔

چھوڑ تو تم جارہے ہو۔

کہا نہ کہ یہاں سے جاکہ بھی نہیں جاونگا۔

یہاں سے جا ہی کیوں رہے ہو۔؟

اچھا میرے دو سواوں کا جواب دو تو نہیں جاونگا۔

پوچھو۔وہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے بہت پاس پاس کھڑے تھے۔

صبح تمہیں مجھ پہ غصہ آیا۔؟ تمہیں میرا چھونا برا لگا۔؟

وہ جو اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ نظریں چرا گئی۔گال گلابی ہوئے تھے۔ہاتھ ابھی بھی میر کے ہاتھوں میں تھے۔

نہیں۔اس نے سر کو نفی میں ہلا کہ جواب دیا۔

میر کا دل بلیوں اچھلا۔

یہ لپ اسٹک کیوں لگائی ہے۔؟ وہ اب تھوڑا شرارتی ہوا تھا۔

عفرا نے اسے خود سے دور دھکا دیا۔

تم چلے ہی جاو۔

ہاہاہا۔ میر نے دباد باسا قہقہ لگایا۔ اسے اب دباد با قہقہ لگانے کی خاصی پریکٹس تھی۔ وہ روم میں شور نہ ہو بہت ساری باتیں تو اشاروں سے ہی کر لیتے تھے۔ وہ تو اشاروں میں قہقہے لگانے میں بھی ماسٹر تھے۔ یہ بات کافی حیرت انگیز تھی۔

او نیسلی مجھے یہ چیزیں نہیں آتیں۔ اگر کچھ برا لگے تو پلیز کہہ دینا لیکن ناراض مت ہونا۔ آئی پرامس تمہاری ہر فیلنگ کا احترام مجھ پہ لازم ہے۔ مے آئی۔۔۔۔؟؟ اب وہ اسکا ہاتھ پکڑے اجازت مانگ رہا تھا۔ عفرا کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ میر نے تھوڑا انتظار کیا جب اس نے جھکے سر کو مزید جھکا لیا تو میر نے اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے لگا لیا۔

عفرا کا ہاتھ کپکپا رہا تھا۔

او کے چلتا ہوں۔ میر نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ حالانکہ دل بلکل نہیں کر رہا تھا۔

آج یہیں رک جاو۔ پھر تو تم خواب ہی ہو جاو گے۔ چھ ماہ کے لئے۔ پتہ نہیں چھ ماہ کیسے گزریں گے۔

وہ جو دروازے کی طرف جا رہا تھا۔ وہ رک گیا۔ اور اسکی آخری بات پہ مسکراتا ہوا بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

عفرا بھی صوفے سے چیزیں اٹھا کہ اپنے لیٹنے کے لئے جگہ بنانے لگی۔

پچھلے ایک گھنٹے سے مسلسل رونے سے روشنا کی آنکھیں اور ناک لال ہو رہے تھے۔

کیسے وہ ساحل پہ اسکے ساتھ ہنسی ہنس کہ باتیں کر رہا تھا۔آپ دیکھ لیتی تو غش کھا کہ گر جاتیں۔کیسے وہ ہم سب سے روڈ بنا پھرتا ہے اور اسکے آگے بچھا جا رہا ہوتا ہے۔

وہ آگ بگولا ہو رہی تھی۔

میں تو اسی صدمے سے باہر نہیں آ پا رہی کہ جب مرتضی سے بات کی میں نے کہ ربیعہ بیگم (ہمسائی پلس دوست) نے مجھے بتایا کہ میر آپکے سامنے والے گھر میں رات کو جاتا ہوا دیکھا گیا ہے۔تو وہ بندہ مجال ہے جو ذرا بھی چونکا ہو۔بھلا یہ کوئی چھوٹی بات تھی۔۔؟عالیہ اپنی دوست رباب (روشنا کی خالہ) کے گھر ڈنر پہ آئی تھیں۔

اسکا تو ایک ہی مطلب ہے کہ اسے سب پتہ ہے۔ رباب نے لقمہ دیا۔

ہاں بلکل۔ اور مجھے ہوا تک نہیں لگنے دی۔ اللہ جانے کب سے یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ ہمیں تو ربیعہ نے بتایا ورنہ کسے پتہ کہ یہ سب کب تک چلتا۔ عالیہ کو مرتضی پہ شدید غصہ تھا۔

تو اب کیا کر لیں گی آپ۔۔؟ میرے سامنے کالج گیٹ پہ اس نے اسکا ہاتھ چوم لیا۔ میں نے کیا کر لیا۔؟ اس کھلی بے حیائی پہ اینٹ اٹھا کہ سر پھوڑنا چاہئے تھا عفرا کا۔ لیکن نہیں۔۔ میں بت بنی کھڑی رہی۔

اچھا چھوڑو دفعہ کرو۔ تم کیوں اپنی جان جلا رہی ہو تمہارے لئے لڑکوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ اسکی خالہ نے اسے پیار سے ڈپٹا۔

دیکھو زرا۔ اسکی ماں کتنی سادی اور معصوم بنی پھرتی ہے۔ اور بیٹی نے پیچھے لڑکے لگا رکھے ہیں۔ ابھی تو ہے عام سی ذرا یہ خوبصورت ہوتی تو پتہ نہیں کیا کرتی۔ عالیہ نے دانت کچکچائے۔

میں نے میر سے جو پوچھ لیا کہ تم رات کہاں تھے۔ تو وہ تو میرے سر کے بالوں کو آنے لگا۔ اور باپ اس سے بھی دو ہاتھ آگے۔ بڑے سکون سے کہنے لگا۔ تم اپنے ڈریسنگ سینس کو فوکس کرو۔ آخر میں انہوں نے مرتضی صاحب کی نکل اتاری۔

دونوں باپ بیٹا ملے ہیں۔ تو باپ سے شکایت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیا خیال ہے اسکی ماں کو فون کریں۔۔؟ رباب۔ نے عالیہ کی طرف دیکھا۔

اور جو اسکی ماں بھی ملی ہوئی تو۔۔۔؟؟ عالیہ نے بھنویں اچکائیں۔

ہاں۔جب باپ ساتھ دے سکتا ہے تو ماں کیوں نہیں۔رباب نے برا سا منہ بنایا۔

تم کال کرو۔اور کہو کہ یہ شریفوں کا محلہ ہے۔یہاں یہ سب نہیں چلے گا۔ اتنی بے قراریاں عروج پہ ہیں تو انکی شادی کرواو۔آگ تو لگے گی اسے۔عالیہ نے رباب کو مشورہ دیا۔

میں کال کرتی ہوں۔روشنا بولی۔

تم کیا بات کرو گی۔رباب نے ڈپٹا۔

کرلو نگی۔نمبر دیں مجھے۔

اس نے نمبر ملایا۔ دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔ اور اس طرف اسپیکر آن تھا۔

ہیلو۔ اتنی رات کو ایک اجنبی نمبر سے کال آ رہی تھی۔ مہوش نے کچھ سوچا اور کال رسیو کی۔

ہیلو آنٹی میں عمائمہ۔ اس نے گروپ کی دوسری لڑکی کا نام لیا۔

عمائمہ کون۔۔؟

آنٹی میں عفرا کی دوست۔ آپکی کالونی میں ہی رہتی ہوں۔

وہ تو ٹھیک ہے بیٹا پر اس وقت کال۔۔۔۔۔۔۔

ہاں جانتی ہوں وقت بہت ہو گیا دوسے بھی اوپر کا وقت ہے مگر آنٹی جو عفرا کر رہی ہے وہ بھی تو غلط ہے۔

کیا کر رہی ہے عفرا۔ ؟ مہوش نے۔ ماتھے سے اندیکھا پسینہ صاف کیا۔ کچھ انہونی کا احساس دل میں کنڈلی مار کہ بیٹھ گیا۔

میں نہیں جانتی آپ کو سب پتا ہے یا نہیں مگر میرا فرض بنتا ہے آپکو بتانا۔ کیونکہ آپ مجھے بہت شریف لگتی ہیں۔ پوری کالونی میں آپکی بہت عزت ہے۔ مگر شائد آپکی بیٹی کو آپ سے کوئی دشمنی ہے جو ایسا کر رہی ہے۔ وہ تینوں سر جوڑے بیٹھی تھیں۔ بہت ایکسائیٹڈ ہو رہی تھیں وہ تینوں۔ عالیہ بیگم اسے سراہتی نظروں سے آگے بولنے کا اشارہ کر رہی تھیں۔

اب دیکھیں نہ گھر سے کالج جانا مگر کالج گیٹ سے لڑکوں کی گاڑیوں میں بیٹھ جانا اور پھر پورے کراچی کی سیر کرنا۔ یہ شریف لڑکیوں کے طریقے تو نہیں ہوتے۔

مہوش کو گویا سانپ سونگھ گیا تھا۔وہ سانس بھی نہ لے پا رہی تھیں۔

چلو کالج کے باہر اور گھر سے باہر جا کہ جو کیا سو کیا۔کم سے کم گھر کے اندر تو ایسی حرکتیں نہیں کرنی چاہئیں نہ۔

گھر کے اندر۔مہوش کی مری مری آواز اسپیکر میں گونجی۔

ہاں اب لڑکے گھر تک آنے لگے ہیں۔اور سنا ہے یہ سب بہت عرصہ سے چل رہا ہے۔اور مجھے ہی دیر سے پتہ چلا۔

یہ تم کیا بکواس کر رہی ہو۔اب مہوش چیخی تھیں۔ساتھ سوئی رفعت بی بھی۔اٹھ گئی تھیں۔

کیا ہوا۔۔؟؟دل پہ ہاتھ رکھتے ہوئے وہ پوچھ رہی تھیں۔

بکواس میں نہیں کر رہی۔ بلکہ آپکی بیٹی گل کھلا رہی ہے۔ نہیں یقین تو دیکھ لیں اسکے روم میں جا کہ۔ روشانے غصے سے چلاتے ہوئے کہا اور عفرا کو گالیاں بکتے ہوئے فون بند کر دیا۔

ویل ڈان۔۔۔ عالیہ بیگم نے اسے گلے سے لگایا۔ اب آئے گا مزہ دونوں باپ بیٹے کو۔

مہوش بیڈ سے گرتی پڑتی اٹھی تھیں۔ رفعت بی بھی اٹھییں۔ مجھے بھی بتاو کچھ ہوا کیا ہے۔؟ وہ مہوش کہ پیچھے پیچھے تھیں۔

رفعت بی۔ عفرا کے روم کی چابیاں کہاں ہیں۔

اللہ خیر کرے کیا ہو گیا میری بچی کو۔ وہ وہیں دل تھام کہ بیٹھ گئی تھیں۔

رفعت بی چابیاں۔ مہوش ٹوٹی پھوٹی آواز میں چیخی تھیں۔ انکا سارا جسم کانپ رہا تھا۔

رفعت بی۔ کمرے میں پڑی لوہے کی الماری کی طرف بڑھیں اور مختلف دعائیں پڑھتی ہوئیں چابیاں نکالنے لگیں۔

مہوش کے جسم پہ لرزہ طاری تھا۔

جلد ہی وہ چابیاں لے آئیں اور مہوش نے چیل کی سی تیزی سے انکے ہاتھ سے چابیاں پکڑیں اور کمرے سے باہر بھاگی۔ عفرا کے روم کے دروازے میں چابی لگائی ہی نہیں جا رہی تھی۔ جسم پہ اتنی شدید کپکپی تھی۔ رفعت بی نے انکو پیچھے کیا اور خود چابی لگائی۔ دروازہ کھل گیا۔ سامنے کا منظر دل تھام لینے والا تھا۔

عفرا کے بیڈ پہ بنیان اور ٹراوزر پہنے کوئی اونچا لمبا مرد سو رہا تھا۔ جسکی دروازے کی سمت کمر تھی۔ اور سامنے صوفے پہ عفرا لیٹی تھی۔ اسکا دوپٹہ

نیچے کارپٹ پہ تھا۔ ہونٹوں پہ لپ اسٹک گہری تھی۔اور کارپٹ پہ بہت سے شاپنگ بیگ اور بہت سی چاکلیٹ کے ریپر بکھرے تھے۔

زمین نے جیسے مہوش اور رفعت بی کے قدم جھکڑ لئے تھے۔

عفرا نے نیند میں کروٹ لی تھی کہ کچھ انجانے سے احساس سے اسکی آنکھیں کھل گئیں۔اسکے سامنے اسکی ماں اور رفعت بی کھڑی تھی۔وہ گھبرا کہ صوفے سے اٹھی تھی۔

ماما۔۔۔

مہوش کے پاوں کام کرنے لگے۔وہ آگے بڑھی اور اسکی چٹیا سے کھینچتی ہوئی اسے اپنے کمرے میں لے گئیں۔رفعت بی بھی پیچھے پیچھے بھاگی۔

مہوش اسے بال سے کھینچ رہی تھی اسکے منہ پہ تھپڑ مار رہی تھیں۔اور زور زور سے چلا رہی تھیں۔

بے غیرت۔ زلیل۔ تمہیں ذرا شرم نہ آئی۔ تم بے شرم ہو گئی اتنی بے غیرت ہو گئی۔

وہ اب اسے اپنے جوتے سے پیٹ رہی تھیں۔

پھر وہ باہر لاونج میں بھاگ کہ آئی تھیں۔اور گیراج میں لگے بیسن کے نیچے والے نل پہ لگے پائپ کو اتارا اور پھر اس سے عفرا کو خوب مارا۔

عفرا کی چیخیں سات آسمانوں کو چھو رہی تھیں۔ جہاں جہاں پائپ لگ رہا تھا۔ وہیں سے قمیض پھٹ رہی تھی اور سرخ نشان پڑھ رہے تھے۔

تم نے یہ کیا کیا۔ تم مر کیوں نہ گئی۔ تم مر جاتی۔ عفرا تم مر جاتی۔ وہ اسے بالوں سے پکڑ کہ کھینچ رہی تھیں اور کبھی اسکے منہ پہ تھپڑ مار رہی تھیں۔ وہ چیخ رہی تھی۔ وہ معافی مانگ رہی تھی۔

دوسرے کمرے میں سوئے میر کو ابھی کچھ ہی وقت ہوا تھا کہ آنکھ لگی تھی۔اور عجیب سی آوازیں اسکے کان میں پڑ رہی تھیں چیخنے کی چلانے کی۔ رونے اور بلکنے کی۔وہ نیند میں سخت ڈسٹرب تھا۔وہ آنکھ کھولنا چاہ رہا تھا مگر اسکی آنکھ نہیں کھل رہی تھی۔وہ اپنی طرف سے بہت زور لگا کی آنکھیں کھولنے کی کوشش کر رہا تھا مگر نہیں کھول پا رہا تھا۔

میں آج تمہیں یہیں زندہ گاڑ دونگی۔اتنی آگ لگی تھی تو مجھے بتایا ہوتا۔میں تمہاری شادی کر دیتی۔مہوش نے اسکا گلا دبایا ہوا تھا۔اس کا سارا منہ سرخ ہو رہا تھا۔وہ بری طرح ہاتھ پاوں مار رہی تھی۔اور پھر مہوش نے زور زور سے روتے ہوئے اسکا گلا چھوڑ دیا تھا۔

اب وہ زمیں پر کسی گھٹری کی صورت پڑی کھانس رہی تھی۔

یکدم میر کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔ اسے سخت پسینہ آیا ہو تھا۔ وہ تیزی سے بیڈ پہ اٹھ کہ بیٹھا۔ نظر سامنے صوفے پہ گئی جو خالی تھا۔ اور گھر کے اندر کا دروازہ کھلا تھا۔

عفرا کی تیز چیخ سید ھا میر کا دل چیر گئی تھی۔ وہ اندھا دھند بھاگا تھا۔ ساتھ والے روم سے رونے کی آوازیں آرہی تھیں۔

دروازہ کھولا تو وہ سامنے زمین پہ پڑی تھی۔ وہ سرخ سوٹ جسمیں وہ میر کو اپنے دل کے بہت قریب لگی تھی وہ جگہ جگہ سے پھٹ چکا تھا۔ اور جسم بھی کپڑے کے رنگ جیسا سرخ ہو رہا تھا۔ ماتھے پہ گھومڑ۔ آنکھ کہ نیچے نیل۔ وہ بڑی طرح سسک رہی تھی۔ میر کی آنکھیں ابل کہ باہر کو آرہی تھیں۔

یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔ آپ انسان ہیں۔۔۔؟؟ وہ چیخا تھا۔

رفعت بی جو کب سے بس منہ پہ کپڑا رکھے روتی جارہی تھیں۔انہوں نے چہرے سے بھیگا کپڑا ہٹایا حیرانی سے اسے دیکھنے لگی۔یہ تو پیچھے والے بنگلے میں رہنے والا لڑکا تھا۔

دفع ہو جاو یہاں سے۔مہوش پورے زور سے چیخی تھی۔مسلسل رونے اور چیخنے سے انکا گلا بیٹھ چکا تھا۔

وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ مہوش نے پاس پڑے ٹیبل سے فروٹ باسکٹ پہ پڑی چھری اٹھائی اور عفرا کی شہ رگ پہ رکھی۔

نہیں۔وہ چلایا تھا۔

چلے جاو۔ورنہ میں اسے کاٹ کہ پھینک دو نگی۔

عفرا سہمی سی بے حس و حرکت پڑی تھی۔

مہوش نے چھری کی نوک کو دبایا۔اسکی نوک پہ خون کی بوند چمکی۔

نہیں پلیز۔ میں جارہاہوں۔اسے چھوڑ دیں پلیز۔وہ روتا ہوا الٹے قدموں واپس پلٹا تھا۔اوراس گھر سے باہر نکل گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ گھر پہنچا تھا مگر اس وقت گھر پہ کوئی نہ تھا سوائے ملازموں کے۔

ہیلو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔موبائل کان سے لگائے کب سے انتظار میں تھا کہ کب کال رسیو ہو کوئی تیسری یا چوتھی بار کال ملانے پہ کال رسیو ہوئی۔

پاپا آپ کہاں ہیں۔۔؟؟ گھبراہٹ واضح تھی۔

کیا ہوا امیر۔۔۔دوسری طرف وہ چونکے۔

پاپا آپ گھر آئیں ابھی۔اسی وقت۔

میں اپنے کسی خاص دوست کے ساتھ ہوں۔تم بتاو تو ہوا کیا ہے۔؟

پاپا اسکی ماما اسکو مار دے گی۔وہ دباد با چلایا۔

اوہ ہ ہ۔۔تم پینک مت کرو میر۔میں سب دیکھ لونگا۔وہ ریلیکس ہوئے

کب دیکھ لیں گے آپ۔۔۔؟جب وہ مر جائے گی تب۔یا پھر

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ناچاہتے ہوئے بھی آواز میں غراہٹ آگئی تھی۔

تم اتنااوورری ایکٹ کیوں کر رہے ہو میر۔۔۔اس طرح کے کاموں میں

اس طرح تو ہوتا ہے۔ تم اب وہاں نہیں جاوگے کسی صورت بھی۔ باقی

سب میں دیکھ لونگا۔ تم اپنی فلائٹ کی تیاری پکڑو۔ بس بہت ہو گیا تمہارا

بچپنا۔ جوابا وہ بھی چلائے تھے۔اور دوسری طرف وہ بے یقینی کا بت بنا کھڑا

تھا۔

کیا اسکی غلطی تھی کہ اس نے اپنے باپ پہ بھروسہ کیا تھا۔؟ کیا وہ خود عفرا

کے لئے کچھ نہیں کر سکتا تھا۔؟ کیا وہ اتنا بے بس تھا کہ وہ اسے وہاں

مرنے کے لئے چھوڑ آیا تھا۔ کیا یہی دوستی تھی۔ کیا یہی پیار تھا۔؟اس کا

دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

ہیلو۔۔۔میر۔۔۔تم مجھے سن رہے ہو۔؟دوسری طرف وہ اب صحیح معنوں میں پریشان ہوئے تھے۔جو بھی تھا بیٹا جان سے زیادہ پیارا تھا۔

پاپا آپ رہیں اپنے خاص دوست کے پاس۔ have a good time۔

اس نے کال کاٹ دی تھی۔

اب وہ جلے پیر کی بلی بنا پورے لاونج میں چکرا رہا تھا۔اسے نہیں سمجھ آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے۔اسکا مائنڈ اسٹک ہوچکا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مرتضیٰ کمال کی کال کٹ چکی تھی۔انہوں نے بار بار کال بیک کی مگر میر کال رسیو نہیں کر رہا تھا۔اور اب وہ عفرا کے گھر کی طرف جا رہے تھے۔

--------------------------،----------

دروازے پہ دو بار بیل ہوئی تھی۔مہوش اور رفعت بی نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

دیکھتی ہوں کون ہے۔ورنہ بیل ہوتی رہے گی۔آس پاس والے کیا سوچیں گے۔۔رفعت بی بولیں

یہاں آس پاس رہ کہ بھی کوئی آس پاس نہیں ہوتا۔یہ ہم کسی محلے میں نہیں رہ رہے۔مہوش اپنے دوپٹے کے پلو سے آنکھیں رگڑتی نم آواز میں بولی۔

پھر بھی مہوش۔۔۔۔وہ بیل سے گھبرا رہی تھیں۔

بیل پھر سے ہوئی تھی۔اور آنے والا بیل پہ ہاتھ رکھ کہ اٹھانا شاید بھول گیا تھا۔رفعت بی اٹھیں اور دروازے کی طرف لپکی

دروازہ کھولا۔

سامنے مرتضی کمال اپنی وجیہہ ترپرسنالٹی کے ساتھ موجود تھے۔

رفعت بی بغیر کچھ کہے سامنے سے ہٹ گئیں۔وہ بھی خاموشی سے اندر چلے آئے۔

مہوش اپنے کمرے میں ہی موجود تھیں جہاں عفرا بھی فرش پہ اپنے حواس کھوئے ایک طرف پڑی تھی۔

مرتضی کمال کی نظر جب عفرا پہ پڑی تو انکا دل دھک سے رہ گیا تھا۔انہوں نے ملامتی نظروں سے مہوش کو دیکھا۔۔

اسے اٹھائیں پلیز۔اسے پانی پلائیں۔یہ مر جائے گی۔وہ پلٹ کے بے ساختہ رفعت بی سے بولے تھے۔

آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔؟مہوش عمر کی تیز آواز کمرے میں گونجی۔

آپ سے بات کرنے آیا ہوں۔جو ہوا۔بہت برا ہوا۔نہیں ہونا چاہئے تھا۔ مگر آج تک ہونی کو بھلا کوئی ٹال پایا ہے۔۔؟وہ اب دروازے کے ساتھ ہی رکھے سنگل صوفے پہ بیٹھ چکے تھے۔

مجھے افسوس ہے اس سب کا۔لیکن سچ تو یہ ہے کہ

ہم سب یہاں مختلف قسم کی آزمائیش سے گزر رہے ہیں۔کسی کو رزق کی آزمائش کا سامنا ہے تو کسی کو اولاد کی آزمائش۔کہیں عمر کی آزمائش ہے تو

کہیں بیماری کی۔آپ کے لئے بھی یہ ایک بڑی آزمائش ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ اس آزمائش پہ پورا کیسے اترتی ہیں۔

جوان بچی پہ اس طرح سے ہاتھ اٹھا کہ کیا آپکو لگتا ہے کہ آپ سہی کر رہی ہیں۔؟ان کے لہجے میں ناگواری تھی۔

یہ دنیا بہت ظالم ہے۔یہاں بہت سی وجوہات بکھری پڑی ہیں غلط کام میں مبتلا ہو جانے کی۔آخر کسی ایک وجہ کا شکار تو ہوئی ہو گی آپکی بیٹی۔کیا آپ نے وہ وجہ جاننے کی کوشش کی۔۔؟

کیا ایک بار بھی یہ سوچا کہ آخر ایسا ہوا کیوں۔؟

مہوش خاموش تھیں۔آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہ لے رہے تھے۔

یہاں کوئی بدصورت ہے اسے خوبصورت ہونا ہے۔

تو کوئی غریب ہے اسے امیر ہونا ہے۔

کوئی عشق کر بیٹھا ہے اسے محبوب چاہیے۔

کسی کو گاڑیوں کا شوق ہے اسے نئے نئے ماڈل کی گاڑی چاہیے۔

یہاں ہر کوئی "چاہیے" کی دوڑ میں دوڑا ہی چلا جا رہا ہے۔

آپکی بیٹی کو کیا چاہیے ہے۔ کبھی دوستوں کی طرح اسکے ساتھ بیٹھ کہ اس سے بات کی۔۔؟

میں یہاں یہ ثابت کرنے نہیں آیا۔ کہ آپکی بیٹی نے کوئی غلطی نہیں کی۔

میں بس یہ پوچھنے آیا ہوں کیا آپ کا اس میں کوئی قصور نہیں۔۔؟

آپ نے اپنی بیٹی کو کبھی رات کو اٹھ کہ ایک نظر دیکھنے کی زحمت گوارا کی؟؟؟؟یقینا نہیں۔

آپ دو خواتین گھر میں موجود تھیں۔ آپکی موجودگی میں یہ سب ہوتا رہا۔

میں بس پوچھنا یہ چاہتا ہوں کیا آپ بھنگ پی کہ سوتی تھیں۔؟

میرا بیٹا گھر سے غائب ہوتا۔ کہاں جاتا۔ مجھے سب پتہ تھا۔ میں اپنے بیٹے سے کبھی غافل نہیں رہا اور آپ بیٹی کی ماں ہو کہ گھوڑے بیچ کہ سوتی رہیں۔

آپ کو سب پتہ تھا۔۔۔وہ جو شرمندگی سے سر جھکائے تھیں یکدم سر اٹھایا۔ آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی۔

جب پتہ تھا تو روکا کیوں نہیں۔ مجھے کیوں نہیں بتایا۔؟ وہ چیخی تھیں۔

میں کیوں بتاتا آپکو۔ آپکے گھر میں کیا ہو رہا ہے اسکا پتہ آپکو خود رکھنا ہے۔

اور جہاں تک میر کو روکنے کی بات تھی تو میں نہیں روک سکا اسے۔

اسکے بچپنے میں اسے بہت ہرٹ کر چکا ہوں۔ اسے بہت ساری تکلیف پہنچا چکا ہوں۔ حالانکہ میں نہیں چاہتا تھا ایسا کچھ مگر انجانے میں اپنے بیٹے کو اتنا ہرٹ کر چکا ہوں کہ وہ مجھ سے نفرت کرنے لگا تھا۔ اور اپنے گھر سے فرار ہی چاہتا تھا جبھی آپکے گھر پناہ لے لی اس نے۔ اسے یہاں آنا اچھا لگنے لگا تھا۔ میں اس معصوم سے یہ خوشی چھین نہیں سکتا تھا۔ میں نے اسے یہاں آنے دیا کیونکہ میں اسکی خود سے نفرت ختم کرنا چاہتا تھا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ میں اسکا کرائم پارٹنر بن گیا اور وہ آہستہ آہستہ میرا دوست بن گیا۔ ایسا لگا مجھے خود سے بچھڑا بیٹا مل گیا۔ تو آپ ہی بتایئے میں اسے کیسے منع کرتا۔۔؟

اب وہ ہلکا سا مسکرائے تھے۔

وہ ہونقوں کی طرح انکا منہ تکتی رہ گئیں۔

اور سچ پوچھیں تو میں خود تنگ آگیا تھا اب اس سب سے۔ میں چاہتا تھا کہ اب یہ سب ختم ہو جائے۔ تبھی میں کچھ ماہ کے لئے میر کو لندن بھیج رہا تھا۔ مگر یہ سب ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

میں چاہتا تھا یہ سب ختم ہو مگر میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ سب اس طرح سے ختم ہو۔ اب وہ افسوس سے سر ہلاتے مسلسل عفرا کو دیکھ رہے تھے جو بے سدھ فرش پہ پڑی تھی۔

اسے اٹھائیں۔ نہیں تو میں اٹھا کہ بیڈ پہ ڈال دونگا۔ وہ غصے سے بولے تھے مگر نہ آگے رفعت بی بڑھیں نہ ہی مہوش۔

کچھ انتظار کے بعد بالآخر وہ اٹھے اور عفرا کو اپنے بازوں میں اٹھا کہ بیڈ پہ ڈال دیا۔اسکی نیم مردہ سی حالت دیکھتے ہوئے انکا دل دکھا تھا اور آنکھیں نم ہوئی تھیں۔اسکا چہرہ سوج چکا تھا اور نیل و نیل ہو رہا تھا۔

انہوں نے کسی ڈاکٹر کو کال کی تھی۔

مہوش اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔رفعت بی کا بھی برا حال تھا۔

اتنی پیاری بچی ہے آپکی۔آپ نے اپنی غفلت کی نظر کر دیا اسکو۔اس چاند پہ داغ لگا دیا۔وہ مسلسل مہوش کو قصور وار ٹھرا رہے تھے۔

آپکو اتنی ہمدردی ہو رہی ہے تو اسکی شادی کروا دیں نہ اپنے بیٹے سے۔ جسکو بہت خوشی ملتی تھی اس سے مل کہ۔اور آپ اسکی خوشی اس سے چھیننا نہیں چاہتے تھے۔رفعت بی پہلی بار بولی تھیں۔

بہت پیار ہے نہ اپنے بیٹے سے۔ تو دے دیں اسکو اسکی خوشی۔ مت داغ لگنے دیں اس چاند کو۔ رفعت بی بول رہی تھیں اور مہوش بس ٹکر ٹکر انکو دیکھے جا رہی تھیں۔

ہاں کہہ تو آپ ٹھیک رہی ہیں۔ مگر میں نے بتایا نہ کہ میں اپنے بیٹے سے بہت پیار کرتا ہوں تبھی تو ایسا کچھ ہونے نہیں دونگا۔ جو چیز اسکے لائق نہیں۔ اسکے اسٹینڈرڈ کی نہیں وہ وقتی طور پہ بہلانے کے لئے تو میں اسے دے سکتا ہوں مگر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بہر حال مجھے ہمدردی ہے آپ سے۔ اور ایک آفر ہے آپکے لئے۔

اپنی آفر اپنے پاس رکھیں۔۔ رفعت بی شدید غصہ تھیں

کیسی آفر۔۔۔ مہوش کی نم آواز میں حیرانی تھی۔اور اس سے زیادہ حیران تو رفعت بی تھیں کہ جو شخص اسکی بیٹی کو بری طرح ریجیکٹ کر رہا تھا وہ اس کی آفر میں انٹرسٹڈ تھیں۔

میں چاہتا ہوں کہ یہ بات کالونی میں کسی کو پتہ نہ چلے۔اس لئے آپ کل صبح ہی کہیں اور شفٹ ہو جائیں۔

دونوں نے حیرانی سے ایک دوسرے کو اور پھر مرتضی کمال کو دیکھا تھا

میں جانتا ہوں کہ یہ سب آپ خواتین کے لئے آسان نہیں ہے۔ مگر یقین کریں آپ اکیلی نہیں ہیں میں آپکے ساتھ ہوں۔ گھر میں آپکو دونگا۔اس سب میں میرا بیٹا شامل ہے تو وہ گھر میری طرف سے معذرت کے طور پہ قبول کر لیں۔اور یہ گھر آپکا ابھی دونگا۔اور آپکی رقم آپکے اکاونٹ میں ٹرانسفر ہو جائے گی۔ مگر آپ لوگ کالونی میں کسی سے مل کہ نہیں جائیں

گی۔اور کسی کو کان و کان خبر نہیں ہونی چاہئے کہ میں آپکے ساتھ ہوں۔
ورنہ نتیجے کی ذمہ دار آپ خود ہو نگی۔

ہاں۔مجھے منظور ہے۔مجھے یہاں نہیں رہنا۔ مہوش جلدی سے بول پڑیں۔
رفعت بی نے انہیں گھورا۔ مگر انکے دماغ میں وہی فون کال چل رہی تھی۔
وہ عفرا کی دوست تھی اور اسی کالونی میں رہنے والی تھی۔ مطلب یہ بات جنگل میں آگ کی طرح پھیل جائے گی اور وہ یہ سب نہیں فیس کر سکتی تھیں۔انہیں یہاں نہیں رہنا چاہئے تھا۔ہاں یہی درست فیصلہ تھا۔
انہیں مستقبل میں کالونی کی عورتوں کی اپنی طرف اٹھتی انگلیاں اور قہقہے اپنے ارد گرد محسوس اور سنائی دے رہے تھے۔

مہوش نے مرتضیٰ کمال کی ہر بات پہ ایگری کر لیا تھا۔اور اب وہ ویسا ہی کرنے والی تھیں جیسا وہ چاہتے تھے۔رفعت بی ناراض تھیں مہوش سے مگر مہوش کو پرواہ نہیں تھی۔انہوں نے بس سوچ لیا تھا کہ اب وہ یہاں اس کالونی میں کسی صورت نہیں رہیں گی۔

وہ جدا ہو گیا

دیکھتے دیکھتے

کیا سے کیا ہو گیا

دیکھتے دیکھتے

دل کی نگری اچانک اجڑ سی گئی

حادثہ ہو گیا

دیکھتے دیکھتے

اسکی آنکھیں تو خشک تھیں مگر دل رو رہا تھا۔ وہ اپنے سلیپنگ ٹراوزر شرٹ میں بکھرے بالوں کے ساتھ اپنے گھر کے اندر باہر کے نا جانے کتنے چکر کاٹ چکا تھا۔

مجھے اسکے گھر جانا چاہئے۔ کیسے بھی کر کہ۔ ایک بار میں گھر میں داخل ہو جاوں۔ میں اسکی ماما کے پیر پکڑ لونگا کہ پلیز اسے کچھ مت کہیں۔ ساری غلطی میری ہے۔ مجھے جو سزا دیں میں سہہ لونگا۔ عفرا کو معاف کر دیں۔ ہاں مجھے اسکے گھر جانا چاہئے۔ وہ خود سے کلام کرتا ہوا باہر کی طرف لپکا تھا۔

بابا میں آپکو کبھی معاف نہیں کرونگا۔آپ اپنے بیٹے کے لئے کچھ نہیں کر سکے۔ جھوٹ کہتے تھے آپ کہ آپ سب سنبھال لیں گے۔آپ کچھ نہ سنبھال سکے۔اگر عفرا کو کچھ ہوا تو میں بھی اپنی جان لے لونگا۔اسے جب گھر کے اندر جانے کا کوئی رستہ نہ سوجھا تو تھک کہ انکی دیوار کے ساتھ بیٹھ گیا۔آنکھ سے آنسو گال پہ پھسلا تھا۔

مجھے فرنٹ سے چیک کرنا چاہئے۔شائد کہ کوئی رستہ مل جائے۔وہ اٹھا تھا اور سرپٹ بھاگنے لگا تھا۔

جب اس نے اسکے گھر کی سڑک پہ ٹرن لیا تو دور سے ہی میر نے اپنے پاپا کی گاڑی کو انکے گیٹ پہ کھڑے پایا تھا۔اس نے جھکتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ

اپنے گھٹنوں پہ رکھے اور پھولے ہوئے سانس کو نارمل کرنے کی کوشش کی۔

تو پاپا آ گئے تھے۔ اسکے لب مسکرائے۔ اسکے دل کو ڈھارس سی ملی تھی۔

اب سب سہی ہو جائے گا۔ پاپا سب سنبھال لیں گے۔ اب وہ سکون سے چلتا ہوا پاپا کی گاڑی سے ٹیک لگا کہ کھڑا ہو گیا تھا۔ اب وہ پر سکون تھا۔

صبح کے 5 بج رہے تھے جب پاپا باہر نکلے تھے انکے ساتھ کوئی ڈاکٹر بھی تھا۔

میر ڈاکٹر کو دیکھ کہ پریشان ہوا تھا۔

مرتضی کمال نے سامنے کھڑے بیٹے کو دیکھ لیا تھا۔ اور اب وہ ڈاکٹر سے مصافحہ کر کہ اسی کی طرف آ رہے تھے جبکہ ڈاکٹر دور کھڑی اپنی گاڑی کی طرف جا رہا تھا۔

پاپا وہ ٹھیک تو ہے نہ۔۔؟؟ وہ فورا پاپا کی طرف لپکا۔

ہاں اب بہتر ہے۔ تم یہاں کب آئے۔۔؟؟ وہ گاڑی میں بیٹھ رہے تھے۔

پاپا وہ سچ میں ٹھیک ہے نہ۔ ؟؟؟

ہاں۔ ابھی تک مسجد میں اعلان نہیں ہوا تو مطلب وہ ٹھیک ہے۔ وہ دھیما سا مسکرائے تھے۔

پاپا آپ مجھے زہر لگ رہے ہیں۔ وہ سچ میں خوفزدہ تھا۔

میر۔ کم آن یار۔۔۔ ریلیکس کرو۔ میں کہہ رہا ہوں نہ وہ ٹھیک ہے۔ یار تم تو بہت چھوٹے دل کے نکلے۔ محبت تو بہت دل گردے کا کام ہے۔ تم سے نہ ہو پائے گی۔ وہ اب گاڑی اسٹارٹ کر چکے تھے۔

پاپا۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔

ہاں یار۔ ہو جائے گی ٹھیک۔ کچھ دن لگے گے۔ بس تم دل بڑا کرو۔ یہ لڑکیوں کی طرح بات بات پہ گھبرانا چھوڑ دو۔ تھوڑا حوصلہ کرو۔ وہ بلکل

ٹھیک ہو جائے پھر ہم اسکے گھر تمہارا رشتہ لیکے جائیں گے اور اس معاملے کو ختم کریں گے۔وہ اپنی سڑک پہ ٹرن لے چکے تھے۔

رشتہ۔۔۔۔؟؟؟میر حیران ہوا تھا۔اور یہ ایک خوشگوار حیرت تھی

ہاں۔کیوں۔شادی نہیں کرنی اس سے۔۔؟؟مرتضی کمال نے غور سے اسے دیکھا۔

شادی۔۔۔ہاں کرنی ہے۔۔ مگر ابھی وہ پڑھ رہی ہے اور میں بھی ابھی پریکٹیکل لائف میں نہیں۔۔۔۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے یہ بات پاپا نے بلکل ان ایکسپیکٹڈ کر دی تھی۔

تو یہ سب پہلے سوچنا تھا نہ۔کہیں ٹائم پاس۔۔۔۔۔۔

نہیں پاپا۔ایسا نہیں ہے۔اس نے جلدی سے بات کاٹی۔میں نے ہمیشہ اسے اپنی دوست سمجھا ہے۔کبھی اس طرح سے سوچا نہیں۔مگر آج آپ نے بات کی تو مجھے اچھا لگا۔اور مجھے لگ رہا ہے کہ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔وہ ہمیشہ کے لئے میری ہو جائے اس سے بڑھ کہ میرے لئے کچھ نہیں۔

ہاں۔ایسا ہی ہے۔

تو پھر تیاری پکڑو ہم بہت جلد تمہارا رشتہ لیکے جائیں گے اور پھر وہ ہمیشہ کے لئے تمہاری۔گاڑی پورچ میں رکی۔

وہ مسکرایا۔دل ہلکا ہو گیا تھا۔پاپا نے کہا تھا وہ سنبھال لیں گے سچ میں وہ سب سنبھال لیں گے۔اس نے مسکراتے ہوئے سیٹ بیلٹ نکالی اور گاڑی سے اترنے لگا۔مرتضی کمال نے کن اکھیوں سے بیٹے کے مسکراتے چہرے کو دیکھا۔دل میں درد سا ہوا تھا۔وہ سمجھ سکتے تھے وہ لڑکی انکے بیٹے کے لئے

کتنی ضروری ہوگئی تھی۔ مگر پھر بھی وہ انہیں الگ کر رہے رکھے تھے۔ انکی بھی۔ مجبوری تھی۔ اپنے بیٹے کی خاطر اب معیار سے تو نہیں گر سکتے تھے۔ انہیں اپنی بہو ہم پلہ چاہیئے تھی۔

ساتھ چلتا ہوا میر پر سکون بھی تھا اور مطمئن بھی۔ لب آپ ہی آپ مسکراتے جا رہے تھے

انکے دل میں محبت ہمارے لئے

معجزہ ہو گیا

دیکھتے دیکھتے

عشق کرنے کا سوچا نہ تھا کبھی

باخدا ہو گیا

دیکھتے دیکھتے

جب وہ اپنے کمرے میں داخل ہوا تو وہ بہت تھک چکا تھا۔ اس کا جسم جس تناؤ کا شکار رہا تھا۔ اب پر سکون ہوا تو اعصاب گویا چٹخنے لگے تھے۔ اسے آرام کی ضرورت تھی۔ بستر پہ پڑتے ہی وہ سو چکا تھا۔

دوسری طرف عفرا کے گھر پہ ایک بڑا سا تالا لگ چکا تھا۔ وہ گھر اب ایک مکان تھا جو خاموش پڑا تھا۔ مگر سننے والے خاموشیاں بھی سن لیتے ہیں۔

اس گھر کی خاموشیوں کے بھی خوب قصے مشہور ہوئے تھے۔ مکین تو جا چکے تھے مگر مکان سب سہہ رہا تھا۔

میر کی ویران آنکھیں اپنے ٹیرس پہ کھڑے ہو کہ عفرا کے کمرے کی کھڑکی اور دروازے کو گھنٹوں دیکھا کرتیں۔(پاس جانے کی ہمت اس میں نہ رہی تھی۔ جیسے کسی اپنے پیارے کے مرنے کے بعد اسکی میت سے خوف آنے لگتا ہے وہ بھی اس گھر سے ایسا ہی خوف محسوس کرتا تھا (

کہتے ہیں

یہاں کچھ مکمل نہیں ہوتا

ملنا بھی نامکمل ہے

جدائی بھی ادھوری ہے

کہتے ہیں

یہاں اک موت پوری ہے

مگر اسے تو موت بھی پوری نہ مل رہی تھی۔ وہ سانس لے رہا تھا۔ بس جی نہیں رہا تھا

وہ خشک آنکھیں

وہ پتھر آنکھیں

کسی بھی دیکھنے والے کو دہلا دینے کا کمال رکھتیں تھیں۔

ایک نہیں دل دہلتا تھاتو وہ مرتضی کمال کا تھا۔ کیونکہ وہ پرامید تھے کہ میر سنبھل جائے گا۔

ایک دن سب بھول جائے گا۔

موو آن کر جائے گا۔

میر کی حالت دن بادن خراب ہوتی جارہی تھی۔ وہ برے برے خواب دیکھتا تھا۔ وہ ڈر جاتا تھا۔

وہ بیٹھے بیٹھے رونے لگتا تھا۔

اسکے دل میں وہم سا بیٹھ گیا تھا کہ شائد عفرا کو کچھ ہو گیا ہے۔ جب وہ کچھ ایسا سوچتا۔ اسکا دماغ پھٹنے لگتا۔

وہ چیخنے لگتا۔ کتنی بار اس نے خود کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ وہ ہر چیز کا ذمہ دار خود کو سمجھتا تھا۔

مرتضی کمال اسے استنبول لے گئے جہاں اسکی تھیراپی اسٹارٹ کی گئ۔

دوسری طرف عفرا کی زندگی اب ایک کمرے تک محدود ہو کہ رہ گئی تھی۔

وہ اپنی ماما کے ساتھ ہی سوتی تھی۔ انکے ساتھ کھانا کھاتی۔ اور جب وہ ڈیوٹی جاتیں تو باہر سے لاک کر کہ جاتیں۔

گھر میں نہ کوئی فون تھا اور نہ ٹی۔وی نہ ہی وہ چھت پہ جا سکتی تھی۔

وہ کسی لاش کی طرح کبھی کمرے میں پڑی رہتی کبھی لاونج میں رکھے صوفے پہ۔

اسکی پڑھائی رک گئی تھی۔

اسکی زندگی رک گئی تھی

بس ایک سانس تھی جو چل رہی تھی۔

وہ جو تم تھے مر گئے مجھ میں

یہ جو میں ہوں ذرا سا باقی ہوں

وقت کا کام ہے گزرنا اچھا ہو یا برا بہر حال گزر جاتا ہے۔ مگر جاتے جاتے بہت سی چیزوں کو بدل جاتا ہے۔

چہرے بدل جاتے ہیں (جھریاں پڑ جاتی ہیں (

صحت بگڑ جاتی ہے۔

اور کچھ لوگ بچھڑ جاتے ہیں۔

وقت ایسے ہی گزرتا رہتا ہے۔اسے نہ کسی کی جھریوں سے مطلب ہے۔

نہ کسی کی بیماری سے

نہ ہی کسی کی موت سے۔

عفرا کے گھر میں وقت نے بہت کچھ بدل دیا۔ عفرا کی منگنی ہو گئی۔اسکی ماما کی دوست نے اپنی بہن کے بیٹے سے اسکی منگنی کروادی۔

مہوش کے دل میں عفرا کے لئے غصہ کم ہو گیا۔ عفرا کو ایک بار پھر ماں اپنی ماں لگنے لگی۔

مگر اب وہ صحت مند نہ رہی تھیں۔بلکہ دل کی مریضہ ہو چکی تھیں۔اور رفعت بی کا بھی انتقال ہو گیا تھا۔ گزرے چار سال بہت کچھ بدل گئے تھے۔

اب مہوش مزید نوکری نہیں کرسکتی تھی۔اس لئے عفرا کو گھر سے نکلنا پڑا۔ مگرادھوری تعلیم سے یہ سب اتنا آسان نہیں تھا۔ مگر بھلا ہو ثمریز کا(ساتھ والے گھر میں عفرا کی واحد دوست انابیہ کا بھائی) جس نے اسے امید دلائی کی وہ اپنے آفس میں اسے بطور ہیلپر رکھ لے گا۔یہ اسکے لئے مشکل نہیں۔

وقت کا پہیہ دوسری طرف بھی چلتا رہا۔

جیسے جیسے وقت گزرتا رہا میر نے اپنے خوف پہ قابو پانا سیکھ لیا۔اسکی مینٹل ہیلتھ مکمل طور پہ نہ سہی مگر کافی حد تک سنبھل چکی تھی اور استنبول میں ہی وہ ایک بہت بڑا ہوٹل کھول چکا تھا۔وہ ایک کامیاب بزنس مین تھا۔جسکے نہ صرف پاکستان میں بلکہ استنبول اور دبئی میں بھی ہوٹل تھے۔وہ اپنی ساری

انرجی اپنے بزنس پہ خرچ کر رہا تھا۔ وہ ہر طرح کی سوچ سے اپنے دماغ کو آزاد رکھنا چاہتا تھا۔ پتہ نہیں اسمیں وہ کس حد تک کامیاب تھا۔ مگر وہ اپنی پروفیشنل لائف میں ایک سیکسیس فل انسان تھا

اور پھر وقت ایک بار پھر ان دونوں کو آمنے سامنے لے آیا۔ وہ اسی کے آفس میں جاب کرنے لگی۔ میر کے لئے یہ بلکل ایسا تھا جیسے مرنے والے کو دوبارہ زندگی کی نوید مل جائے۔

جیسے ڈوبتے ہوئے کو اچانک کنارہ مل جائے۔

جیسے کسی گرتے ہوئے شخص کو اچانک سے دیوار کا سہارا مل جائے۔

حال۔

عفراا اپنے کمرے میں موجود ہے۔ وہیں جہاں ہم اسے چھوڑ کہ اسکے ماضی میں جھانکنے گئے تھے۔ وہ پور پور میر کی محبت میں ڈوب چکی ہے۔ جب اسکے تصور میں میر ہوتا ہے تو پھر بس وہی ہوتا ہے۔ کسی دوسرے کی گنجائش نہیں ہوتی۔

ابھی بھی وہ ہے اور اسکے ساتھ خیالوں میں اسکا میر۔ وہ کل بھی نادان تھی۔ وہ آج بھی نادان ہے۔ نہیں جانتی کہ محض انگلی سے انگوٹھی نکال دینے سے منگنیاں نہیں ٹوٹا کرتیں۔ یہ ان دیکھی زنجیریں کبھی کبھی ایسا جکڑ لیتی ہیں کہ جتنے ہاتھ پاوں ماریں گے اتنا ہی پھنستے چلے جائیں گے۔

عفرا۔۔۔۔۔۔ مہوش کمرے میں داخل ہوئیں۔

جی ماما۔۔۔ عفرا ایکدم سیدھی ہو کہ بیٹھی۔ماما کی آمد سے گھبرا گئی تھی۔ڈر گئی تھی کہ ماما دل کا حال نہ جان لیں

تمہاری ساس اور نند آئی ہیں۔ جلدی سے ریڈی ہو کہ نیچے آجاو۔

وہ کہتی ہوئی جیسے تیزی سے آئی تھیں ویسے ہی تیزی سے چلی گئی تھیں۔ مگر جاتے جاتے عفرا کو عرش سے فرش پہ پٹخ گئی تھیں۔ عفرا نے بھاری دل کے ساتھ دراز کھولا تھا۔اور اس میں پڑی انگوٹھی خاموشی سے واپس پہن لی تھی۔ایک آنسو چپکے سے انگوٹھی پہ گرا تھا۔

وہ ثمریز کے کیبن میں بیٹھی لیپ ٹاپ پہ کچھ کام کر رہی تھی۔ ثمریز کسی آفیشل ورک سے بینک گیا تھا۔ ابھی کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ عفرا کو اپنے پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس نے سر اٹھایا تو سامنے میر مرتضی کھڑا تھا۔

سر۔۔۔آپ یہاں۔ وہ فوراً سیٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

بیٹھ کہ بات کرتے ہیں۔ وہ پاس پڑی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

عفرا نے گھبراتے ہوئے ایک نظر شیشے کے پار دیکھا۔ میر نے اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔ سارا اسٹاف اپنے اپنے کام میں بزی تھا۔

بیٹھ جاو عفرا۔ میر نے نرمی سے اسے کہا۔

تم یہاں کیوں آئے ہو میر۔۔ مت بھولو کہ تم یہاں باس ہو اور میں تمہاری معمولی سی امپلائی۔ اگر کچھ کام تھا تو تم مجھے اپنے آفس بلا سکتے تھے۔ وہ بیٹھی نہیں تھی۔

اگر میں تمہارا باس ہوں تو کیا باس سے ایسے بات کی جاتی ہے۔؟؟؟ وہی آبرو اچکا کہ سوال کرنے والا مخصوص انداز۔ کچھ پل کے لئے وہ لاجواب ہو گئی۔

آئم سوری سر۔ اب وہ بیٹھ گئی تھی اور لہجے میں بھی نرمی تھی۔

میں تم سے بات کرنے آیا تھا۔ اور۔۔۔۔

اب کوئی بات رہ نہیں گئی ہمارے بیچ۔ اس نے جلدی سے بات کاٹی

میر نے لمبی سانس کھینچی۔ شائد خود کو ریلیکس رکھنے کی یہ ایک کوشش تھی۔

میرے آفس میں آو کچھ امپورٹنٹ بات کرنی ہے۔ وہ اٹھ کہ دروازے کی طرف بڑھا۔

مجھے کوئی بات نہیں کرنی۔ وہ پیچھے سے بولی

وہ رکا اور پلٹا

یہاں نوکری تو کرنی ہے یا وہ بھی نہیں کرنی۔۔؟؟؟ وہ بہت سادگی سے اسے کچھ جتا گیا تھا۔ وہ دانت پیستی ہوئی اسکے پیچھے گئی تھی۔

کیاضروری بات ہے۔ جلدی بولو میں اپنا کام چھوڑ کہ آئی ہوں۔ وہ اسکے سامنے کھڑی اس سے کہہ رہی تھی۔

انٹرسٹنگ ہے۔ وہ مسکرایا

کیا۔۔؟ وہ حیران ہوئی

یہی کہ کہنے کو تم میری معمولی امپلائی ہو۔ مگرانداز تمہارا بلکل بیویوں والا ہے۔ حق جتاتاہواتمہارایہ انداز دلچسپ ہے۔ وہ اسکے رنگ بدلتے چہرے کو فوکس کئے ہوئے تھا۔

پلیز میر۔۔۔ مت کرو۔اب کچھ بھی پہلے جیسا نہیں ہے۔ وہ جیسے تھک گئی تھی۔

سب پہلے جیسا ہے عفرا۔ میں پہلے جیسا ہوں۔ تم پہلے جیسی ہو۔ میں نہیں بدلا۔ تم نہیں بدلی۔ تو پھر کچھ نہیں بدلا۔ وہ اٹھ کہ اسکے پاس آیا تھا۔ انداز میں بیقراری تھی۔

کیوں دھوکہ دے رہے ہو خود کو۔؟ حقیقت سے بھاگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس سے بھاگو مت۔ اسے فیس کرو۔ میں وہ عفرا نہیں ہوں جو کبھی تمہاری دوست ہوا کرتی تھی۔ ہمارا ایک ماضی تو ہے مگر ہمارا کوئی فیوچر نہیں ہے۔ میں اب کسی کی امانت ہوں۔ دیکھو۔۔۔ غور سے دیکھو میرے ہاتھ میں اس انگوٹھی کو۔ یہ محض ایک انگوٹھی نہیں ہے۔ یہ ایک رشتہ ہے۔ ایک عہد ہے۔ اور مجھے اس رشتے کا اس عہد کا پاس رکھنا ہے۔ میرے پاس دوسرا کوئی آپشن ہی نہیں ہے۔

میں نہیں مانتا اس رشتے کو اس عہد کو۔اصل رشتے تو دل کے رشتے ہوتے ہیں۔اصل رشتے تو خلوص کے چاہت کے رشتے ہوتے ہیں۔جو سزا کے طور پہ سر پہ تھوپے جائیں وہ عذاب ہوتے ہیں ۔

اور عذاب سے پناہ مانگی جاتی ہے۔عذاب کے ساتھ کمپرومائز نہیں کیا جاتا۔ تھوڑی سی ہمت کرو۔ تھوڑا سا ساتھ دو۔میں رہائی دلوا دونگا تمہیں اس مصیبت سے۔میرا یقین کرو۔وہ اس سے گویا التجا کر رہا تھا

کیا چاہتے ہو تم۔ایک بار پھر ماما کی نظروں سے گر جاوں۔ منگنی ٹوٹ جانے کا داغ لگوالوں خود پہ۔ جس محلے میں اب رہ رہی ہوں وہاں بھی بدنام ہو جاوں۔اور آفس میں بھی لوگ باتیں کرنے لگیں ہمارے بارے میں۔

میر میں نے بہت سزا پالی اپنی غلطیوں کی۔ خدارا اب مجھے جانے دو۔ مجھے معاف کر دو اور اپنا رستہ ناپو۔ وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کہ کھڑی تھی۔

میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا عفرا۔ تم سمجھتی کیوں نہیں ہو۔ میں مر جاونگا۔ وہ اسکے جڑے ہوئے ہاتھ تھام گیا۔

مجنوں مت بنو۔ اس نے اپنے ہاتھ کھینچے

نہیں بن رہا مجنوں۔ ہو گا مجنوں کوئی مجنوں۔ ہو گا رانجھا بھی کوئی رانجھا۔ مگر مجھ سا سر پھرا کوئی نہ ہو گا۔ ہر انسان میں ایک غیرت ہوتی ہے۔ اور میری غیرت تم ہو۔ اور کوئی بھی سستی یا مہنگی سے مہنگی انگوٹھی بھی مجھ سے میری غیرت نہیں چھین سکتی۔ تم ساتھ دو یا نہ دو لیکن یہ تو طے ہے کہ میر

مرتضی مر جائے گا مگر تم پہ Give up نہیں کرے گا۔ میں کر ہی نہیں سکتا۔ میرے بس میں ہی نہیں ہے۔

تو تم چاہتے ہو میں یہاں جاب نہ کروں۔ سیدھا سیدھا نکال کیوں نہیں دیتے۔؟ گلے میں گولا سا اٹکا تھا۔ دیکھو ادھوری تعلیم کے ساتھ مجھے کہیں جاب نہیں ملے گی۔ یہ جاب میری ضرورت ہے۔ مت تنگ کرو۔ مجھے سکون سے یہاں کام کرنے دو۔ وہ اب رو رہی تھی۔

تم یہاں سکون سے کام کرو۔ انفیکٹ تم کام نہ بھی کرو تو چلے گا۔ بس چھٹی نہ کرنا۔ روز آتی جاتی رہنا۔ وہ کیا ہے کہ تمہیں نہ دیکھو تو کسی کام میں دل

نہیں لگتا۔ بس تم اپنا دیدار کروادینا۔ کام میں خود کرلونگا۔ آخر میں وہ شوخ

ہوا تھا۔

میں تمہارا سر پھوڑ دونگی آئندہ مجھ سے کوئی فضول بات کی تو۔ وہ آنسو

پونچھتی دانت کچکچاتے ہوئے آفس سے باہر نکلنے لگی کہ وہ سامنے آگیا۔

ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔

کچھ باقی بچا ہے کیا۔؟ لہجے میں تلخی تھی

ہاں۔

جلدی بولو۔ لہجے میں بیزاری

عفرا! تم سا یہاں دوسرا کوئی نہیں ہے۔ گھمبیر آواز

اور کچھ۔۔۔۔؟؟ عفرا کا لہجہ آپ ہی آپ نرم ہوا

ایسا نہیں ہے کہ تم دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی ہو۔ مگر ہاں میر مرتضی کے لئے تم ہو۔ اسکے لب اسکے کان کی لو سے ٹچ ہوئے

اور کچھ۔۔۔؟ اب انتہائی مدھم تھی آواز

میری دعا ہے تمہارے دل میں میری محبت ہمیشہ زندہ رہے۔

ہمیشہ رہے گی۔ بے اختیار منہ سے نکلا تھا۔

میرا مطلب تمہیں یہ غلط فہمی ہمیشہ رہے گی کہ میں تم سے پیار کرتی ہوں۔ اگلے ہی پل وہ ہوش میں آچکی تھی۔

وہ بولا کچھ نہیں بس مسکراتا ہوا واپس اپنی سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

میرا یہی مطلب تھا بس۔ سمجھے تم۔ وہ اسکی مسکراہٹ سے چڑ گئی تھی۔

وہ ابھی بھی مسکرا رہا تھا

میں روز روز چھٹی کرونگی۔ تم دیکھ لینا۔

اب کی بار اس نے چھت پھاڑ قہقہ لگایا تھا۔ اور وہ بس غصے سے بل کھا کہ رہ گئی تھی۔

مرو تم۔ بڑ بڑاتی ہوئی باہر نکل گئی۔

کتنے ہی دن ایسے ہی گزر گئے تھے۔ میر سے اسکا آمنا سامنا ہوتا تو وہ کترا کہ گزر جاتا۔ وہ نو لفٹ کا سائن بنا پھر رہا تھا۔ اور یہ بھی کافی تکلیف دہ تھا۔ عفرا

عجیب صورتحال کا شکار تھی۔ اسکی توجہ دل کو بھلی تو لگتی تھی مگر زبان سے وہ انگارے برساتی تھی۔ اس سے برہم ہوتی تھی۔ اور اب جب وہ مکمل اگنور کر رہا تھا تو زبان تو خاموش تھی۔ دل انگاروں پہ تھا۔ سچ ہے کہ محبت اور سکون دن اور رات کے جیسے ہیں ایک وقت میں دونوں میسر ہوں یہ ممکن ہی نہیں۔

وہ بیزار بیزار سی تھی۔ جبھی ثمریز نے اسے ٹاپ فلور پہ کسی فائل کے لئے بھیجا۔ وہ بے دل سی ایلیویٹر میں داخل ہوئی اور اسی لمحے میر مرتضی کی بھی اینٹری ہوئی۔ اس نے بغیر عفرا کو دیکھے "6" پریس کیا۔

جیسے ہی لفٹ 6 فلور پہ پہنچی ڈور اوپن ہوا عفرا نے جلدی سے گراونڈ فلور کا بٹن پریس کر دیا۔

میر نے گھوم کے عفرا کی طرف دیکھا۔ وہ منہ پھیر گئی۔

جیسے ہی لفٹ گراونڈ فلور پہ پہنچی عفرا نے دوبارہ "6" پہ فنگر رکھی۔

میر نے لمبی سانس کھینچی۔

عفرا نے دوبارہ "G" کو پریس کر دیا۔

میر نے اب کی بار اسے گھورتے ہوئے اپنا مطلوبہ بٹن پریس کیا۔

اور وہ دوبارہ G پہ فنگر رکھنے لگی کہ اس نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔

یہ کیا بد تمیزی ہے۔ چھوڑو مجھے۔

کیا بات ہے۔ کس بات کا غصہ نکال رہی ہو۔ وہ اسکو اپنے قریب کھینچ گیا۔

پاگل ہو گئے ہو۔ دور رہ کہ بات کرو۔

نہیں کر سکتا دور رہ کہ بات۔ آگے بولو۔

یہ بد تمیزی ہے۔۔ وہ مسلسل اسے دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

توٹھیک ہے پھر۔میں بد تمیز ہی اچھا۔ویسے تم جو کر رہی تھی وہ کیا تھا۔۔؟

دور ہو کہ بات کرو ڈور اوپن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی۔ chill کرو تم۔اس نے جیسے کھینچ کے پاس کیا تھا ویسے ہی دور کر دیا تھا۔

عفرا حیران نظروں سے اسے دیکھ کہ رہ گئی۔میر اتنا بد تمیز اور روڈ تو کبھی بھی نہیں تھا۔دروازہ کھلا اور وہ بغیر پیچھے مڑ کہ دیکھے باہر نکل گیا۔

عفرا کی آنکھوں میں مرچیاں سی لگنے لگی۔

اونہہ۔ میں کونسا مری جارہی ہوں۔ ویسے بھی مجھے تم نے نہیں میں نے تمہیں چھوڑا ہے۔ پلکوں کو تیزی سے جھپکتی اپنے آنسوؤں کو پی گئی وہ۔

آج آفس میں خاص دن تھا۔ میر گروپ کے تمام ہوٹلز کی مینجمنٹ یہاں موجود تھی۔ ابھی کچھ دیر میں جنرل میٹنگ ہونے والی تھی۔

مینجمنٹ سے کچھ نیو کمرز کے نام نکالے گئے تھے جنہیں کچھ دنوں کی ٹریننگ کلاسز کے لئے ملک سے باہر بھیجا جانا تھا۔ اس کے لئے اپلائی تو بہت سے لڑکوں اور لڑکیوں نے کیا تھا۔ اب سلیکٹڈ لوگوں کی لسٹ جاری کر دی گئی تھی۔ جو منصور صاحب کے پاس تھی اور اسے مرتضیٰ کمال اور میر مرتضیٰ اناؤنس کرنے والے تھے۔

کانفرنس ہال کی تمام کرسیوں پہ سینئر مینجمنٹ کے لوگ پوزیشن سنبھالے ہوئے تھے جبکہ باقی تمام لوگ انکی کرسیوں کے پیچھے کھڑے تھے۔ جبکہ سربراہی کرسیاں ابھی تک خالی تھیں۔

میں کھڑے کھڑے تھک گئی ہوں۔ کب آئیں گے تمہارے باس۔؟ عفرا ثمریز کے کان میں منمنائی۔

تمہارے نہیں ہمارے۔ خیر سے تمہارے بھی وہی باس ہیں۔ ثمریز مسکرایا۔

ہاں نہ۔ مگر کب تک آئیں گے۔ اس نے منہ بنایا۔

تم میری سیٹ پہ بیٹھ جاو۔ ثمریز اٹھنے ہی والا تھا کہ کانفرنس ہال کا بڑا سا شیشے کا دروازہ کھلا اور آگے پیچھے بلیک پینٹ کوٹ والے بہت سے لوگ

اندر آئے۔ کچھ سکیورٹی کے لوگ تھے اور پھر منصور صاحب اور مرتضی کمال اور آخر میں بلیک ٹو پیس میں ایک خوبصورت سی لڑکی کے ساتھ میر مرتضی۔

وہ اپنی چال اور اپنے اسٹائل سے ہی بہت روڈ دکھتا تھا۔ اسکے ساتھ قدم سے قدم ملا کہ چلتی بلیک ٹاپ اور بلیک جینز میں وہ لڑکی اسکے ساتھ بہت جچ رہی تھی۔ سب لوگ دلچسپی سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ عفرا کا نا جانے کیوں حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔

مرتضی کمال اور منصور صاحب اپنی سیٹ سنبھال چکے تھے۔ اسٹاف سارا جو ابھی تک اپنے مالکان کی رسپیکٹ میں کھڑا تھا وہ میر مرتضی کے بیٹھنے کا ویٹ کر رہے تھے۔

بیٹھ جائیں پلیز۔اس نے ہاتھ سے بیٹھنے کااشارہ دیا۔

ہمارا آدھے سے زیادہ اسٹاف کھڑا ہے تو میں انکے آنز میں کھڑارہ کہ بات کرونگا۔پورے کانفرنس ہال میں تالیوں کاشور گونج اٹھا۔

پھراس نے کھڑے کھڑے تیس سے پینتیس لفظوں پہ مشتمل موٹیویشنل سپیچ دی۔ جسکو تمام اسٹاف نے بہت سراہا۔وقفے وقفے سے ہال تالیوں سے گونجا تھا۔

پھر مرتضی کمال کے کہنے پہ اس نے نام اناوس کیئے کہ جن میں عفرا عمر کا نام بھی شامل تھا۔جہاں سب لوگ جن جن کانام لیا گیا تھاخوش تھے وہیں عفراحیران اورپریشان سی تھی۔ حیران تو ثمریز بھی ہوا تھامگر وہ خوش تھا عفراکے لئے۔

میر نے عفرا کا نام لیتے ہوئے بس ایک سرسری نظر اس پہ ڈالی تھی۔اور پھر سے وہ اس سے لاتعلق ہو گیا تھا۔

اب وہ میٹنگ چھوڑ کہ جا رہا تھا۔اسکے ساتھ اس لڑکی کے علاوہ دو سے تین لوگ اور بھی تھے۔

عفرا بھی اسکے پیچھے کانفرنس ہال سے نکل گئی۔

ایکسکیوز می سر۔عفرا نے میر کو پیچھے سے پکارا۔

وہ رکا۔اور پلٹا۔

یس۔۔۔۔

سر مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔وہ کہنا چاہتی تھی اکیلے میں مگر نہیں کہہ سکی۔

کچھ ارجنٹ نہیں تو پلیز بعد میں بات کریں۔وہ انتہا کی حد تک روڈ ہو رہا تھا۔

عفرا بے یقینی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

وہ۔۔۔۔۔ منصور صاحب آ گئے۔عفرا کے پیچھے سے منصور صاحب کو آتا دیکھا اس نے

سر انکی بات سن لیں۔یہ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔مجھے ذرا ارجنٹ نکلنا ہے۔وہ منصور صاحب کے پاس آتے ہی فورا بولا اور بغیر عفرا سے اخلاقا معذرت کئے وہ وہاں سے چلا گیا۔

وہ بہت دن سے ایسے ہی بی ہیو کر رہا تھا جیسے وہ عفرا کو جانتا تک نہ ہو۔

وہ جا چکا تھا۔اور منصور صاحب اس سے پوچھ رہے تھے کہ اسے کیا کہنا ہے۔کچھ پل کہ لئے تو وہ بھول گئی تھی کہ اسے کیا کہنا ہے۔

سر میں نے build knowledge and refine approach کے نام سے جو پروگرام ترتیب دیا گیا ہے اسکے لئے اپلائی ہی نہیں کیا تھا۔گلے میں کوئی گولہ سا اٹکا تھا بمشکل بول پائی۔

نو پرابلم۔آپ اسکے پراسیس کو فالو مت کریں۔بے فکر رہیں۔ریجیکشن کا آپشن آپکے پاس موجود ہے۔اور کچھ۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟

نہیں۔اس نے سر ہلایا

گڈ۔ وہ کہتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

وہ بھاری دل کے ساتھ مرے مرے قدم اٹھاتے ہوئے ثمریز کے کیبن میں چلی گئی۔ کافی دیر کے بعد ثمریز کیبن میں آیا۔

مبارک ہو عفرا۔ تم اب استنبول جاو گی۔ ونڈر فل۔ وہ کیبن میں داخل ہوتے بولا

مجھے لگا تم کہو گے۔ ان ایکسپیکٹڈ۔

میں اسے سرپرائزنگ کہونگا۔اسے ہی قسمت کہتے ہیں۔ تم لکی نکلی۔ ورنہ تو کچھ لوگ اپلائی کرکہ بھی مایوس ٹھہرے۔ وہ بات کرتے کرتے ساتھ میں ایک فائل کی کچھ فوٹو نکال رہا تھا۔

تمھیں نہیں لگتا بغیر اپلائی کئے اوکے ہو جانا۔ مطلب بنا پیپر دئے پاس ہو جانا۔ یہ عجیب بات نہیں۔؟؟ وہ اسے ٹٹول رہی تھی۔ دل میں بیٹھا چور سکون لینے نہ دے رہا تھا

میں کیا کہہ سکتا ہوں اس بارے میں۔ بس حیران ہی ہو سکتا ہوں۔ خیر جو بھی ہے تمہارے لئے اچھا ہے۔ گڈ لک۔

ہمممم۔یہ کیا کر رہے ہو۔؟

تم جانتی ہو یہ جو build knowledge Programe ہے

۔اسکی بجٹ شیٹ میں نے ریڈی کی ہے۔آج میر صاحب سے میٹنگ تھی

میری۔بجٹ پاس کروانا تھا۔مگر وہ میرے لئے رکے نہیں۔اب یہ پکس

میل کر دونگا۔وقت ملا تو دیکھ لیں گے۔میٹنگ تو اب شائد کل ہی ہو۔

وہ اتنی جلدی کیوں چلے گئے۔ ؟؟

بڑے لوگ ہیں جناب۔ہمیں بتا کہ تھوڑی جائیں گے کہ کیوں جا رہے

ہیں۔وہ ساتھ ساتھ کام کر رہا تھا

ان کے ساتھ وہ لڑکی کون تھی۔ پہلے تو نہیں دیکھی۔ عفرا نے ڈرتے ڈرتے پوچھ ہی لیا۔

وہ انکی دوست ہے اور اسلام آباد والے ہوٹل کو لک آفٹر کرتی ہے۔ یہاں کچھ دن کے لئے کسی کام سے آئی ہے۔ ماہ بینہ کا ہی پوچھ رہی ہو نہ۔ جسکے شولڈر کٹ بال تھے۔۔۔؟؟

اسکے علاوہ بھی کوئی تھی کیا۔۔۔؟؟؟ عفرا نے منہ بسورا۔

ثمریزاسکے انداز پہ مسکرایا۔

کتنی پیاری ہے نہ۔ اور میر صاحب کے ساتھ کتنا جچتی ہے۔ ایک دم پرفیکٹ کپل۔ خوبصورتی میں ایک سیر ہے تو دوسرا سوا سیر۔

چاند سورج کی جوڑی تو سنی تھی۔ یہ سیر سوا سیر والی جوڑی تو پہلی بار سن رہی ہوں۔ حلق تو کڑوا تھا ہی۔ انداز بھی بے حد روکھا ہو گیا تھا۔

تمہیں کیا مسلہ ہے۔۔ تم کیوں سڑ رہی ہو۔ ثمریز نے تو مذاق سے کہا تھا مگر اسے کیا پتہ کہ وہ تو سچ میں سڑ رہی تھی۔

سڑتی ہے میری جوتی۔وہ بڑبڑائی تھی۔ مگر آنکھ کا گوشہ نم ہوا تھا۔اور آنکھ کہ نم حصے کو اس نے انگلی کی پور سے بے دردی سے مسل دیا تھا۔

مہوش بہت خوش تھیں کہ عفرا ملک سے باہر لرننگ کیلیئے جائے گی۔ کلاسز اٹینڈ کرے گی۔جو اسے اسکے کام میں پروفیشنل ہونے میں مدد دیں گی۔ اس طرح سے اسکے اچھی جاب اور اچھی سیلری کے چانسز بڑھ جائیں گے۔ انہوں نے ساری عمر جاب کی تھی۔اور اس طرح کی اپرچونیٹیز کا مطلب وہ جانتی تھیں۔وہ پہلے ہی کبھی کبھی گلٹ کا شکار ہوتی تھیں عفرا کی اسٹڈی کو

لے کہ۔اب وہ اسکے رستے میں کوئی رکاوٹ نہیں بننا چاہتی تھیں۔بلکہ وہ ایکسائیٹڈ تھیں۔

انہوں نے اسکی ساس سے بھی بات کرلی تھی۔وہ بھی چاہتی تھیں کہ عفرا یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دے۔انکا بیٹا ابھی پاکستان نہیں آسکتا اسکے پیپر مکمل نہیں سو جب تک وہ نہیں آتا تب تک وہ عفرا پہ کوئی پابندی نہیں چاہتیں۔بعد میں انکا بیٹا جانے یا انکی بہو۔وہ ایک پڑھی لکھی اور روشن خیال خاتون ہیں۔

مگر عفرا کو ایکسائیٹمنٹ نام کی کسی چیز سے کوئی مطلب ہی نہیں۔وہ تو بس میر کے روئے کو لیکے پریشان ہے۔

کیسے دیکھ کہ ان دیکھا کر گیا تھا وہ۔

وہ تو کہتا تھا مر جائے گا عفرا کے بغیر۔

اس نے کہا تھا عفرا اسکی غیرت ہے۔

اور کسی کی غیرت اتنی جلدی کیسے مر سکتی ہے۔۔؟

میر تم نے تو کہا تھا کہ تم کسی مجنوں یا کسی رانجھا سے زیادہ سر پھرے ہو۔ تم مجھے پانے کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہو۔

وہ بیڈ پہ اوندھی پڑھی سوچ رہی تھی اور رو رہی تھی۔

مجھے تو تمہارا یقین ہو گیا تھا کہ کچھ بھی کر کہ تم مجھے پا لو گے۔ میرے دل میں آس جگا دی تھی تم نے۔ اور پھر یہ کیا۔۔۔۔۔۔۔ کتنی بے دردی سے اگنور کر دیا۔

اور پھر اس حسینہ کو بغل میں لے کہ پتہ نہیں کہاں کہاں گھومتے رہے۔

لوگ تم دونوں کو "پرفیکٹ کپل" کہتے رہے۔ مگر میرا کیا۔۔۔؟

مجھ سے بات تک نہ کی۔ جو میں نے پکارا تو کیا ملا مجھے۔؟ جواب۔۔۔۔۔۔۔

ہاں جواب ہی تو دے دیا تم نے مجھے۔ کیونکہ تمہارے پاس وقت نہیں

تھا۔

میرے لئے۔

وہ اب بے آواز مگر زور زور سے رو رہی تھی۔

میر میری منگنی ہو چکی ہے۔ مگر دیکھو میں تمہارے لئے رو رہی ہوں۔

تمہیں یاد کر رہی ہوں۔ میں کسی اور کی ہو کہ بھی صرف تمہاری ہوں۔ اور

تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم تو کہتے تھے مر جاوگے مجھ پہ Give up نہیں کروگے۔اتنے بڑے بڑے دعوے کر کہ کیسے نظریں پھیر سکتے ہو تم۔

جب آپ پیار میں دکھی ہوتے ہیں تو دل ایسے ہی سینسٹیو ہو جاتے ہیں کہ محبوب کی چھوٹی سی بے رخی کو لیکے انتہا تک سوچ آتے ہیں۔

پیار میں دکھی لوگوں کا دل دل نہیں رہتا تکلیف دہ پھوڑا سا بن جاتا ہے جو ذرا ذرا سی بات پہ دکھ جاتا ہے۔اور کبھی کبھی تو اس پھوڑے سے خون رسنے لگتا ہے۔درد نا قابل برداشت ہو جاتا ہے۔

عفرا کا درد بھی نا قابل برداشت ہے۔وہ بظاہر میر کو جتلاتی ہے کہ وہ اب اسکی نہیں ہے۔مگر حقیقت تو یہ ہے کہ وہ بس اسکی ہے۔

وہ میر کو کہتی ہے کہ وہ اسے بھول جائے۔ مگر دل کسی سہمی ہوئی چڑیا کی طرح پھڑ پھڑاتا ہے کہ کہیں وہ اسے بھول نہ جائے

وہ کہتی ہے کہ وہ اسے اگنور کر دے۔۔ مگر اب جو وہ اگنور کر رہا ہے تو جان لبوں پہ آئی ہے۔۔

اس میں عفرا کا بھی کوئی قصور نہیں۔اسے محبت ہو گئی ہے میر سے۔اور محبت تو کسی کو بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن جو پیچھے اس پہ گزر چکی ہے وہ اس تکلیف سے ڈرتی ہے۔

وہ لوگوں کی اپنی طرف اٹھنے والی انگلیوں سے ڈرتی ہے۔

وہ اپنی ماں سے ڈرتی ہے۔

وہ میرسے دور نہیں رہنا چاہتی۔

مگر وہ ڈرتی ہے۔

وہ محبت میں ملی بدنامی سے ڈرتی ہے۔

یہ ڈر نہ ہوتا تو زندگی آسان ہوتی۔

اگر جو زندگی آسان ہوتی

مگر سوچو کتنی عجیب بات ہوتی۔

ساری رات رونے دھونے کے بعد وہ سنبھل چکی تھی اور سمجھ بھی چکی تھی کہ وہ اوقات سے باہر ہو رہی ہے۔اسے صرف اپنے منگیتر کے بارے میں سوچنا ہے۔اور پورے فوکس کے ساتھ جاب کرنی ہے کیونکہ یہ جاب اسکے لئے بہت ضروری ہے۔

اس نے خود سے عہد کیا تھا کہ اب وہ پروفیشنل رہے گی۔اور لوگوں کو اور انکے رویوں کو خود پہ سوار نہیں کرئے گی۔

وہ نئے عزم کے ساتھ آج آفس آئی تھی۔اور منصور صاحب سے بھی بات کر چکی تھی کہ اس نے گھر جا کہ بہت سوچا اور اسے لگا کہ اسے یہ اپرچونیٹی مس نہیں کرنی چاہیئے لہذا وہ اس پروگرام کے پراسیس کو فالواپ کرئے گی۔

انہوں نے اسے گڈ لک وش کیا اور پھر اپنے کام میں بزی ہو گئے۔ اور وہ بھی اپنی سیٹ پہ جانے کے لئے اٹھی اور جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا وہ جیسے کسی چٹان سے ٹکرا گئی تھی۔ عین ممکن تھا کہ وہ پیچھے کو گر پڑتی اگر آنے والا اسے اپنے دونوں بازوں میں تھام نہ چکا ہوتا۔

اور وہ جیسے کسی سکتے میں تھی۔ وہ کیسے نہ اس پرفیوم کو پہچان سکتی تھی۔

ہاں ایک سانس کے بعد اس نے اپنی سانس روک لی تھی مگر وہ ایک سانس کافی تھی۔

پلکیں بھاری سی ہو گئی تھیں اتنی بھاری کہ اٹھائے نہ اٹھیں۔

میر اسے دونوں بازوں میں تھام کہ بے اختیار سینے میں دبوچ گیا تھا۔ جتنی تیزی سے یہ سب ہوا تھا وہ خود پہ حیران تھا کہ وہ اسے بنا دیکھے پہچان چکا تھا۔ اور اب دل ایک سو نوے کی اسپیڈ سے دوڑ رہا تھا۔ دماغ کہہ رہا تھا کہ

چھوڑ دے اب اسے۔دل کہہ رہا تھا نہیں ابھی تھوڑی دیر

اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں مس عفرا۔۔۔؟منصور صاحب پوچھ رہے تھے۔اور اب نا چاہتے ہوئے بھی میر کو اسے چھوڑنا پڑا تھا۔اور نہ صرف چھوڑا تھا بلکہ بنا اسکی طرف دیکھے آگے بڑھ گیا تھا۔

عفرا پل میں پانی پانی ہوئی تھی۔اپنے دل کی بے باک گستاخی اسے شرمندہ کر گئی تھی۔اس سے پہلے کہ میر اسے چھوڑتا اسے خود میر سے الگ ہونا چاہئے تھا۔مگر نہیں۔اس نے تو جیسے قسم کھا رکھی تھی کہ محبت میں خود کو ذلیل ہی کروانا ہے۔

خود سے کیا عہد کہ اب میر کو خود پہ سوار نہیں کرے گی پل میں ہوا ہو گیا تھا۔

وہ غصے سے بل کھاتی اپنے پیچھے زور سے دروازہ مارتی گئی تھی۔

اسکی ساری تیاری کمپلیٹ ہو چکی تھی کل اسکی استنبول کی فلائٹ تھی۔ وہ جانے کے لئے بلکل ریڈی تھی مگر دل بہت ہی اداس تھا۔ وہ جانے سے پہلے ایک بار میر سے ملنا چاہتی تھی۔ مگر وہ اس دن کے بعد آفس ہی نہیں آیا تھا۔ ثمریز سے پتہ چلا تھا کہ وہ کام کے سلسلے میں دبئی گیا ہوا ہے۔ وہ

دعائیں مانگ مانگ کہ تھک گئی تھی کہ جانے سے پہلے اسکی ملاقات ہو جائے میر سے مگر شائد ابھی دعا کی قبولیت کا وقت نہ تھا۔

وہ کوئی زیادہ دنوں کے لئے تو نہیں جا رہی تھی بس اکیس دن کا ٹور تھا۔ مگر پھر بھی وہ اسے ایک نظر دیکھنا چاہتی تھی۔ دل بہت اداس ہو رہا تھا۔

ایسے ہی بوجھل دل کہ ساتھ ایک دن گزر گیا تھا اور اسکے ائیر پورٹ جانے کا وقت ہو گیا تھا۔ ثمریز کی فیملی اور اسکی ساس اور ماما اسے ائیر پورٹ چھوڑنے آئے تھے۔ وہ سب سے ملتی ہوئی اپنے اس گروپ کے ساتھ ائیر پورٹ کے اندر چلی گئی تھی۔

سارے پراسیس سے گزرنے کے بعد وہ سب اپنے گیٹ پہ ویٹنگ میں تھے جب مس مرینہ (گروپ کو لیڈ کر رہی تھیں) آئیں اور انہوں نے اسے اپنے ساتھ آنے کو کہا۔ وہ اپنا ہینڈ کیری گھسیٹتے ہوئی اسکے پیچھے چل پڑی۔

اب وہ دوسرے لاونج میں آ چکے تھے۔ مس عفرا آپ یہاں بیٹھیں۔

یہاں کیوں۔۔؟ وہاں سب کے ساتھ بیٹھو نگی نہ۔ وہ حیران ہوئی۔ اسے سب لوگوں سے الگ کیوں کیا جا رہا تھا۔

آپ بیٹھیں۔ میں بس دس منٹ میں آئی آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ وہ کہہ کہ واپس جا رہی تھی۔

عفرا کا دل دھک دھک کرنے لگا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا اسے یہاں بیٹھنا چاہیئے۔ مس مرینہ کا انتظار کرنا چاہیئے یا وہیں سب کے پاس چلی جائے۔ وہ گھبراہٹ میں کوئی فیصلہ نہ کر پا رہی تھی۔ بہت سی خبریں دماغ میں کسی فلم کی طرح چلنے لگی تھیں۔ قریب ہی تھا کہ اسے ٹھنڈے پسینے آنے لگتے۔ تبھی کوئی اسکی برابر والی سیٹ پہ آ بیٹھا۔

یکدم خوشگوار احساس دل کو چھو گیا۔ اس نے چہرہ موڑ کہ دیکھا اور پھر خود کو سیٹ کی پشت پہ ڈھیلا چھوڑ دیا۔ سکون کا ایک لمبا سانس خارج ہوا۔ میر مرتضی دو پیپر کپ پکڑے مسکراتی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا۔۔؟ ڈر گئی تھی۔۔؟

بہت۔

میرے ہوتے تم ڈر جاو۔ یہ انسلٹ ہے میری۔

تم ہوتے ہی تو نہیں۔اس نے آنکھ کا گوشہ انگلی کی پور سے دبایا۔

ایسا نہیں کہ میں ہوتا نہیں۔ایسا ہے کہ تمہیں دکھتا نہیں۔اس نے ایک کپ اسکی طرف بڑھایا۔جسے اس نے تھام لیا۔

ابھی یہاں کیوں دکھ رہے ہو۔؟؟

تم میرے ساتھ چل رہی ہو۔ سکون سے بم پھوڑا

کیا مطلب۔۔۔۔؟ میں تو اپنے اس گروپ کی لڑکیوں کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں۔ تمہارا کیا جوڑ ان لڑکیوں کے ساتھ۔ انکو جانے دو انکے راستے۔ تم چلو میرے راستے۔ وہ اسکی حیران آنکھوں کو دیکھتا ہوا مسکرایا۔

میں سمجھی نہیں۔ اسکا دماغ ماوف ہو گیا تھا۔ وہ سخت حیران تھی۔

ہر بات سمجھنی ضروری ہے کیا۔۔؟؟ مجھ پہ بھروسہ نہیں۔؟؟ اگر تو نہیں تو کرو سوال۔ تمہارے ہر سوال کا جواب دونگا۔اور اگر بھروسہ ہے تو خاموش رہو۔اور چائے پیو ٹھنڈی ہو رہی ہے۔وہ برہمی سے بولا تھا اور عفرا کی بولتی بند ہو گئی تھی۔

بس ایک سوال۔۔۔ بھروسہ ہے تم پہ۔ مگر بس ایک سوال۔۔۔۔وہ ڈرتے ڈرتے کہہ رہی تھی۔میر کو اس کے ڈر پہ جی بھر کہ پیار آیا۔یعنی وہ اس بات سے ڈر رہی تھی کہ کہیں میر یہ نا سمجھ لے کہ عفرا کو اس پہ بھروسہ نہیں۔

پوچھو۔۔۔۔۔بظاہر لہجہ سخت ہی رکھا۔

ہم جا کہاں رہے ہیں۔۔؟؟

ہم استنبول ہی جارہے ہیں۔ وہاں تم اپنی کلاسز اٹینڈ کرو گی۔ بس چینج یہ ہوا ہے کہ تم ان گرلز کے ساتھ ہوٹل میں نہیں ٹھرو گی بلکہ میرے ساتھ رہو گی۔ وہ کیا ہے کہ میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔ تمہارے بارے میں کسی پہ بھروسہ نہیں کر سکتا۔ ویسے بھی تمہاری حفاظت کے بارے میں کسی اور پہ بھروسہ کیوں کروں۔ میں مر گیا ہوں کیا۔

جب تم میری ہو تو پھر ذمہ داری بھی میری ہو۔

اور میرا ایک ذمہ دار شخص کا نام ہے۔ نہیں۔۔ اگر میں غلط ہوں تو ثابت کرو۔۔ اب وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتا ہوا شوخ ہوا تھا

وہ کچھ کہہ نہ پائی تھی۔ خاموشی سے چائے پینے لگی۔ اسکے دل میں ہزار وہم تھے۔ یکدم وہ چونکی تھی۔

وہ لڑکیاں کیا سوچیں گی اس کے بارے میں کہ وہ کہاں گئی۔

اور جو انکو پتہ چل گیا کہ میں اپنے باس کے ساتھ رہ رہی ہوں۔۔۔۔وہ جتنا سوچ رہی تھی اسکی سانس بے ترتیب ہو رہی تھی۔

میر نے جلدی سے پیپر کپ سائیڈ میں رکھا اور اسکا ہاتھ تھاما۔

کم آن۔ عفرا۔ پینک مت کرو۔ایزی ہو جاو۔ کوئی کچھ نہیں سوچے گا۔سب کچھ اچھے سے پلان کیا ہے میں نے۔ان سب کو پتہ ہے تم انکے ساتھ نہیں رہنے والی۔ تم اپنے ریلٹیوز کے ہاں رکو گی۔ پلیز خود کو ریلیکس کرو۔ تم پہ آنچ بھی نہیں آنے دونگا۔ٹرسٹ می۔

لیکن اگر تم میرے ساتھ نہیں جانا چاہتی تو میں تمہیں مجبور نہیں کرونگا تم جا سکتی ہو۔ لیکن مجبوری یہ ہے تمہاری ٹکٹ اکانومی کلاس کی نہیں ہے۔

اس لئے فلائیٹ میں تمہیں میرے ساتھ ہی بیٹھنا ہو گا۔

میر اسے ریلیکس کر رہا تھا۔اور اب وہ آہستہ آہستہ ہو بھی رہی تھی۔

یہ چائے ٹھنڈی ہو گئی۔میں اور لا دوں۔۔؟؟

نہیں۔مجھے پانی پینا ہے۔

لو پی لو۔۔میر نے کین کا ڈھکن کھول کہ کین اسکی طرف بڑھائی۔وہ تقریبا آدھی کین خالی کر گئی۔

اب کیسا فیل کر رہی ہو۔

ٹھیک ہوں۔میں ڈر گئی تھی میر۔

میرے ہوتے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔مجھے تمہاری اور تمہاری عزت کی اپنی جان سے زیادہ پرواہ ہے۔میں ایسا کچھ نہیں کرونگا کہ تمہاری عزت پہ حرف آئے۔مگر میں مجبور ہوں عفرا۔میں تم سے دور بھی نہیں رہ سکتا۔

اور اگر میرا تم سے دور نہ رہنا ہی تمہاری عزت کو کم کرتا ہے تو پلیز عفرا آو ہم شادی کر لیں۔

کیا۔۔۔؟؟؟ وہ ارد گرد دیکھتی ہوئی آہستہ سے چلائی تھی۔

ہاں۔ صحیح کہہ رہا ہوں۔ شادی کر لینی چاہیئے ہمیں۔ اب نہیں کرینگے تو کب کرینگے۔ جب بوڑھے ہو جائیں گے تب ۔۔۔؟؟؟

میر تم پاگل ہو۔ یہ جگہ ہے اس قسم کی باتیں کرنے والی۔؟ عفرا نے غصے سے اسکی ہاتھ کی پشت پہ ذور سے چٹکی کاٹی تھی۔

وہ بلبلا کہ رہ گیا تھا۔

اچھااب ٹارچر تو نہ کرو۔ابھی شادی نہیں ہوئی تو یہ حال ہے جب شادی ہو گئی تو کیا کرو گی۔۔

فکر نہ کرو شادی ہو گی ہی نہیں۔ تم ہمیشہ بھول جاتے ہو کہ میں انگیجڈ ہوں اور آج سے نہیں پچھلے چار سال اور چار ماہ سے۔وہ کہہ تو رہی تھی۔ مگر دل میں کتنا درد تھا یہ وہ اور اسکا خدا جانتا تھا۔

عفرا چپ کر جاو۔اب سارا راستہ تم نہیں بولو گی۔ کیونکہ تمہارے منہ سے الفاظ نہیں تیر نکلتے ہیں جو دل کے آر پار ہوتے ہیں۔ وہ ناراض ہو کر اپنی سیٹ پہ سیدھا ہو کہ بیٹھ گیا تھا۔

وہ بھی خاموش ہو گئی تھی۔

عفرا نے ساتھ بیٹھے اس خوبرو نوجوان کو دیکھا۔ جو لائیٹ گرے سوٹ میں سید ھا دل میں اتر رہا تھا۔ اسکے گہرے سیاہ بال نفاست سے جیل کی مدد سے سیٹ کئے گئے تھے۔ اور اسکی تیکھی کھڑی ناک پہ غصہ رکھا تھا۔ سیاہ چمکدار آنکھوں نے اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر گھورا تھا۔ عفرا ہنسی دباتی ہوئی رخ موڑ گئی تھی۔

عفرا بلیک لانگ قمیض اور پلازو میں تھی۔ پنسل ہیل سینڈل میں اسکے پاوں بہت خوبصورت لگ رہے تھے۔ آج اس نے اپنے لمبے آدھے بال کیچر میں قید کر رکھے تھے اور باقی کے کمر پہ کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ جبکہ میک اپ کے نام پہ آنکھوں میں بھر بھر کہ کاجل اور لائٹ سی لپ اسٹک لگائی تھی۔

عفرا نے اپنی سیٹ پہ قدرے میر کے ساتھ ہوتے ہوئے بیٹھ کہ سیٹ کی بیک سے ٹیک لگائی۔ جیسے وہ ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔ عفرا اتنا کلوز ہوئی تھی کہ اب میر اور عفرا کے کندھے ٹچ کر رہے تھے۔ میر نے حیرت سے عفرا کو دیکھا۔ عفرا مسکرا دی۔

ہم ایک سیفی لیں ساتھ میں۔

کیوں نہیں جان۔۔۔ میر کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔

عفرا بلش کر گئ۔ کوئی فضول بات نہیں ہو گی ہمارے بیچ۔ ورنہ میں جہاز سے چھلانگ لگا دو نگی۔

اوکے۔آئم سوری۔ چلو جلدی سے سیفی بنا لیتے ہیں ہمارا گیٹ اوپن ہو گیا ہے ہمیں جانا ہے۔وہ ہنسی دباتا ہوا اسے اناؤسمنٹ کی طرف متوجہ کر گیا تھا۔

عفرا نے میر کے موبائل میں سلفی بنائی۔وہ دونوں ساتھ میں بہت اچھے لگ رہے تھے۔ عفرا نے چپکے سے ہمیشہ کا ساتھ مانگا تھا اپنے رب سے۔ شائذ میر نے بھی ---۔

وہ استنبول کے ائیرپورٹ سے باہر نکل آئے تھے۔یہاں کا موسم بہت پیارا تھا۔اور لوگ تو بہت ہی خوبصورت تھے۔

اتنی فضول ائیر لائن میں پہلی بار سفر کیا ہے۔ صرف تمہاری خاطر۔ لیکن وہ کہتے ہیں نہ "رل تہ گئے آپر چس بڑی آئی اے۔"

بس ایسا ہی کچھ ہوا ہے۔ وہ سامان گاڑی میں رکھ رہا تھا اور مسکرا رہا تھا۔

عفرا بھی مسکرا دی تھی۔

چس کس بات کی ۔؟

تمہارے ساتھ کی۔ اس نے ٹھک سے ڈکی بند کی۔

جب تم نے ڈر کہ میرا ہاتھ تھاما۔ اور ایسے ہی ہاتھ پکڑے پکڑے سارا رستہ گزر گیا۔ پتہ ہی نہیں چلا۔ آو بیٹھو۔۔ اسنے فرنٹ ڈور اوپن کیا۔

وہ بلش کرتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ اسے اپنی قسمت پہ رشک آ رہا تھا۔ میر ڈرائیور کو کیب سے چلے جانے کا کہہ چکا تھا۔ وہ خود ڈرائیو کرنے والا تھا۔

وہ اسکے برابر آ کہ بیٹھ چکا تھا۔ اور اب عفرا کی سیٹ بیلٹ لگا رہا تھا۔ وہ عفرا کے بے حد پاس تھا۔ وہ سانس تک روک چکی تھی۔ اس نے بیلٹ لگائی۔ اور مسکرا کہ ایک نظر عفرا کو دیکھا اور پیچھے ہٹ گیا۔ حالانکہ اسکی آنکھوں پہ بچھی پلکوں کی جالر اسے کوئی شرارت کرنے پہ مجبور کر رہی تھی۔ مگر وہ مر کے بھی عفرا کو اس طرح ٹچ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اتنی ارزاں تو نہیں تھی کہ اسے یونہی چھو لیا جائے۔

اس نے اپنی سیٹ بیلٹ لگائی اور گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ عفرا پہلی بار اپنے ملک سے باہر آئی تھی۔ اسکے لئے یہ سب بہت سرپرائزنگ تھا۔ وہ سارا رستہ باہر سڑکیں اور گاڑیاں بلڈنگز دیکھتی رہی۔ اور میر اسے خوش دیکھ دیکھ کہ خوش ہوتا رہا۔

یہ تمہاراا اپارٹمنٹ ہے۔؟ وہ ایک خوبصورت فرنشڈ اپارٹمنٹ میں موجود تھی۔

ہاں یہ میرا ہے۔ لیکن آج سے تمہارا ہے۔ کیونکہ تم یہاں رہنے والی ہو۔

اور تم۔؟ تم یہاں نہیں رہو گے۔؟

میں یہاں کیسے رہ سکتا ہوں۔ کیا مجھے یہاں رہنا چاہیئے۔؟ وہ اب اس سے پوچھ رہا تھا

میں اکیلی کیسے رہو نگی۔ انجان ملک۔ انجان لوگ۔ وہ پریشان ہوئی تھی۔

گھبراؤ مت۔ میں یہاں سامنے والے اپارٹمنٹ میں ہی رہو نگا۔

میر تم مجھے اپنے ہوٹل میں جہاں سب گروپ کے لوگ ٹھرے ہیں وہیں چھوڑ آو۔

میں تمہیں وہاں چھوڑ آؤنگا تو تم سے ملونگا کیسے۔ ہم بات کیسے کر سکیں گے۔ وہ اب تھکا سا لگ رہا تھا۔

اور یہ سب کرنے سے کیا ہو گا۔ ملنے سے۔ بات کرنے سے کیا ہو گا۔؟ چیزیں نہیں بدلیں گی۔ تم یہ سب کیوں کر رہے ہو۔ مجھے یہاں کلاسز کے بہانے بلانا۔ آخر کیا ہو گا اس سے۔۔؟

میں نہیں جانتا کیا ہو گا اس سے۔ مجھے بس اتنا پتہ ہے کہ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہاں لوگوں کے ڈر سے۔ بدنامی کے خوف سے تم مجھ سے دور ہوتی جا رہی تھی اور یہ میں نہیں ہونے دے سکتا۔ اسی لئے یہ سب کیا میں نے۔ تمہارا خیال کرتے ہوئے جو خود کو کچھ دن دور رکھا تم سے۔ میں چاہ کہ بھی بیان نہیں کر سکتا کہ وہ دن کتنے تکلیف دہ تھے۔

میں تمہارے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتا ہوں۔ میں تمہاری سنگت میں خوش رہنا چاہتا ہوں۔ میں جو ہنسنا بھول گیا تھا اب ہنسنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ چار سال بھول جانا چاہتا ہوں۔ان چار سالوں میں ملی ہر تکلیف بھول جانا چاہتا ہوں۔ تمہارا ہاتھ پکڑ کہ پورا استنبول گھومنا چاہتا ہوں۔ تمہارے ساتھ گلاطہ ٹاور چڑھنا چاہتا ہوں۔ یہاں کے لوگوں کا ماننا ہے کہ جو لڑکی لڑکا پیار میں ہوتے ہیں اور گلاطہ ٹاور پر چڑھتے ہیں انکی شادی ہو جاتی ہے۔ بہت سے لوگوں کا کہنا ہے کہ انکے ساتھ یہ بات سچ ہوئی ہے۔ میں بھی ٹرائے کرنا چاہتا ہوں۔ مختصر یہ کہ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ اسکے بہت پاس کھڑا اسکا ہاتھ تھامے اپنا دل کھول کہ رکھ چکا تھا۔اور وہ کیا کر سکتی تھی۔ وہ بس رو سکتی تھی۔اور وہ رو رہی تھی۔

اتنی محبت کی تو کبھی خواہش بھی نہ کی تھی۔وہ عفرا جسے ہمیشہ ترس ترس کہ گنتی کی چیزیں ملا کرتی تھیں۔محبت کے معاملے میں رئیس نکلی تھی۔محبت جو ملی تھی تو بنا مانگے بے حساب ملی تھی۔

میر نے اسے چپ نہیں کروایا۔بس اسے لاونج میں پڑے صوفے پہ بٹھا دیا۔اور خود اسکے بیگ بیڈروم میں رکھ دئے۔اسکی اپنی آنکھیں نم تھیں۔ رونا تو وہ بھی چاہتا تھا مگر اسکی انا اسے اجازت نہیں دے رہی تھی۔

پھر بھی اگر تمہیں لگتا ہے کہ تمہیں اپنے گروپ کے لوگوں کے ساتھ ہی رہنا چاہیئے تو میں تمہیں مجبور نہیں کرونگا عفرا۔وہ اب اس سے فاصلہ رکھ کہ بیٹھ چکا تھا۔

میں تھک گئی ہوں۔مجھے سونا ہے۔

اوکے۔وہ تمہارا بیڈروم ہے۔میر نے سامنے روم کی طرف اشارہ کیا۔

وہ اٹھی اور جانے لگی مگر رک گئی۔

تم کہیں نہیں جاوگے۔مجھے ڈر لگے گا۔میں سکون سے سو نہیں پاونگی۔اور ایسا کوئی پہلی بار نہیں ہوگا کہ ہم روم شئر کرینگے۔مجھے تمہاری عادت ہے۔
وہ پاس کھڑی کہہ رہی تھی۔

ایسا ہے تو پہلے کچھ کھا لیتے ہیں۔میں بھی تھک گیا ہوں مگر بھوکا نہیں سو سکتا۔میر کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔وہ یہی تو چاہتا تھا۔عفرا کا ساتھ۔کچھ عادتیں نشہ بن جاتی ہیں۔اور ہر نشہ چھوڑنے کے لئے نہیں ہوتا۔

میر نیچے میٹرس پہ سو رہا تھا۔ مگر وہ کب کی اٹھ چکی تھی اور اب بالکونی میں کھڑی باہر دیکھ رہی تھی۔ استنبول بہت ہی پیارا تھا۔ اسکے رنگ اسے خاص بناتے ہیں۔ دور سمندر میں شپس اور مساجد کے نظر آتے مینار اور نیچے روڈ پہ شاپس کے اندر جاتے باہر نکلتے لوگ۔ اور گاڑیوں کے نئے نئے ماڈل۔

سب بہت اچھا تھا۔

وہ ہلکی مگر ٹھنڈی چلتی ہوا سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ تبھی اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اس نے مڑ کے دیکھا۔

میر اپنے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے بالکنی کی چوکھٹ سے ٹیک لگائے۔ مسکراتا ہوا عفرا کو دیکھ رہا تھا۔

عفرا بھی کھلکھلائی۔

تمہیں اچھا لگا۔ ؟اب وہ اسکے مقابل آچکا تھا اور ریلنگ پہ دونوں بازو رکھے

سامنے دور سمندر دیکھ رہا تھا

ابھی تو تم اچھے لگ رہے ہو۔ وہ اسکے بکھرے بال اور ابھی نیند سے جاگی

آنکھیں دیکھتی ہوئی بولی۔

میں تو ہوں ہی اچھا۔ وہ اٹھلایا

مگر میں تم جتنی اچھی نہیں۔ وہ اداس ہوئی۔

نہیں مسلہ تم میں نہیں تمہاری زبان میں ہے۔ بس اسے بندر کھا کرو باقی

سب اے ون ہے۔ وہ ناراض ہوا۔

اچھا خاصا موڈ خراب کر چکی تھی۔ وہ واپس اندر چلا گیا۔ عفرا بھی اسکے پیچھے

اندر گئی۔

مذاق کر رہی تھی۔

تمہارے مذاق اتنے فضول کیوں ہوتے ہیں۔یاد ہے ایک مذاق تم نے اپنی دوستوں سے بھی کیا تھا۔اور اسکے بعد کیا ہوا تھا۔۔؟ وہ غصہ نہیں ہونا چاہتا تھا مگر وہ بات ہی ایسی کرتی تھی۔

اچھا آئندہ نہیں کرونگی۔تم موڈ ٹھیک کرو۔چلو تمہارے موبائل میں ایک سیلفی لیتے ہیں۔

لے لیں گے سیلفی۔ابھی موڈ نہیں۔اور ویسے بھی سیفی لینے کے علاوہ بھی کچھ ضروری کام ہیں کرنے کو۔

جیسا کہ۔۔۔۔۔وہ پوچھ رہی تھی

جیسا کہ تمہارا اپنی ماما کو کال کرنا۔اب وہ اٹھ کہ واش روم جا رہا تھا۔

اوہ ہاں۔ مجھے تو یاد نہیں رہا۔ پلیز میری بات کروادوان سے۔ وہ اسکے پیچھے لپکی۔

آجاو۔ ساتھ میں چلتے ہیں۔ اس نے واش روم کے دروازے سے ہٹ کہ اسے اندر آنے کا رستہ دیا

وہ شرمندہ ہوتی ہوئی واپس صوفے پہ بیٹھ گئی۔

بہت بد تمیز ہو تم میر۔۔ وہ اونچی آواز میں بولی کیونکہ وہ دروازہ بند کر چکا تھا۔

تھوڑی سی دیر میں وہ بلکل ریڈی اسکے سامنے کھڑا تھا۔ پولو آوٹ فٹ میں وہ ہمیشہ کی طرح ہینڈسم لگ رہا تھا۔

میں کام سے جا رہا ہوں۔ یہ اپنا بیگ لے کے جا رہا ہوں اسے اپنے اپارٹمنٹ میں رکھونگا۔ اور پھر ذرا مارکیٹ تک جاونگا۔ ویسے تو کچن میں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے لیکن اگر تمہیں کچھ چاہئے تو بتا دو میں لیتا آونگا۔ وہ کلائی پہ گھڑی باندھتا مصروف انداز میں پوچھ رہا تھا

میں ساتھ جاونگی۔

میرنے نظر اٹھا کہ اسے دیکھا۔

کیا دیکھ رہے ہو۔ تم جا رہے ہو تو میں بھی جاونگی۔ میں یہاں اکیلی رہ کہ کیا کرونگی۔ تمہیں پتہ نہیں کتنا ٹائم لگے۔

دس منٹ ہیں تمہارے پاس۔ ریڈی ہو جاو۔ وہ صوفے پہ بیٹھ گیا اور ریموٹ اٹھا کہ ٹی وی آن کر لیا۔

وہ جلدی سے کمرے میں گئی۔اس نے بیگ اٹھایااور الماری میں رکھنے کے لیے الماری کھولی تو حیران رہ گئی۔وہ اسکے کپڑوں سے کھچا کھچ بھری پڑی تھی۔

میر نے پہلے سے اسکے لئے اتنی ساری شاپنگ کررکھی تھی۔رنگ برنگی فراک اور کرتا شلوار اور شوز سینڈل۔اور نا جانے کیا کیا۔

وہ میر کی محبت کی قرض دار ہوتی جارہی تھی۔

مت اتنا چاہو مجھے کہ اگر مل نہ سکے تو جینا مشکل ہو جائے۔وہ اسکے فیورٹ کلر بلیک فراک میں اسکے سامنے کھڑی تھی۔

میر کچھ پل اسے دیکھتا رہ گیا۔

اس نے اپنے لمبے بالوں کو کرل ڈال کہ کندھوں تک کررکھے تھے۔اور وہ اس پہ بہت اچھے لگ رہے تھے۔کیرامل نیوڈ کلر میں رنگے اسکے ہونٹ کچھ

الگ ہی چھب دکھا رہے تھے۔آنکھوں میں بھر بھر کہ ڈالا کاجل اپنا کام دکھا رہا تھا۔

پوچھو گے نہیں اتنی دیر کیوں لگادی میں نے۔

پوچھنا کیا۔ نظر آرہا ہے۔وہ کسی ٹرانس میں تھا۔

اب اتنی بھی حسین نہیں لگ رہی۔وہ اسکے دیکھے جانے پہ پزل ہوئی

نہیں میں بس حیران تھا۔تم میک اپ کرتی نہیں ہو نہ۔

ہاں۔گھر میں ماما ہوتی تھیں نہ لیکن اب وہ یہاں نہیں ہیں۔وہ مسکرائی۔

اور اگر میں کہوں تم میک اپ نہیں کیا کرو تو۔۔۔۔۔۔۔؟؟

کیوں میں پیاری نہیں لگ رہی۔وہ جلدی سے شیشے کی طرف بڑھی۔

کچھ زیادہ پیاری لگ رہی ہو۔ بلکل ایک الگ سی عفرا۔ماڈرن سی۔ لیکن ابھی میک اپ نہ کیا کرو۔ شادی کے بعد اپنا شوق پورا کر لینا۔

کس کی شادی کے بعد۔ تمہاری یا اپنی۔۔؟ وہ اسکے مقابل کھڑی پوچھ رہی تھی۔

ہماری شادی۔اس نے بہت مشکل سے خود پہ کنڑول کیا۔اور کسی حد تک غصہ دبا گیا۔

ناممکن ہے۔ وہ لاپرواہی سے کہتی ہوئی مڑی تھی کہ یکدم میر نے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔اور اسکی کمر میر کے ساتھ جا لگی تھی اور وہ ایک بازو سختی سے اسکے پیٹ کے گرد لپیٹ گیا تھا۔

میں آئندہ تمہارے منہ سے کوئی فضول بات نہ سنوں۔ تم نے میری نرمی میرا پیار دیکھا ہے۔ تم میرے غصے سے ابھی انجان ہو۔ تو بہتر یہی ہے کہ انجان ہی رہو۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا تم مجھ سے ڈرنے لگو۔ اور یہ رنگ اتارو۔

وہ ایسے ہی اسے اپنے ساتھ لگائے اب اسکے ہاتھ سے انگوٹھی اتار رہا تھا۔

بس بہت ہو گیا۔ مزید نہیں برداشت کر سکتا میں۔ اس کو سنبھال کہ رکھو۔ بہت جلد تمہیں یہ اپنے سسرال والوں کو واپس کرنی ہے۔ اس نے اسکی ہتھیلی پہ انگوٹھی رکھی اور اسکی ہتھیلی بند کر دی اور اسے بھی جھٹکے سے خود سے دور کر دیا۔

وہ اپنا بیگ گھسیٹتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

وہ حیران پریشان سی کھڑی رہ گئی تھی۔اور پھر غصے سے اپنی لپ اسٹک پونچھ ڈالی تھی۔

اور پھر کتنے ہی دن گزر گئے میر اور عفرا دونوں اپنی اپنی جگہ چپ سے تھے۔عفرا شائد میر کے اس دن کے رویئے سے ڈر گئی تھی۔اب اس سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی۔

وہ اسی رات کو اسکے لئے نیو موبائل لایا تھا۔جس میں سم کارڈ بھی موجود تھا ۔اس نے اپنی ماما سے بات بھی کی تھی۔اور سب سہی تھا بس وہ خاموش تھے۔میر اپنے اپارٹمنٹ میں رہ رہا تھا روزانہ وقت پہ اسے کلاسز کے لئے

لے جانے آتا تھا۔اور رات کا کھانا بھی وہ عفرا کے ساتھ ہی کھاتا۔ تھوڑی دیر دونوں ٹی وی دیکھتے اور پھر وہ سونے کے لئے اپنے اپارٹمنٹ چلا جاتا۔ مگر ضرورت سے زیادہ نہ وہ بات کرتی اور نہ ہی وہ ہوں ہاں سے آگے بڑھتا۔

پتہ نہیں کون ناراض تھا۔ عفرا میر سے یا پھر میر عفرا سے۔

رات میں عفرا کو بخار ہو گیا تھا۔اور وہ کوئی میڈیسن لئے بغیر ہی سو گئی تھی۔ جس سے بخار کچھ زیادہ ہی تیز ہو گیا تھا کہ اب اٹھنے کی ہمت نہ رہی تھی۔ صبح سے میر بھی نہ آیا تھا۔آج اسکی بھی کوئی اہم میٹنگ تھی اپنے ہوٹل میں۔ وہ وہاں بزی تھا۔

سوچیں تھیں کہ دو پل سکون لینے نہ دیتی تھیں۔ایک پل میں وہ خود پہ فخر محسوس کر رہی ہوتی کہ اسے میر جیسے شخص کی محبت ملی۔وہ بھی بے لوث محبت ،اور بے حد محبت۔ مگر دوسرے ہی پل وہ خود سے نظریں نہیں ملا پا رہی ہوتی کہ وہ کیا کر رہی تھی۔۔۔؟وہ پھر سے اپنی ماں کو جس نے اسے پیدا کیا اسے ہی دھوکہ دے رہی تھی۔وہ جس کی محبت کا مقابلہ دنیا کی کوئی محبت نہیں کر سکتی وہ اسکی آنکھوں میں دھول جھونک کہ کیسے ایک نا محرم کے ساتھ رہ رہی تھی۔

اور پھر کیسے سکون سے سوتی تھی۔ کھانا کھاتی تھی۔اور ہنستی تھی۔وہ یہ سب کیسے کر رہی تھی۔اسکا ضمیر مر گیا تھا کیا۔۔۔؟؟؟

اور پھر جب میر کا چہرہ دیکھ لیتی تھی تو سب بھول جاتی تھی۔ماں کو بھول جاتی تھی۔

لوگوں کو بھول جاتی تھی۔

بدنامی بھول جاتی تھی۔

ہاں لیکن آجکل وہ نہیں بھول پارہی تھی تو یہ کہ اسکے اور میر کے بیچ رشتہ کیا ہے۔ تعلق کیا ہے۔۔؟؟؟دوستی۔۔۔؟؟

تو یہ کیسی دوستی تھی۔ بڑے بزرگ سہی کہتے ہیں کہ مرد اور عورت کبھی دوست نہیں ہوتے اور یہ بات عفرا اور میر نے سچ کر دکھائی تھی۔ وہ واقعی میں دوست نہ رہے تھے۔ اور ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ ہمارے بزرگوں نے بال دھوپ میں تو سفید نہیں کیئے۔ انکا بھی تجربہ بولتا ہے۔

بس مختلف سوچیں اسکے دماغ کو تھکا رہی تھیں اور دماغ جب تھک جاتا ہے تو جسم بھی ٹوٹتا ہوا سا محسوس ہوتا ہے۔

ابھی دوپہر کے تین بج رہے تھے۔رات سے اسے بخار تھا۔اور وہ اٹھ نہیں پارہی تھی اس نے دوایک بار کوشش کی مگر اٹھنے سے چکر آنے لگتے وہ واپس لیٹ جاتی۔نہ اس نے کچھ کھایا تھااور نہ ہی اسے کسی نے کچھ کھلایا تھا۔میر توکل شام کا غائب تھا۔

اسے باہر لاک کھلنے کی آواز آئی تھی اور پھر وہ تھوڑی سی دیر میں کمرے میں داخل ہورہا تھا۔عفرا نے منہ پہ دوپٹہ اوڑھ لیااور سوتی بن گئی۔

السلام علیکم۔وہ اسکے پاس کھڑا تھا۔

عفرا نے کوئی جواب نہ دیا۔

سو رہی ہو۔۔؟

تم کب سوتی ہو اس وقت۔(دوسری طرف خاموشی(

وہ پاس پڑی چیئر پہ بیٹھ گیا تھا۔

عفرا نے تھوڑی سی آنکھ کھول کہ دوپٹے کے پار اسے کرسی کی بیک سے ٹیک لگا کہ بیٹھا دیکھا۔ٹانگیں سیدھی کر رکھی تھیں اسے نے۔وہ سادہ سے ٹراوزر شرٹ میں تھا اور بہت تھکا تھکا سا لگ رہا تھا۔

اس نے چہرے سے دوپٹہ ہٹا دیا۔ تبھی میر کی نظر اسکے چہرے پہ پڑی۔

تم ٹھیک ہو۔ سیکنڈز میں اسکے چہرے کا رنگ بدلا تھا۔پہلے وہ تھکا تھکا سا تھا لیکن اب پریشان تھا۔

ہاں ٹھیک ہوں۔مجھے کیا ہونا۔ عفرا کی کیفیت اسکی پریشانی دیکھ کہ یکدم بدلی تھی۔دل پھر اسکی محبت پہ مغرور ہوا تھا۔

وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔کچھ نہیں ہوا۔اگر ہو گا بھی تو کیا۔زیادہ سے زیادہ مر ہی جاونگی نہ۔اچھا ہے قصہ تمام ہو گا۔پل پل کی اذیت سے جان چھوٹے گی۔وہ بول رہی تھی۔اور اسکے الفاظ کے ساتھ ساتھ میر کے تاثرات بدل رہے تھے۔

کس اذیت کی بات کر رہی ہو۔۔؟ اب وہ چئیر چھوڑ اسکے قریب پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔

یہ احساس کہ میرے اور تمہارے بیچ کوئی رشتہ نہیں مگر پھر بھی ہم ایک چھت کے نیچے ہیں۔ یہ گناہ کا احساس کیا سکون لینے دے سکتا ہے۔۔۔؟؟ نہیں۔ میرے لئے یہ سوچ پل پل کی اذیت ہے۔ تمہارا پتہ نہیں اتنے کالم کیسے ہو۔ ضمیر بیچ کہ کھا چکے ہو تم۔ یا پھر سرے سے کوئی ضمیر نام کی چیز تمہارے اندر تھی ہی نہیں۔ وہ۔ چیخی تھی۔ پتہ نہیں اتنی طاقت اسکے اندر کہاں سے آئی تھی۔

میر پیچھے ہٹ گیا تھا۔ اب وہ کمرے میں یہاں وہاں چکر لگا رہا تھا۔ وہ چہرے اور حلیے سے آج بلکل بھی فریش نہیں لگ رہا تھا۔ اصل میں وہ

یہاں عفرا کو دیکھ کہ فریش ہونے ہی آیا تھا۔ مگر اسکی باتوں نے مزید اپ سیٹ کیا تھا۔

آج سارا دن وہ انسٹا اور فیس بک پہ کوئی سرچ آپریشن کر رہا تھا۔اور جو اسے انفارمیشن ملی وہ کافی پریشان کرنے والی تھی۔ لیکن خیر ایک طرح سے میر کے حق میں وہ گڈ نیوز ہی ثابت ہونے والی تھی۔

مجھے لگتا ہے تم نے لنچ نہیں کیا۔اٹھو چلو آو کچن میں چلتے ہیں۔اب وہ دوبارہ سے اسکے پاس کھڑا تھا۔

مجھ سے اٹھا نہیں جا رہا۔مجھے چکر آرہے ہیں۔نروٹھے پن سے کہتی ہوئی وہ کروٹ بدل گئی۔

اب یہ چکر کیوں آرہے ہیں۔۔؟اسکے نخرے میر کی سمجھ سے باہر تھے۔

میں نے انویٹیشن بھیجا تھا اس لئے آرہے ہیں۔ وہ تڑخ کہ بولی۔

اوہ گاڈ۔۔۔۔۔ کہاں پھنس گیا میں۔ وہ بڑبڑایا۔

کیا کہا تم نے۔۔؟ تم پھنسے ہو؟؟ پھنس تو میں گئی ہوں۔ یہ جھوٹا ڈرامہ کر کہ تم مجھے ملک سے باہر لے آئے۔۔۔اور اب یہاں اس عالیشان اپارٹمنٹ میں قید ہو کہ رہ گئی ہوں۔ جب سے آئی ہوں۔ کلاس کے علاوہ کہیں گئی نہیں۔اور تم ٹھہرے مصروف بندے۔ ظاہر ہے تمہارا بزنس ہے تمہیں وہ دیکھنا ہے۔ تمہارے تو بڑے ٹھاٹ ہیں تم بڑے بڑے ہوٹلوں کے مالک جو ٹھہرے۔اور ہم۔۔۔ ہمارا کیا ہے۔ ہم پاکستان میں بھی کسی ناکارہ

شے کی طرح پڑے تھے گھر میں۔ یہاں بھی وہی صورتحال ہے۔ ملک بدلنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تقدیر بدلنی چاہئے۔ جو ہماری بدلنے والی نہیں۔ وہ بولی تو بولتی چلی گئی۔ آخر میں سانس پھول گیا تھا۔

میر دیکھ رہا تھا۔ وہ بول تو رہی تھی مگر اسے کتنی دقت ہو رہی تھی۔ بہت ہی کمزور ہو رہی تھی وہ۔

ہو گیا تمہارا۔۔؟ چلو آو اب کچن میں چلتے ہیں۔ اب وہ باقاعدہ اسے بازوں میں اٹھا گیا تھا۔ وہ جانتا تھا ایسے نہیں مانے گی۔

کچن میں لے جا کہ کرسی پہ بٹھا دیا۔

تمہیں بہت تیز بخار ہے۔ میں پہلے اوٹ میل ریڈی ہونے کے لئے رکھتا ہوں۔ پھر تمہارے بال بناد ونگا۔ اور منہ دھلواد ونگا۔ تب تک کھانا ریڈی ہو گا۔

وہ اسکے ماتھے کو چھوتا ہوا اسے کہہ رہا تھا۔ جبکہ وہ غصے سے رخ بدل گئی تھی۔

میر نے بہت ہی نفاست سے اسکے بال بنائے تھے۔ اور اب وہ اوٹ میل کو ایک چھوٹے سے باول میں ڈال لا یا تھا۔

چلو بسم اللہ پڑھو۔ وہ کسی ماں کی طرح بی ہیو کر رہا تھا۔

عفرا خاموشی سے کھانے لگی تھی۔ اسے بہت بھوک لگی تھی۔

تھوڑی سی دیر بعد وہ اسے میڈیسن کھلا کہ دوبارہ لیٹا چکا تھا

اب خاموشی سے سو جاو۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ وہ فورا بولا۔

تم چلے جاو گے۔۔؟

نہیں۔ ادھر ہی رکوں گا آج۔ تمہیں ایسے چھوڑ کہ نہیں جاونگا۔ وہ اسے یقین دلا رہا تھا۔

وہ اب پر سکون تھی۔ ابھی آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ جھٹ سے کھولیں۔

نہیں تم چلے جاو۔ میں ٹھیک ہوں۔ اور تم مجھے اپنے آس پاس نہیں چاہئے ہو۔ تم ہوتے ہو تو گناہ کا احساس زیادہ ہوتا ہے۔

تم میرے لگتے کیا ہو جو یہاں رکو گے۔۔

کسی کو شادی پہ اکسانے کے لئے یہ ایک اچھی trick ہے۔ مگر تم یہ ٹرک مت آزماؤ کیونکہ میں تم سے ہی شادی کرونگا۔ ہاں۔۔۔اگر تم یہ سب اس لئے کر رہی ہو کہ میں ذرا جلدی کروں تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی۔ اور لائٹ بند کرتے ہوئے جانا۔ تم یہاں کمرے میں نہیں لیکن باہر لاونج میں بیٹھ سکتے ہو۔

وہ آنکھوں سے بھی آگ برسا رہی تھی۔

او کے کول ڈاون۔ میں جا رہا ہوں۔ مگر یہیں ہوں۔ تم سہی سے سونا۔ وہ اسکے لال ہوئے چہرے کو دیکھ کہ مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔

وہ آج میر کی طرف آئی تھی۔ میر ابھی ابھی ہوٹل سے آیا تھا۔اور ابھی چینج ہی کر رہا تھا جب ڈور بیل بجی۔اس نے تیزی سے شرٹ پہنی اور ہاتھ سے ہی بال درست کرتا ہوا دروازہ تک آیا اور دروازہ کھولا۔

سامنے فیروزی کلر کے پلازو اور شارٹ سی شرٹ میں وہ بالوں کا جوڑا باندھے شفاف چہرے کے ساتھ کھڑی تھی۔اسکے ہاتھ میں ایک بیگ تھا

تم نے کوٹ بھی نہیں پہنا۔۔۔؟ وہ اندر داخل ہو چکی تھی۔

تو کیا ہوا؟ دو قدم پہ تو تمہارا دروازہ ہے۔ کہتے ہوئے ایک طائرانہ نظر پورے روم پہ دوڑائی۔ وہ ایک اسٹوڈیو روم تھا۔ بہت ہی شاندار۔ اور خوبصورت کلر اسکیم کے ساتھ۔ ٹائلز۔ والز۔ فرنیچر اور کچن کے کیبنٹ سب وائٹ تھا۔ جبکہ کلٹنز، صوفے اور بیڈ کی سائیڈ والی دیوار پہ لگا بڑے سے سرکل مرر کا فریم پرپل تھا۔ ہاں اسکے علاوہ بالکونی میں کھلنے والے دروازے پہ لگی ڈور بیل بھی پرپل تھی۔

میر نے پرپل صوفہ سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے چلتی ہوئی ایل شیپ صوفہ پہ بیٹھ گئی۔ وہ بھی اس سے فاصلہ رکھ کہ بیٹھ گیا۔

اس میں کیا ہے۔۔؟؟اس نے آنکھوں سے شاپنگ بیگ کی طرف اشارہ کیا۔

عفرا نے اندر سے ٹفن نکالے۔

تم نے مجھے فون پہ بتایا تھا کہ تم ہوٹل سے کھانا کھا کہ آئے ہو۔ مگر مجھے یقین نہیں آرہا تھا۔۔اب یہ نہ پوچھنا کہ کیوں۔۔؟بس۔۔۔ نہیں آرہا تھا۔ اس لئے میں کھانا لائی ہوں۔(میر نے اسکی خیریت پوچھنے کے لئے کال کی تھی(

وہ اب باری باری سب ٹفن کے ڈھکن کھول رہی تھی۔

میر کا دل بے ساختہ پکار اٹھا تھا۔ نہیں یہ وہی عفرا ہے۔ میری عفرا۔ وہ نہیں بدلی۔ وہ بدل ہی نہیں سکتی۔ (پچھلے کچھ دنوں سے اسکی روڈ باتوں سے وہ بہت ڈسٹرب تھا۔ اسکی عفرا تو ایسی نہ تھی)

وہ کتنی ہی تلخ باتیں کیوں نہ کر لے مگر وہ رہے گی تو وہی عفرا۔ کیونکہ وہ میر سے محبت کرتی ہے۔ اور محبت جذبہ ہی ایسا ہے اپنا آپ منواتا ہے۔ وہ بھی خود پہ کتنے ہی خول چڑھا لے۔ محبت تو قید نہیں ہو گی۔ دل کے ارد گرد کتنی ہی اونچی دیواریں کھڑی کر لے محبت تو کوئی روزن ڈھونڈ ہی لے گی۔۔ وہ سر جھکائے نچلا ہونٹ کاٹتے ہوئے مسرور ہو رہا تھا کہ عفرا کی آواز پہ سر اٹھایا۔

تم اپنے کچن سے برتن اور پانی لے آو پھر کھانا اسٹارٹ کرتے ہیں۔

میں۔۔۔؟؟ وہ بے ساختہ اپنی طرف انگلی سے اشارہ کر کہ پوچھ بیٹھا۔

جی آپ۔۔۔۔مانا کہ آپ میرے باس ہیں مگر اسوقت ہم آپکے آفس میں نہیں ہیں۔انداز جتانے والا تھا۔

ہاں شیور۔وہ شرمندہ سا ہوتا ہوا اٹھا اور ایک بڑی سی ٹرے میں دو پلیٹیں اور گلاس اور پانی کی بوتل رکھ کہ لایا۔

دونوں نے بہت رغبت سے کھانا کھایا۔عفرا دیکھ سکتی تھی کہ میر نے اس سے جھوٹ بولا تھا کہ وہ کھانا کھا کہ آیا ہے۔

میر نے کیوں جھوٹ بولا تھا۔۔؟کیا وہ اس سے ناراض تھا کہ عفرا نے اس سے کافی روڈ باتیں کی تھیں۔۔یا پھر کوئی اور بات تھی۔۔۔؟؟

واٹ ایور۔۔۔۔

وہ دونوں اب کھانا کھا چکے تھے۔

ایک بات پوچھوں میر۔۔۔۔۔۔؟؟

عفرا برتن سمیٹتی ہوئی بولی۔

ہاں پوچھو۔وہ سنبھل کہ بیٹھا۔

تم اپنے ہوٹل میں کیوں نہیں رہتے۔۔؟میں نے گوگل کیا تھا۔بہت لگژری روم ہیں وہاں بھی۔پھر یہاں ہی کیوں۔۔۔؟؟؟مطلب ہوٹل سے کافی دور ہے یہ جگہ۔

وہ میری ورکنگ پلیس ہے۔وہ عفرا کی گال کو بار بار چومتی لٹ کو دیکھتا ہوا بولا۔

سو واٹ۔۔۔؟؟ اچھا ہے نہ روز روز کی ڈرائیو نہیں لینی پڑے گی تو وقت بھی بچے گا اور گاڑی کا پٹرول بھی۔

اس نے لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا۔

آئی لو ڈرائیو۔۔اس نے صوفے سے ٹیک لگائی۔

نہیں بتانا چاہتے تو تمہاری مرضی۔وہ سب برتن جو پہلے سے ٹرے میں رکھ چکی تھی اٹھا کہ اوپن کچن کی طرف گئی۔

وہ اپارٹمنٹ جہاں تم رہ رہی ہو ہو میرے دل کے بہت قریب ہے۔پاپا نے گفٹ دیا تھا۔تب ہوٹل کا دور دور تک کوئی نشان نہ تھا۔

وہ سنک کے پاس کھڑی اب برتن دھونے کا سوچ رہی تھی کہ میر نے وہیں سے بیٹھے بیٹھے بولنا شروع کیا

اپنی زندگی کے وہ مشکل دن جب میں تم سے الگ ہو کہ ایک بہت بڑے ٹراما سے گزر رہا تھا۔ وہ مشکل وقت میں نے وہاں گزارہ۔ وہ درو دیوار گواہ ہیں میری بے بسی کے۔ میری تکلیف کیے۔ اس نے بے اختیار جھر جھری سی لی۔

پاکستان میں میری حالت بہت خراب رہنے لگی تھی۔ راتوں کو سو نہیں پاتا تھا۔ اور جب آنکھ لگ جاتی تو تھوڑی دیر بعد ہی چیختا چلاتا۔ ہانپتا۔ کانپتا اٹھ جاتا تھا۔ پاپا کو لگا شائید میں پاگل ہو رہا ہوں۔ وہ مجھے یہاں استنبول لے آئے۔

عفرا وہیں سلیب پہ ہاتھ رکھے سن سی تھی۔ اسکے جسم کا ہر عضو کان بن گیا تھا۔

اصل میں وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی کو پتہ چلے کہ میں شائید عنقریب پاگل ہونے والا ہوں۔(خفیف سی۔ سکراہٹ)وہ اپنی بیوی تک کو بھی ہوا نہیں لگنے دینا چاہتے تھے۔جو انکی بہت لاڈلی ہے۔(ایک اور مسکراہٹ(

پاپانے کسی بزنس ٹور کا بہانہ بنایااور مجھے یہاں لے آئے۔اور مجھے ایک سائکاٹرسٹ کے پاس لے کہ جانے لگے۔میرے سیشن ہوتے رہے۔ مجھے میڈیسن بھی لینی پڑئیں۔اور جب تک یہ سب چلتارہاپاپامیرے ساتھ یہیں رہے اسی اپارٹمنٹ میں۔

جانتی ہوتب مجھے احساس ہوا کہ میں غلط تھا کہ پاپاکو مجھ سے پیار نہیں۔ پاپاتو مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔

وہ اٹھ کہ عفرا کے پاس گیا اور اسکا ہاتھ تھام کہ واپس صوفے تک لایا اور

اسے اپنے ساتھ بٹھالیا

جانتی ہو جس بیڈ روم میں تم سوتی ہو اسکو میں نے خاص تمہارے روم کے

جیسے رینوویٹ کروایا تھا۔اور یہ آئیڈیا کس کا تھا؟

کس کا۔۔؟؟ وہ پوچھ رہی تھی۔اسکا ہاتھ ابھی تک میر کے ہاتھ میں تھا۔

پاپا کا۔جب پاپا مجھے یہاں لائے تو اس کمرے کا سارا فرنیچر اور سیٹنگ

تمہارے کمرے جیسی تھی۔شائید وہ سوچتے تھے کہ اس سے مجھے لگے گا

میں تمہارے کمرے میں ہی سو رہا ہوں اور میں سکون سے سو سکوں گا۔

(ہلکی مسکراہٹ(

وہ میرے لئے ہر وہ چیز کر رہے تھے کہ جس سے میں بہتر محسوس کروں۔

اور ابھی بھی تمہیں یہاں لانے کا آئیڈیا ان کا ہی تھا۔ وہ چاہتے ہیں۔ وہ مجھے پہلے جیسا ہنستا مسکراتا دیکھ سکیں اس لئے میری ہر غلط بات مان جاتے ہیں۔

اپنے ہوش میں پہلی بار پاپا کے پیار کو محسوس کیا میں نے۔

اپنے ٹراما سے باہر نکلا یا نہیں وہ ایک الگ بات ہے۔ مگر پاپا اور اس اپارٹمنٹ سے دلی وابستگی ہو گئی۔ اس لئے میں جب استنبول میں ہوتا ہوں تو یہیں ہوتا ہوں۔

لگژری چیزیں تو بس آپکو کمفرٹ کرتی ہیں۔ خوشی تو وہاں سے ملتی ہے جہاں دلی وابستگی ہوتی ہے۔ جہاں اموشنز ہوتے ہیں۔

میں تمہارے ساتھ نئی یادیں بنانا چاہتا ہوں۔ان دنوں کوامر کرنا چاہتا ہوں۔وہ مسکرارہاتھااور عفراکادماغ کہی اور رہی تھا۔اسکادماغ بہت گنجلک سا تھا۔لیکن جب وہ بولی تو بس اتنا

میر۔۔۔تم اب پوری طرح سے ٹھیک ہو۔۔؟وہ پوچھتے ہوئے جھجھک رہی تھی۔

ہاں بہتر ہوں۔تم گھبراو نہیں میں اب سائیکو بلکل نہیں ہوں۔وہ پھر مسکرایا۔وہ بس گھور کہ رہ گئی۔

ہاں جس دن سے تم مل گئی ہو۔تمہیں دیکھ لیا ہے اس دن سے سکون سے سوتا ہوں۔بغیر کسی دوا کے۔اس نے اسکی گال پہ جھولتی لٹ کو اسکے کان کے پیچھے اڑسا اور مسکرایا۔

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی۔

تمہیں پتہ ہے میں نے تمہیں بھلانے کی بہت کوشش کی۔ میں نے ڈر گز کا سہارا بھی لینا چاہا۔ وقتی سکون ہی سہی مگر میں سکون چاہتا تھا زندگی میں۔ مگر اس میں بھی میں ناکام رہا۔ پاپا کا پریشان چہرہ آنکھوں کے سامنے آجاتا تو میں سکون سے ڈر گز بھی نہ لے پاتا۔

پھر میں نے سوچا اپنی کتابوں کا سہارا لینا چاہیئے۔ بڑا آدمی بننا چاہیئے۔ تاکہ کبھی جو زندگی میں تم سے آمنا سامنا ہو تو میں اس قابل ہوں کہ ساری دنیا سے لڑ سکوں تمہارے لئے۔ ایک بار تو کھو دیا۔ دوسری بار کبھی بھول کہ بھی سامنے آگئی تو اپنے حصار میں ایسا قید کر لونگا کہ تم چاہو بھی تو مجھ سے دور نہ جا سکو

بس یہی سوچ کہ بہت محنت کی۔ طروبہ (ہوٹل اینڈ ریسوڑنٹ) پہ کام کرنا شروع کیا۔ایک تگڑے انویسٹر کی ضرورت تھی۔ قسمت سے وہ بھی مل گیا۔ طروبہ کا تجربہ کامیاب رہا ۔

کتابوں نے

میری سٹرگل نے

طروبہ میں میری سیکسیس نے میری ہیلنگ میں کافی مدد کی۔ میں بہتر سے بہتر ہوتا گیا۔ مگر میں ٹھیک نہیں ہو پایا۔ لیکن اب بہت جلد ٹھیک ہو جاونگا میں۔ تم کردو گی نا اب مجھے مکمل ٹھیک (گھمبیر آواز(

میر نے کہتے ہوئے عفرا کے نچلے ہونٹ کو اپنی فنگر سے ٹچ کیا۔ عفرا خود میں سمٹ گئی۔

چیزیں بہت بدل گئی ہیں میر۔۔۔اپنے ہاتھ میں پہنی انگیجمنٹ رنگ کو گھماتے ہوئے بولی۔

میر کی نظریں بھی اسکی رنگ پہ تھیں۔ عفرانے میر کو دیکھا تو وہ نظریں پھیر گیا۔

میں اپنے اور تمہارے پیار کی حقیقت کے سوا دوسری کسی چیز کو نہیں مانتا۔ یہ محض ایک انگوٹھی ہے۔

یہ محض ایک انگوٹھی نہیں ہے میر۔۔۔

میرا خیال ہے ہم اس بارے میں پہلے بات کر چکے ہیں۔اور میں نے تمہارے ہاتھ سے یہ رنگ اتار بھی دی تھی۔

رنگ اتار دینے سے۔۔۔۔۔۔۔

رات کافی ہو گئی ہے۔ تمہیں جانا چاہئے۔وہ صوفے سے اٹھ گیا تھا۔

عفرا کو بھی اٹھنا پڑا۔

برتن تمہیں مل جائیں گے۔ وہ اسکی نظروں کے تعاقب میں دیکھتا ہوا بولا

لیکن وہ دھونے والے ہیں۔

میں ڈش واشر میں ڈال دونگا۔ تم جاو۔

تم مجھے نکال رہے ہو۔۔؟؟؟

نکال نہیں رہا۔ بس تمہیں اب جانا چاہیئے۔

اوکے۔ وہ دروازے کی طرف جانے لگی

یہ کوٹ پہنو۔۔ وہ اپنالانگ کوٹ اسکی طرف بڑھا رہا تھا۔

آئندہ اسکے بغیر مت نکلنا بیمار پڑ جاو گی۔ یہاں کی بارش۔۔۔۔

اسکی کوئی ضرورت نہیں۔ وہ مڑ کے میر کو کہہ رہی تھی۔ وہ اسے اپنے ساتھ آنے سے روک رہی تھی۔ میر کے ماتھے پہ بل پڑے مگر وہ رکا رہا اسکے پیچھے نہیں گیا۔

●

وہ تقریبا روتی ہوئی اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تھی اور دروازہ بند کرتی ہوئی دروازے کے ساتھ ہی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔

وہ میر سے کہنا چاہتی تھی کہ اسنے اپنے باپ سے کیوں نہیں پوچھا کہ انہیں عفرا کے روم کے فرنیچر اور سیٹنگ کا کیسے پتہ تھا۔

وہ کہنا چاہتی تھی کہ اپنے باپ سے پوچھو کہ جس گھر میں ابھی عفرا لوگ رہ رہے ہیں وہ انکے نام پہ کیوں ہے۔

مگر وہ نہیں کہہ سکی۔اپنے باپ کے بارے میں بات کرتے جو چمک تھی اسکی آنکھوں میں اور جو لہجے میں مٹھاس تھی وہ نہیں پوچھ سکی۔

اسکے پاپااور اسکے درمیان اب سب ٹھیک ہو رہا تھاتو وہ کون تھی پھر سے میر کو اپنے باپ سے بدگمان کرنے والی۔ نہیں وہ نہیں کر سکتی تھی۔

یہاں شائد ہر انسان ہی دو چہرے رکھتا ہے۔ لیکن مرتضی کمال میں پوچھوں گی ضرور آپ سے کہ یہ جو دو چہروں کا بوجھ اٹھائے پھرتے ہیں اس سے آپ تھکتے نہیں ہیں۔؟

وہ رو رو کہ نڈھال ہو رہی تھی۔ میر کی آواز تھی کہ پورے اپارٹمنٹ میں گونج رہی تھی۔

"نئی یادیں بنانا چاہتا ہوں۔ تمہارے ساتھ"

وہ اٹھی تھی اور میر کا لانگ کوٹ اتار کہ صوفے پہ رکھا تھا۔ ہیٹنگ سسٹم آن کیا اور روم میں جا کہ کمبل میں گھس گئی۔

"ہاں۔ جس دن سے تمہیں دیکھ لیا ہے سکون سے سوتا ہوں"

وہ کمبل میں منہ دیئے رو رہی تھی۔

"میں سکون سے سوتا ہوں اب۔ بغیر کسی دوا کے۔"

نئی یادیں بنانا چاہتا ہوں

ان دنوں کو امر کر لینا چاہتا ہوں

میر کی آواز اسکے ارد گرد گونج رہی تھی اور وہ روتی روتی سو گئی تھی۔ مگر سونے سے پہلے وہ ارادہ کر چکی تھی کہ میر کی یہ خواہش تو ضرور پوری کرے گی آگے زندگی میں پتہ نہیں کیا ہونے والا تھا۔ مگر وہ ان چند دنوں میں اپنی پوری زندگی جی لینا چاہتی تھی میر کے ساتھ۔

ہاں اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ ان تھوڑے سے دنوں میں اپنی پوری زندگی جی لے گی۔

وہ سو چکی تھی مگر سونے سے پہلے اپنی انگوٹھی اتار چکی تھی۔

سائیڈ ٹیبل پہ پڑی گولڈ کی رنگ اپنی چمک کھو چکی تھی۔

محبت جیت گئی تھی۔

آج کی صبح بہت نکھری نکھری سی تھی۔ کیونکہ آج وہ خود بہت مطمئن اور خوش تھی۔ اپنی زندگی میں سے اگر وہ چار دن اپنی مرضی کے گزارنے والی تھی تو کیا برا تھا اس میں۔ آج کلاس کے لئے اس نے میرون کلر کا ٹراوز شرٹ نکالا تھا۔ اور اچھا سا میک اپ بھی کیا تھا۔ اور آج لپ اسٹک بھی میرون لگائی تھی۔ یعنی وہ دل کھول کہ تیار ہوئی تھی۔ بالوں کا اونچا سا جوڑا بنایا اور کانوں میں چوڑی کے جیسی بالیاں پہنی۔ رات بارش بہت تیز ہوئی تھی اور اب بارش کے بعد ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ اس لئے ٹھنڈ سے بچنے کے لئے اس نے گرے کلر کی چمکدار سی شارٹ جیکٹ پہنی تھی۔ جو میر نے اس کے لئے شاپنگ کر رکھی تھی یہ جیکٹ عفرا نے اسی

میں سے سلیکٹ کی تھی۔اور میرون کلر پہ یہ بہت اچھی لگ رہی تھی۔

اسمو کی آئیز پہ اس نے لائنر کی ایک باریک سی لکیر کھینچی اور شیشے میں خود کو دیکھا۔

یااللہ تیری قدرت۔!لوگ خوبصورت یابدصورت نہیں ہوتے۔بس امیر یاغریب ہوتے ہیں۔اب مجھے ہی دیکھ لو۔جب غریب تھی تو کتنی عام لگتی تھی۔اوراب یہ برانڈڈ کپڑے کیسے مجھے چار چاند لگا گئے۔وہ آئینے میں خود کو دیکھتی ہوئی خود سے باتیں کررہی تھی۔اوراپنی ہی باتوں پہ مسکرارہی تھی۔

اچھااگرروشناغریب ہوتی تو کیس لگتی۔۔؟اب وہ تصور میں اسکو عام سے حلئے میں دیکھ سکتی تھی۔اور پھر مسکرا کہ سر ہلاتے ہوئے اس نتیجے پہ پہنچی

تھی کہ لوگ واقعی میں خوبصورت یا بدصورت نہیں ہوتے بس امیر یا غریب ہوتے ہیں۔

اسکی تیاری مکمل تھی اب وہ میر کا انتظار کر رہی تھی کہ کب اسکا میسج آئے۔

اور پھر ساتھ ہی میسج ٹون بجی۔

"میں پارکنگ میں ہوں۔آجاو۔"

اوکے۔کہتے ہوئے اس نے اپنا موبائل اپنے کراس بیگ میں ڈالا اور لپ اسٹک بھی بیگ میں رکھی۔اب وہ لیپ ٹاپ بیگ اٹھاتی ہوئی باہر نکل گئی۔

ایلیویٹر سے باہر نکلتے ہی اسکی نظر سامنے اینٹرس گلاس گیٹ کے پار میر کی گاڑی پہ پڑی۔ وہ جیسے ہی گیٹ کے پاس پہنچی وہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ وہ عمارت کے تین سے چار اسٹیپ سنبھل کی اترتی ہوئی گاڑی میں جا بیٹھی۔ اس نے میر کی طرف دیکھنے سے گریز کیا تھا۔ وہ بغیر دیکھے جان چکی تھی کہ وہ اسے ہی دیکھ رہا ہے اور حیران ہے۔

کیسے ہو۔۔؟؟ سیٹ بیلٹ لگا کہ اس نے اسے دیکھا۔

اچھا ہوں۔ وہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔

اچھا سنو۔ آج اگر تم فری ہوئے تو کلاس کے بعد کہیں باہر جائیں گے۔

خالص بیویوں والا انداز۔

آج میر کے لئے سرپرائزنگ ڈے تھا۔ پہلا سرپرائز عفرا کی تیاری تھی اور دوسرا اسکی فرمائش وہ بھی اتنے خوبصورت انداز میں۔(اچھا سنو۔۔(

میر مسکراتا ہوا اسے ہی دیکھے جارہا تھا۔

کیا آج ہم یہیں بیٹھ کہ ایک دوسرے کو دیکھنے والے ہیں۔۔؟

خیال اچھا ہے۔۔رومینٹک انداز

اچھا فضول باتیں نہ کرو اور گاڑی چلاو مجھے دیر ہو رہی ہے۔اسکے لب بھی مسکرائے

جب کوئی پیار کی بات کرو تو تم کہہ دیتی ہو فضول بات۔یہ کیا فضول بات ہوئی۔وہ شکایت کر رہا تھا۔

زیادہ پیار کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ کیا پتہ راس بھی آئیں یا نہ آئیں۔

تم پہلے تو اتنی نیگیٹو نہیں تھی۔ میر نے اسے گھورا

پہلے میں نے وہ سہا بھی نہیں تھا جو اب سہہ رہی ہوں۔ پتا ہے میر میں تم سے دور جانا چاہتی ہوں مگر نہیں جا سکتی۔ بے بسی چیک کر و میری۔ وہ اداس ہوئی

اچھا اب اداس مت ہونا۔ اور جو تم نہیں جا سکتی دور تو کیوں خود سے ایک جنگ چھیڑے بیٹھی ہو۔ ہتھیار ڈال دو۔ خود کو قسمت کے آسرے پہ چھوڑ دو۔ ہاتھ پاؤں مت مارو۔ تھکاوٹ کے سوا کچھ نہ ملے گا۔ ہو گا وہی جو طے

شدہ ہے۔بس chill کرواور دیکھو قسمت کہاں لے جائے۔اور مجھے یقین ہے قسمت تمہیں میرے پاس ہی لائے گی۔کیونکہ تمہاری قسمت کوئی اور نہیں میر مرتضی ہے۔

وہ اسے سمجھا رہا تھا۔پیار سے۔محبت سے۔

اور اس منگنی کا پھر کیا مطلب ہے۔؟؟

یہ جو انگوٹھی کبھی تم اتارتی ہو اور کبھی پہنتی ہو۔یہ صرف تمہارے سیدھے ہاتھ کی پریکٹس کے لئے ہے۔ keep it up. وہ مسکرایا تھا

عفرا نے ایک زور کا پنچ اسکے بازو پہ دے مارا۔

میں اس سیدھے ہاتھ کی پریکٹس اس طرح بھی کر سکتی ہوں۔

فیوچر میں گناہ ملے گا۔

گناہ اور ثواب کی باتیں تم رہنے دو۔ وہ رخ موڑ کہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

قسم کھا رکھی ہے تم نے کہ دوپل کے لئے میر کو خوش نہیں ہونے دینا۔ کچھ نہ کچھ ایسا کہنا ہے کہ اسکا موڈ خراب ہو جائے۔ وہ برا مان گیا تھا۔

میر سنو میری بات۔ایک بار بھی کوشش کی تم نے سیدھے طریقے سے مجھے اپنانے کی۔۔؟اگر میرے گھر رشتہ بھیجا ہوتا تو آج میں اتنی نیگٹو نہ ہوتی۔ایک سنگل کوشش۔۔۔بس ایک سنگل کوشش تم نے کی ہوتی مجھے اپنانے کی تو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پہلے سب اتنی افراتفری میں ہوا۔ تمہاری ماما کو پتہ چلنا۔ تم لوگوں کا گھر چھوڑ جانا۔ میں کہاں لے کہ جاتا رشتہ۔۔؟؟اور جب تم دوبارہ ملی تب سے تم مجھ سے ٹھیک سے بات نہیں کر رہی۔اور پھر منگنی کی انگوٹھی دکھا کہ بتاتی ہو کہ تم مووآن کر چکی ہو۔ تم کسی کی امانت ہو۔اب ہم دوست نہیں رہے۔۔۔۔اور بھی پتہ نہیں کیا کیا۔۔۔کب کہا تم نے مجھے کہ میں

رشتہ بھجواوں اور میں نے انکار کیا۔۔۔؟؟ بولو کب ہوا یہ۔۔۔؟؟؟ وہ اس پہ غصہ کر رہا تھا

وہ خاموش تھی کیونکہ وہ سچ کہہ رہا تھا۔ وہ اسکی شکل دیکھتا ہوا نرم ہوا۔

اوکے تو کیا ہم واپس ریلیشن شپ میں آ گئے ہیں۔۔؟؟ کیا ہمارا راستہ پھر سے مل گیا ہے جو موو آن پہ ختم ہوا تھا۔۔۔؟؟ اگر ایسا ہے تو بولو میں آج ہی اپنے پاپا کو تمہاری ماما پاس بھیجتا ہوں۔ وہ ہمارے رشتے کی بات کریں گے۔ وہ اسکی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ہاں ہم واپس ریلیشن شپ میں ہیں۔ مووآن ہم کبھی کر ہی نہیں پائے۔ مگر ابھی تم اپنے پاپا سے کچھ مت کہنا۔ میں پہلے یہ منگنی سے چھٹکارا چاہتی ہوں ۔میں نہیں چاہتی کہ ماما کو آپ لوگوں کو انکار کا کوئی بہانہ ملے۔

سہی کہہ رہی ہو۔پہلے یہ مصیبت ختم ہونی چاہیئے۔ لیکن تم بس تھوڑا سا مجھے ٹائم دو۔ میں واپس پاکستان جاتے ہی سب سے پہلے یہ انگوٹھی والا قصہ ہی ختم کرونگا۔

اچھا یہیں پہ روک دو گاڑی۔ میں چلی جاونگی۔ ورنہ میرے گروپ کے لوگوں سے کوئی دیکھ لے گا مجھے تمہارے ساتھ۔ وہ اپنا لیپ ٹاپ اٹھا رہی تھی پچھلی سیٹ سے۔

مجھے فرق نہیں پڑتا۔ میر مرتضی ڈرتا نہیں ہے کسی سے۔ مگر تمہارے لئے روک رہا ہوں کہ تمہاری فکر ہے مجھے۔اس نے روز کی کہی بات دہرائی۔

عفرا مسکرادی۔

واپسی پہ یہیں ملنا۔ وہ کہتی ہوئی اپنے راستے چل پڑی تھی۔اور میر اسے دور تک جاتا دیکھتا رہا۔

کلاس ختم ہونے کے بعد وہ اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔ نوٹس والی فائل بھی لیپ ٹاپ والے بیگ میں ڈالی اور ساتھ والی چیئر پہ پڑی اپنی جیکٹ اٹھا کہ پہنی تبھی میر کا میسج آگیا۔

طروبہ کی پارکنگ میں ہوں۔یہیں آجاو۔

اوکے۔کامیسج اسے کیااور اپنے کراس بیگ سے لپ اسٹک نکال کہ ہونٹوں پہ خوب رگڑی اور جلدی سے موبائل اور لپ اسٹک بیگ میں رکھ کہ بند کیا اور لیپ ٹاپ اٹھا کہ چل پڑی۔

وہ پارکنگ میں اپنی گاڑی کے اندر موجود تھا۔عفرا کو دیکھ کہ گاڑی سے اترا اور فرنٹ ڈور کھولا۔وہ لیپ ٹاپ بیگ اسے پکڑاتی ہوئی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ جبکہ اس نے پچھلا دروازہ کھول کہ لیپ ٹاپ بیگ رکھا۔اور پھر خود بھی گاڑی میں آبیٹھا۔جلدی سے سیٹ بیلٹ باندھا اور پارکنگ سے گاڑی نکال لے گیا۔

ہاں۔اب بولو۔کہاں جانا ہے۔۔؟

مجھے ایسے پوچھ رہے ہو جیسے صدیوں سے یہاں رہتی ہوں اور استنبول کے چپے چپے سے واقف ہوں۔ وہ طنزیہ مسکرائی۔

سی سائیڈ چلیں۔ ؟

اس وقت۔ ؟شام گہری ہو رہی ہے۔

تو کیا ہوا۔ رات میں اور بھی مزہ آئے گا۔ سکون سے ساحل کنارے بیٹھیں گے اور لہروں سے دل کی باتیں کریں گے۔

سچ میں۔۔۔؟؟ وہ مسکرائی

تو پھر چلیں۔۔۔؟؟

ہاں چلو۔۔میں بھی تو سنوں تمہارے دل کی باتیں۔وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔

میر نے گاڑی سی سائڈ کی طرف بڑھائی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بارونق سڑک پہ تھے جو سمندر کے کنارے تھی۔

وہاں زیادہ تر لوگ واک کرتے نظر آرہے تھے۔میر نے ایک جگہ گاڑی پارک کر دی۔

ہم یہاں سے دور تک واک کرتے ہوئے جائیں گے۔وہ عفرا کو بتا رہا تھا۔

میں نے ہیل پہنی ہے میر۔

تو جب لگے کہ ہیل کے ساتھ نہیں چل سکتی تو اتار دینا۔میں پکڑ لونگا۔اب چلو۔اس نے اسکی طرف ہاتھ بڑھایا۔جسے عفرا نے تھام لیا۔

یہاں سمندر کی لہروں کا بہت شور تھا اور لوگوں کا بھی۔ زیادہ تر یہاں سیاح تھے اور کچھ جو مقامی واک پہ آئے تھے انکے ساتھ انکے پیٹس بھی تھے۔ دور کہیں میوزک بج رہا تھا۔ اور کچھ لوگ میوزک بجانے والے کے گرد جمع تھے۔

سمندر میں موجود شپس کی روشنیاں سمندر کی سطح پہ بہت بھلی لگ رہی تھیں۔ سب کچھ بہت الگ تھا۔ بہت خوبصورت۔

یہاں زیادہ تر کپلز اور دوستوں کے گروپ تھے۔ بچے کم تھے یہاں۔ پتہ نہیں یہ کونسی جگہ تھی۔ بس ایک خوبصورت سا خواب معلوم ہو رہا تھا عفرا کو۔

اب وہ سمندر کے پاس جا رہے تھے۔ اور وہاں بہت سارے بڑے چھوٹے پتھر تھے۔ ہیل پہن کہ پتھروں پہ چلنا نا ممکن تھا۔ وہ تو یہاں آئی بھی پہلی بار تھی۔ ان پتھروں پہ چلنے کا اسے کوئی تجربہ نہ تھا۔

میر میں آگے نہیں جا سکتی۔ وہ رک گئی۔

میر نے جھک کہ اسکا جوتا اتارا۔ اور ایک ہاتھ میں اسکے شوز پکڑ کہ دوسرے ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھام کے آگے لے جانے لگا۔ اب وہ تقریبا پانی کے پاس آ گئے تھے۔

یہ جگہ پر سکون تھی۔ یہاں اندھیرہ تھا۔ اور یہاں تک لوگوں کا شور بھی نہ آتا تھا۔ بس پانی تھا جو اپنی زبان میں کوئی نظم یا گیٹ گاتا محسوس ہو رہا تھا

وہ ایک بڑی سی چٹان دیکھ کہ اس پہ بیٹھ گئے۔

وہ دونوں خاموش تھے۔

اور کہتے ہیں خاموشی کی بھی اپنی ایک زبان ہوتی ہے۔

میر نے عفرا کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں رکھا تھا۔

عفرا نے اپنا سر اسکے کندھے پہ رکھ دیا۔ میر سٹل ہوا۔ پتہ نہیں یہ ماحول کا اثر تھا یا کیا تھا۔ وہ ایک دوسرے کے قریب ہو چکے تھے۔ میر نے اپنا ایک بازو اسکے کندھے پہ رکھ دیا۔

یہ سمندر کا قصور تھا۔

اندھیرے کا

یا پھر خامشی اور پر سکون چلتی ٹھنڈی ہوا کا

جو بھی تھا۔ وہ ایک۔ دوسرے میں گم تھے۔

کوئی دھاگہ

تجھ سے جوڑے تو

منت کی باندھوں

ڈور سجن۔۔۔

چل مجھ سے

عشق دوبارہ کر

چل پھر سے

ناتا جوڑ سجن۔۔۔۔

آو عفرا یہاں سے چلتے ہیں۔پہلے ہوش میں میر ہی آیا تھا۔

کیوں۔کیا ہوا؟ ٹھنڈی ہوا سے عفرا کی ناک سرخ ہو چکی تھی۔

یہاں بہت ٹھنڈ ہے۔ چلو وہاں جا کہ کچھ کھاتے ہیں۔میر نے بازو لمبا کر کہ دور ایک ڈھابہ نما جگہ کی طرف اشارہ کیا۔

او کے۔وہ بھی اٹھی۔اور پھر ویسے ہی ہاتھ پکڑ کے وہ اسے احتیاط سے پتھروں پہ چلاتا ہوا اس شیشے کے پنجرے کے پاس لے گیا۔جو سمندر میں کافی اونچائی پہ تھا اور اسکے لکڑی کے زینے خشکی پہ تھے۔

وہ لکڑی کا زینہ چڑھ کہ اس ڈھابہ نما شیشے کے پنجرے میں چلے گئے۔اندر ہیٹنگ سسٹم بہت اچھا تھا۔عفرا کا جسم یکدم سکون میں آیا اور پھر اگلے ہی پل سارے میں پھیلی کافی کی تلخ خوشبو نے بھوک جگا دی۔

وہ کارنر والی ٹیبل پہ جا کہ بیٹھ گئے۔

تو ہم یہاں کافی پینے والے ہیں۔؟ عفرا نے دیکھا زیادہ تر لوگ کافی پی رہے تھے۔

نہیں ہم وائٹ ساس پاستہ اور ہربل ٹی بھی لے سکتے ہیں

وائٹ ساس پاستہ اور ہربل ٹی کا کیا کمبی نیشن ہے۔۔۔؟؟؟؟

ویل۔ ہم پیزا اور ترکش چائے آڈر کر سکتے ہیں۔ اچھا کمبی نیشن ہو گا۔ چلو نہ ٹرائے کرتے ہیں۔

پیزا اور وائٹ ساس پاستہ ایک سے ہیں۔ عفرا نے منہ بنایا۔

اچھا یہ بات مجھے نہیں پتہ تھی۔مجھے ہمیشہ انکا ٹیسٹ الگ الگ ہی لگا۔میر نے غصے دبایا

کیا ہم آرگیو کر رہے ہیں۔۔۔؟؟عفرا نے تیکھی نظریں اسکے چہرے پہ گاڑھیں

نہیں۔ہم تو بس ڈیسائیڈ نہیں کر پا رہے۔میر نے اسے تسلی دی۔

ویسے ہم سینڈوچ بھی کھا سکتے ہیں۔میر نے ایک اور آپشن سامنے رکھا۔

بھوکے رہ جائیں گے۔۔وہ بھی ریجیکٹ ہو گیا۔

اچھا پھر جلدی ڈیسائیڈ کرلو ورنہ میں bruschitta آرڈر کرلونگا۔

ہیں۔۔۔؟ وہ کیا چیز ہے۔؟

اٹالین فوڈ ہے۔ یہاں کے لوگ شوق سے کھاتے ہیں۔

ہوتا کیا ہے۔؟ وہ بہت سسپیشیس تھی۔

کچھ خاص نہیں بریڈ ہے جسے زیتون کے تیل میں بھگویا جاتا ہے اور عام طور

پہ لہسن یا پیاز کے ساتھ سرو کیا جاتا ہے۔

لہسن۔۔۔۔آں۔۔۔۔اس نے برا سا منہ بنایا۔ ہم وائٹ ساس پاستہ اور

ترکش چائے آرڈر کر رہے ہیں

نہیں۔اسکی مختلف ریسپی ہیں ایک روسٹڈ بریڈ ہے اس پہ بہت سی موذریلا

چیز ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم وائٹ ساس پاستہ کھانے والے ہیں۔بس۔

پکا۔۔۔؟؟

یس۔لاک کیا جائے۔وہ کہتی ہوئی مسکرائی۔میر بھی مسکرادیا۔اور ہاتھ بلند کر کہ ویٹر کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

ہائے۔۔۔۔ایک ترکش لڑکی میر کے پاس آئی۔

میر اپنی سیٹ سے اٹھا اور وہ اسے ہگ کر گئی۔ وہ اپنی زبان میں پتہ نہیں کیا کیا بولے جا رہی تھی

عفرا کو بس اتنا ہی سمجھ میں آیا کہ وہ اس سے کافی فرینک تھی۔

وہ بلیک منی سکرٹ میں اپنی پتلی لمبی ٹانگوں والی لڑکی بہت ہی خوبصورت تھی۔ اسکے بال بوائے کٹ تھے۔ اور کان میں ایک طرف ٹاپس تھا اور دوسری طرف بالی تھی۔ اپنا لانگ کوٹ کندھے پہ ڈال رکھا تھا۔

میر نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا۔ وہ بیٹھ چکی تھی اور اب عفرا کے بارے میں شائد بات کر رہی تھی۔

یہ ہماری گیسٹ ہیں۔ پاکستان سے آئی ہیں۔ میر اب انگلش میں بات کر رہا تھا۔

وہ عفرا کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کے اسے گڈ ٹائم وش کر رہی تھی۔اور میر کو شائد آفر دے رہی تھی کہ وہ عفرا کو استنبول گھما سکتی ہے۔

میر نے اسکے کنسرن کے لئے اسے تھینک یو بولا اور اسے بتایا کہ وہ اسکے ساتھ نہیں جا سکتی کیونکہ عفرا کو بس اردو زبان آتی ہے۔ ترکش یا انگریزی میں وہ بات نہیں کر سکتی۔ کمیونکیشن گیپ ایک بہت بڑا مسلہ ہے۔

وہ بغیر برا منائے اب میر سے کچھ اور بات کر رہی تھی۔ کہ تبھی اسکے دوستوں نے اسے آواز دی اور وہ معذرت کرتی ہوئی اٹھ گئی۔

مگر جاتے جاتے میر کو ہگ کیا اور گال پہ کس بھی کر گئی۔

عفرا منہ کھولے اسے دیکھتی رہ گئی۔اسکا موڈ غارت ہو چکا تھا

مگر میر ریلیکس تھا۔ جیسے اسکا ہگ کرنا یا کس کرنا روٹین ورک ہو۔

انکا آرڈر آچکا تھا۔اور وہ کھا رہے تھے مگر عفرا بار بار کن اکھیوں سے اس لڑکی کو بھی دیکھ رہی تھی۔جسکا ان کی طرف اب دھیان ہی نہیں تھا وہ اپنے دوستوں ساتھ قہقہے لگا رہی تھی۔وہ میر کو پہ بھی نظر رکھے ہوئے تھی مگر میر نے ایک بار بھی اس لڑکی کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

واپس وہ واک کر کہ گاڑی تک آئے اور پھر سیدھا گھر۔

- آج کا دن بہت تھکا دینے والا تھا۔وہ جاتے ہی بستر پہ ڈھے گئی

جمعہ کا دن تھا آج۔اور میر نے عفرا کو بتایا تھا کہ وہ سارا دن گھر رہے گا تو کوئی بھی کام ہو تو وہ اسے کال کر لے۔اب جیسے ہی عفرا کی آنکھ کھلی تھی وہ فوراا سکی طرف جانے کے لئے ریڈی ہو گئی تھی۔جاتے جاتے اس نے کچن سے نوڈلز کے دو پیکٹ اٹھا لئے تھے۔

میر اپنے بستر میں لیٹا لیپ ٹاپ پہ کچھ آفس ورک کر رہا تھا جب ڈور بیل بجی۔اس نے گود سے لیپ ٹاپ بستر پہ رکھا اور سرکل مرر کے سامنے کھڑے ہوتے اپنا جائزہ لیا۔شرٹ کے اوپر والے دو بٹن بند کیے۔اور دروازے کی طرف گیا۔

اسلام علیکم۔جیسے ہی دروازہ کھلا عفرا کی چہکتی آواز سننے کو ملی ۔

وعلیکم السلام۔ خیر ہے آج صبح صبح۔۔۔ وہ اسکے لیٹ اٹھنے پہ چوٹ کر گیا۔

صبح صبح ہی اٹھتی ہوں میں۔ پلٹ کہ فوراجواب دیا۔

ہاں جیسے میں تو تمہیں جانتا ہی نہیں نہ۔ یہ کیا ہے۔۔؟؟

نوڈلز۔۔

تو ناشتہ میں ہم نوڈلز کھانے والے ہیں۔ اس نے برا سا منہ بنایا۔

دیکھو میر۔ باہر بارش ہو رہی ہے۔ استنبول کا موسم کتنا پیارا ہے نہ۔ یہاں کی بارش کا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ وہ بچوں کی طرح خوش ہوتی بالکنی میں چلی گئی۔

واو۔ تمہاری بالکنی کا نظارہ تو بہت پیارا ہے۔ یہاں سے تو سمندر زیادہ اچھا نظر آتا ہے۔ اور وہ ٹاور۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا وہ گلاطہ ٹاور ہے جسکے بارے میں تم بات کر رہے تھے۔؟؟

تم پہلے یہ بتاو تمہیں ہمیشہ دوسروں کی چیزیں ہی کیوں پسند آتی ہیں۔ ؟؟

نہیں ایسا نہیں ہے۔ سچ میں تمہاری بالکنی سے استنبول زیادہ پیارا دکھ رہا ہے۔

تو ٹھیک ہے تم یہاں رہ لو۔ میں وہاں رہ لونگا۔

اب دن ہی کتنے بچے ہیں۔ مگر میر تم مجھے یہاں کی مشہور رنگین سیڑھیوں پہ نہیں لے کہ گئے۔ میں تم سے بات ہی نہ کرتی اگر میری۔ مجبوری نہ ہوتی۔

وہ ناک پھلا کہ اسکے قریب سے گزرتی ہوئی اندر جا چکی تھی۔

تم چاہو تو میں ابھی تمہیں یہاں کی سب سے مشہور جگہ سے ترکی کا ٹرڈیشنل بریک فاسٹ کروا سکتا ہوں۔ کیا کہتی ہو۔ ۔؟

ابھی بارش میں۔۔۔۔؟؟ وہ حیران ہوئی

ہاں۔ ایٹ لیسٹ یہ نوڈلز تو نہیں کھانے پڑیں گے نہ۔ اس نے ایسی شکل بنائی کہ خومخواہ ترس آجائے۔

نہیں نوڈلز تو نہیں مگر میں سوچ رہی ہوں ہم پکوڑے بناتے ہیں۔ تم جانتے ہو نہ مجھے اپنے روایتی کھانے پسند ہیں۔ فاسٹ فوڈ بھی پسند ہے۔ آخری بات اس نے میر کے کان میں رازداری سے بتائی تھی۔ وہ اسکے انداز پہ مسکرایا

تو چلو پھر تم سبزی نکالو۔ ہم چائے اور پکوڑوں کا ناشتہ کرتے ہیں۔ اچھا ہے ڈفرنٹ چیزیں کرتے رہنا چاہیئے۔۔ وہ اسے سراہ رہا تھا۔

ٹھیک ہے میں سبزی کاٹ لیتی ہوں۔ وہ فریج سے سبزی نکال ک ٹیبل پہ رکھ کہ میر کو دیکھنے لگی۔۔۔

کیا ہوا۔۔؟ اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں پوچھا۔

میں سبزی کاٹو نگی تو تم کیا کرو گے۔ وہ ہاتھ میں پکڑی چھری کا رخ اسکی طرف کر کہ بولی۔

میر نے چھری نیچے کو کی۔اور اسے ایپرن پہنا دیا۔

میں تیل گرم کر کہ فرائی کر لو نگا۔

اچھا جی۔ بڑا احسان ہو گا آپکا۔۔

کوئی بات نہیں عفرا تمہاری خاطر یہ بھی سہی۔ معصوم سی شکل بنالی۔

نہیں تم میری خاطر اتنی قربانی نہ دو۔ایسا کرو بس یہ سبزی کاٹ دو باقی سب میں دیکھ لو نگی۔وہ چھری اسکے ہاتھ میں پکڑا کہ اسکو ٹیبل پہ بٹھا چکی تھی۔

چلو شاباش تم کام کرو میں ذرا بالکنی کا چکر لگا کہ آتی ہوں۔

اور جب تک وہ بالکنی سے اندر گئی تھی تب تک وہ پکوڑوں کے ساتھ ساتھ

چائے بھی ریڈی کر چکا تھا۔

اب کیوں آ گئیں۔؟ سارا کام ختم ہو گیا تھا۔ میں یہ ٹرے میں رکھ کہ

تمہارے پاس ہی آ رہا تھا۔

ارے واہ۔۔ تم تو بہت سگھڑ ہو۔ اس نے کچن کو دیکھا جو بلکل صاف تھا۔

تم بھی تھوڑی سگھڑ بنو۔ شادی کر کہ شوہر کی خدمت کرو گی تو جنت ملے

گی۔ اور اگر یہی بال رہا تو بس پھر شوہر ہی جائے گا جنت میں۔ آخر میں وہ

مسکرایا

یہاں بات شوہر کی ہو رہی ہے تو تم کیوں اتنے خوش ہوئے جا رہے

ہو۔۔۔۔؟؟؟ وہ کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔

اچھااب سکون سے پکوڑے کھانے دینا۔اس نے ٹیبل پہ ٹرے رکھی اور

خود بھی کرسی پہ بیٹھ گیا۔

یہاں جھولا جھولتے ہیں نہ۔وہ کارنر میں پڑے جھولے میں بیٹھ گئی۔

میر نے اسے اسکی چائے کا مگ پکڑایااور اپنامگ اور پلیٹ پکوڑوں کی لے کہ

جھولے میں بیٹھ گیا۔انکے درمیان پکوڑوں کی پلیٹ رکھی تھی۔

سامنے ریلنگ کے پار برستی بارش اور گرما گرم چائے پکوڑے۔بہت ہی

مزے دار تھاسب

ایک بات پوچھوں۔۔۔۔وہ چائے کے سپ لیتا ساتھ ساتھ موبائل اسکرولنگ کر رہا تھا۔

ہاں پوچھو۔

وہ لڑکی کون تھی۔ ؟

میر نے موبائل پلیٹ کے ساتھ رکھ دیا۔

وہ ڈیفنی تھی۔میری کسٹمر ہے۔منتھ میں ایسا کوئی ویک نہیں ہوتا جب ڈیفنی کے نام سے طروبہ میں کوئی ٹیبل یا روم بک نہیں ہوتا۔وہ ہماری ریگولر گیسٹ ہے۔

بہت فرینک تھے آپ دونوں آپس میں۔۔۔نہیں۔۔۔؟؟؟

ہاں ہم فرینک ہیں۔ یہ ہمارا کام کرنے کا طریقہ ہے۔ کیونکہ وہ میری ریگولر گیسٹ ہے۔ اور میرے انویسٹر احمت کی کزن بھی ہے۔ اور ہم اسے اسپیشل ڈسکاونٹ بھی دیتے ہیں۔

بس اتنا ہی۔۔۔۔۔؟؟ عفرا نے چائے کا سپ لیتے اسے غور سے دیکھا۔

میر نے ایک لمبی سانس کھینچی اور بولا

ڈیفنی جیسے کسٹمر ہمارے لئے بہت ویلیوایبل ہیں۔ ایسے کسٹمر اگر بغیر ریزرویشن کے بھی آتے ہیں اور کوئی ٹیبل خالی نہیں بھی ہوتی ہم تب بھی

انکے لئے ٹیبل نکال لیتے ہیں۔ ہم ایسے ہی کام کرتے ہیں۔ خاص طور پہ اپنے ریگولر کسٹمر کو ویلیو کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔

کیا ایسے کسٹمر اور بھی ہیں۔۔؟ عفرا کی چائے اچانک سے بدمزہ ہوگئی تھی۔

بلکل ہیں۔اور بہت سارے ہیں۔ ہمارے ہوٹل کی رننگ بہت اچھی ہے۔ لوگ ہفتوں پہلے ٹیبل بک کروا لیتے ہیں۔ کیونکہ جو پروٹوکول اور لذیذ کھانے انہیں طروبہ سے ملتے ہیں وہ انہیں کہیں سے نہیں ملتے۔ ہمارے شیف کمال کے ہیں۔ تم کبھی ہمارے ہوٹل کے ترکش کباب اور فش ٹرائی کرنا۔ آئم شیور تم ہمیشہ کھانا چاہو گی۔

لیکن اس نے تمہیں کس کی۔دو بار۔ عفرا کی سوئی ابھی تک ڈیفنی پہ اٹکی تھی۔

یہاں کے لوگوں کا ایک انداز ہے ملنے کا۔ کیا تم نے اور لوگوں کو وہاں اس طرح سے ملتے نہیں دیکھا تھا۔۔؟

نہیں۔وہ جھٹ سے سر نفی میں ہلا گئی۔ میر ایک لمبی سانس لے کہ رہ گیا۔ سہی۔اگر تم نے نہیں دیکھا تو یہ بھی میرا فالٹ ہے۔

چائے اور پکوڑے ختم ہو چکے تھے۔ عفرا نے برتن اٹھ کہ ٹیبل پہ رکھ دیئے اور واپس جھولے میں بیٹھ کہ سکون سے ٹیک لگا گئی۔ میر ہلکا ہلکا جھولا جھولا رہا تھا۔

عفرا تمہارے لئے ایک ایڈوائز ہے۔

کیا۔۔؟؟؟

تم فارغ مت رہا کرو۔ اپنا دماغ تم ادھر ادھر کی چیزوں میں خرچ کرتی ہو۔ یہ مت کیا کرو۔ کسی مشن پہ لگ جاو۔ مطلب کوئی مقصد بنالو اپنا۔ اور اپنی ساری انرجی اس میں لگاو۔ تاکہ کوئی فائدہ ہو۔

مثلا۔۔۔۔؟

مثلا۔۔۔۔ پاکستان میں لوگ کتنے گھریلو ٹوٹکے یوز کرتے ہیں۔ بالوں کے لئے۔ اسکن کے لئے۔ تو تم کچھ ریسرچ کرو۔ تھوڑی محنت کرو کوئی آرگینک شیمپو یا کوئی کریم بناو۔ اور جب بن جائے تو مختلف لوگوں کو استعمال کے لیے دو کہ وہ لوگ دو ماہ یا تین ماہ استعمال کے بعد اپنا ریویو دیں۔ اگر تو ریویو اچھا آتا ہے تو ہم اس کریم یا شیمپو کے سیمپل یہاں استنبول میں پاس ہونے کے لئے بھیجیں گے اور اگر نہیں بھی پاس ہوتی تو تم اس میں کچھ چینجنگ کر کہ دوبارہ کوشش کرنا۔ اور اگر تمہاری کریم یا شیمپو پاس ہو جاتا ہے۔ تمہیں اس پہ کام کرنے کا سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے تو تم اپنی ایک چھوٹی سی کمپنی اسٹارٹ کر سکتی ہو۔

شروعات کسی بھی چھوٹی اور سستی جگہ سے کی جا سکتی ہے۔

شروعات تین یا چار لوگوں پہ مشتمل پروڈکشن ٹیم سے کی جا سکتی ہے۔

تم تو خوش قسمت ہو تمہارے پاس میں ہوں۔ میں تمہارا انویسٹر بنو گا۔ وہ چھوٹی سی جگہ وہ چھوٹی سی ٹیم میں تمہیں دے سکتا ہوں۔

میں تمہارے لئے ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی ہائر کر سکتا ہوں جو تمہاری پراڈکٹ کے لئے ایڈ بنائے گی اور تمہاری پراڈکٹ کو پرموٹ کرے گی۔

پھر تمہاری پرڈاکٹ کو لوگ جاننے لگیں گے۔ لوگ خریدنے لگیں گے۔

اور جب تمہاری پراڈکٹ مارکیٹ میں اپنا ایک نام اور جگہ بنا چکی ہو گی۔ پھر ایک دن ٹی۔وی چینل پہ بیٹھ کہ تم لوگوں سے اپنی سٹرگل شئیر کر رہی ہو گی۔ تم کیسے استنبول آئی۔ کیسے تم نے اپنا برانڈ بنانے کا سوچا۔ اور کیسے تم یہاں تک پہنچی۔

تمہیں کیا کیا مشکلات فیس کرنی پڑی۔ مگر تم نے اپنا سفر جاری رکھا ۔ ضروری ہے تو بس سفر جاری رکھنا۔

تم اس میسج کے ساتھ اپنے انٹرویو کا اختتام کر سکتی ہو۔ وہ اب اپنی بات ختم

کر کہ اسکے تاثرات جانچ رہا تھا

اللہ۔۔۔۔۔ میر تم کتنا اچھا بولتے ہو نہ۔۔۔ سننے میں کتنا اچھا لگ رہا ہے نہ۔

میری کمپنی۔ میرا برانڈ۔ میری پروڈکشن ٹیم۔۔ میرا پراڈکٹ۔ وہ تصور

میں کہیں کھو گئی تھی۔

عفرا اس طرح سے سوچنا شروع کرو۔ جب تک ہم سوچیں گے نہیں تو ہم

کریں گے کیسے۔ اور جب ہم سوچتے ہیں تو اسکا 100% نہ سہی 45% تو

کر ہی لیتے ہیں اور کچھ لوگ جو بہت میری طرح جنونی ہوتے ہیں وہ

100% بھی اچیو کر لیتے ہیں۔

میں نے سوچا تھا کہ اپنے بزنس کو انٹر نیشنل لیول پہ لے کہ جاونگا۔ تو دیکھو آج استنبول اور دبئ میں میرے ہوٹل ہیں۔

میں نے سوچا تو کر پایا۔ اور اگر جو سوچا ہی نہ ہوتا۔۔۔۔؟؟

ہاں مشکلات آتی ہیں۔ انویسٹر ڈھونڈنا آسان نہیں ہوتا۔ اور قسمت سب پہ فدا بھی نہیں ہوتی۔ کہ جو سوچا وہ پالیا۔ لیکن ایٹ لیسٹ سوچو تو۔۔

مجھے آٹھ ماہ انویسٹر نہیں ملا لیکن میں نے ہمت نہیں ہاری۔ اور اب دیکھو۔۔ لگن ہو کچھ کر دکھانے کی تو انسان کر ہی جاتا ہے۔

عفرا خود کو ان فضول سوچوں سے نکالو۔ ڈیفنی بہت خوبصورت ہے اور تم کم خوبصورت ہو۔ اپنا موازنہ کسی روشنا یا ڈیفنی سے مت کرو۔ خود کو کسی مثبت کام میں لگاو۔ ہر انسان کا چہرہ اللہ کی طرف سے اسکو گفٹ ہے۔ اور

یقین کرو یہاں ہر کوئی خوبصورت ہے۔بس اس خوبصورتی کو سامنے والے کے چہرے پہ نہ ڈھونڈو۔یہ غلط ہے

اور آخری بات۔۔۔۔اب وہ تھوڑا اسکے قریب ہوا تھا۔اسکی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا۔

ڈیفنی ہو یا روشنا یا پھر کوئی اور یقین کرو کوئی سونے کا بن کہ بھی آ جائے تو مجھے فرق نہیں پڑتا۔کیونکہ میرا دل تم سے لگ گیا ہے۔اور دل لگنے کا مطلب سمجھتی ہو۔۔۔؟جہاں دل لگ جاتا ہے نہ پھر اسکے سوا کہیں دل نہیں لگتا۔(پیار بھری سرگوشی(

پھر خوبصورت بھی وہی

تو اچھا بھی وہی

اپنا بھی وہی

تو خاص بھی وہی۔

وہ ہے تو جہاں ہے

وہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

وہ اسکے اوپر جھکا جا رہا تھا۔

وہ بلش کر گئی تھی۔ تم دور رہ کہ بات کرو نہ۔ وہ بے چاری بمشکل بول پائی۔

کہا تھا نہ کسی مجنوں سے زیادہ سر پھرا ہوں میں لیکن تمہیں سمجھ ہی نہیں آتی۔ ہر دوسری لڑکی سے انسکیور ہونے لگتی ہو۔ آخری بار ہے جو پیار سے سمجھا رہا ہوں۔ آئندہ پیار سے نہیں سمجھاونگا۔ قسم سے عفرا تم جیسی لڑکیاں ہوتی ہیں جو اپنے شوہروں سے پٹ جاتی ہیں وہ بھی جوتوں سے۔ آخر میں وہ آنکھ دباتا ہوا شرارت سے اسکی لٹ کھینچ گیا تھا۔

اور تم جیسے شوہر ہوتے ہیں جنکو بیویاں منہ نہیں لگاتیں۔پہلے تو شادی پہ راضی ہی نہیں ہوتیں۔وہ کہاں پیچھے رہنے والی تھی۔

وہ قہقہے لگاتا ہوا بالکنی سے اندر کی طرف بڑھ گیا۔

خیر راضی تو تم ہو۔جاتے جاتے پلٹ کہ جواب دیا اور ساتھ ہی آنکھ ونک کی۔

میر تم شادی کے بعد مجھ پہ ہاتھ بھی اٹھاوگے۔۔۔۔۔؟؟عفرا بالکنی کے دروازے میں کھڑی تلملا رہی تھی۔

اگر تمہاری حرکتیں نہ بدلی تو کچھ کہہ نہیں سکتا۔۔۔۔۔اس نے ایک جاندار قہقہ لگایا۔عفرا کے ایکسپریشنز دیکھنے لائق تھے۔

مر و تم۔ مجھے تم سے شادی ہی نہیں کرنی۔ اللہ کا شکر ہے میری منگنی ہو چکی ہے۔ وہ اب اپار ٹمنٹ سے باہر جا رہی تھی۔

سنو۔۔۔۔ میر نے پکارا

کیا ہے۔۔؟؟ پلٹ کہ کھا جانے والے انداز میں بولی

کیا تمہارے سسرال والوں کو پتہ ہے کہ تم اکثر چھوٹی موٹی چوریاں کرتی رہتی ہو۔ میر نے اپنا والٹ ہوا میں لہرایا

اب کب کی میں نے کوئی چوری۔۔۔؟؟ اس کا منہ غصے سے لال ہوا تھا۔

اچھا۔ تو بتاوں میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے تمہارے منہ ہی نہیں لگنا۔ اتنے بڑے بزنس مین ہو اور دل دیکھو چڑیا جتنا۔ اللہ دے تو دل بھی دے۔ وہ غصے سے لال پیلی ہوتی بڑبڑاتی ہوئی باہر نکل گئی۔

پیچھے میر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ عفرا کو تنگ کر کہ ایک عجیب سا لطف ملتا تھا۔

اور پھر ہنستے مسکراتے لڑتے جھگڑتے بیس دن کیسے گزر گئے پتہ ہی نہ چلا۔

آج اکیسواں دن تھا۔واپسی کا دن۔

عفرا نے پنک کلر کے ریشمی ٹرراوزر اور گھٹنوں سے اوپر تک کی شرٹ کے ساتھ بڑا سا ریشمی دوپٹہ کندھے پہ ڈالے خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔ دوپٹہ تھا کہ بار بار پھسلا جا رہا تھا۔میں دوپٹہ سنبھال لوں بڑی بات ہو گی اوپر سے بال کھلے چھوڑ دینا بیوقوفی ہو گی۔اس نے سوچا اور بالوں کا جوڑا بنانے لگی تبھی ڈور بیل بجی۔

میر بھی نہ۔۔۔جب چابی ہے پاس تو بیل کرنے کا کیا مطلب۔میں نہیں کھول رہی۔وہ سخت جھنجھلائی۔دوپٹہ بھی اتار پیچھے پڑے بیڈ پہ رکھا تھا۔ اب وہ تندہی سے جوڑا بنانے میں لگی تھی۔

دو سے تین بیل پہ دروازہ نہ کھلا تو وہ چابی سے دروازہ کھولتا ہوا اندر آیا تھا۔

لاونج میں کوئی نہیں تھا۔

عفرا۔۔۔!! وہ آواز لگاتا ہوا کمرے میں آیا۔

وہ سامنے ہی بالوں کا جوڑا سیٹ کر رہی تھی۔

تم ابھی تک ریڈی نہیں ہوئی۔ وہ اسکے پیچھے کھڑا اب اسکے جوڑے میں اسکی مدد کر رہا تھا۔

ہو گئی۔۔۔ بس دو ہی منٹ بعد وہ اسکی طرف پلٹی تھی۔

جب وہ اچانک سے پلٹی تو وہ اسکے اتنے قریب تھی کہ انکے بیچ مر کہ ہی کوئی فاصلہ بچا ہو گا۔

آ۔۔۔آئم سوری۔۔وہ پزل ہوئی اور دو قدم پیچھے ہٹی۔

میں بیگ گاڑی میں رکھ کہ آتا ہوں۔تم بس جلدی کرلو۔لاک میں خود لگاونگا پہلے بیگ رکھ آوں۔وہ بیگ لے کر باہر نکل گیا۔

عفرا واپس آئینے کی طرف پلٹی۔اور آنکھوں میں بھر بھر کہ کاجل لگایا۔ بلاشنز اور لپ اسٹک پر تنقیدی نظر ڈالتی ہوئی۔دوپٹہ کی طرف متوجہ ہوئی۔

آج وہ خوش تھی وہ واپس جارہی تھی۔اسکے دل پہ جو بوجھ تھا کہ وہ ایک بار پھر سے ماما کو دھوکہ دے رہی ہے۔آج وہ اس سے بری ہونے ولی تھی۔

(وہ ماں کو سب سچ بتانے والی تھی(

وہ سارے اپارٹمنٹ کی لائٹ آف کر رہی تھی کہ تبھی اسکے موبائل کی رنگ بجی۔

ماما کال کر رہی تھیں۔اس نے جلدی سے کال پک کی۔

جی ماما۔بس میں ائیر پورٹ کے لئے ہی نکل رہی ہوں۔

سنو عفرا۔وہاں ارسلان علی ملے گا تم سے۔

کون۔۔۔۔؟؟

ارسلان۔تمہارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماما وہ یہاں کیا کر رہا ہے۔؟عفرا کی آواز کافی تیز تھی۔

کیا مطلب کیا کر رہا ہے۔ وہ اپنے کسی کام سے وہاں تھا۔ میری ابھی ہی تمہاری ساس سے بات ہوئی ہے۔ انہیں بھی کل ہی بتایا ارسلان نے کہ وہ ترکی میں ہے۔ تو خالدہ نے ہی اسے تمہارے بارے میں بتایا کہ تم بھی وہیں ہو۔ تو اس نے ابھی اپنی ماں سے کہا ہے کہ وہ تم سے ملنا چاہتا ہے۔ تمہاری ساس کی مجھے ابھی کال آئی ہے۔ اور میں نے کہہ دیا کہ وہ تو آج واپس آرہی ہے اسنے کہا کوئی نہیں وہ ائرپورٹ ملنے جا سکتا ہے۔

مہوش خوش لگ رہی تھیں مگر عفرا بہت پریشان ہوگئی تھی۔

ماما وہ ٹریول کیسے کر سکتا ہے اسکے تو پیپرز کا ایشو تھا نہ۔۔؟؟

ہاں تو اب سولو ہو گئے ہونگے نہ سارے ایشوز۔ تم چھوڑو ساری باتیں میں تمہارا نمبر سینڈ کر رہی ہوں تمہاری ساس کو۔ وہ تم سے رابطہ کرئے گا۔ تم اس کی کال اٹھا لینا۔

پیپرز کا مسلہ حل ہو گیا۔۔ سوچ کہ عفرا کا دل مٹھی میں آیا۔ پتہ نہیں ماما اور کیا کیا کہہ رہی تھیں۔ اس نے کال بند کر دی۔

اب یہ نئ مصیبت۔ میں اس سے کیسے ملو نگی۔ میر سے کیا کہو نگی۔ اور میر کے بارے میں اسے کیا بتاو نگی۔۔؟

وہ ساری لائٹس آف کرئے لاونج کے بیچوں بیچ کھڑی تھی۔

کیا ہوا۔ اندھیرہ کیوں ہے۔۔ وہ واپس آ چکا تھا۔ اور اب لاونج کی لائٹ آن ہو چکی تھی۔

میں ساری کھڑکیاں اور دروازے لاک کر چکی تھی۔ اور لائٹس بند کر کہ بس باہر آنے والی تھی۔ وہ مدھم آواز میں بولی۔

وہ توٹھیک ہے مگر تمہاری خود کی بیٹری کیوں ڈاؤن لگ رہی ہے۔؟

وہ اب اپارٹمنٹ کو لاک کر چکے تھے۔

میں ٹھیک ہوں۔اسکے کر اس بیگ میں موبائل رنگ کر رہا تھا۔

اب وہ نیچے گاڑی کے پاس پہنچ چکے تھے۔دوبارہ سے موبائل بج رہا تھا۔

تم کال کیوں نہیں اٹھا رہی۔؟کس کی کال ہے۔وہ اسکے لئے فرنٹ ڈور کھولے کھڑا تھا۔

دیکھتی ہوں۔وہ بجھی بجھی سی بولی۔

اس نے بیگ سے موبائل نکالا۔اور ہمت جمع کرتے ہوئے اس نے کال رسیو کی۔

السلام علیکم۔۔دوسری طرف ایک بھاری مردانہ آواز تھی۔

عفرا کے ماتھے پہ پسینہ آیا۔

وعلیکم السلام۔اسکی آواز کانپی تھی۔پارکنگ سے گاڑی نکالتے میر نے کن اکھیوں سے عفرا کو دیکھا تھا۔

کیسی ہیں آپ۔۔؟ائرپورٹ پہنچ گئیں یا ابھی تھوڑا وقت لگے گا۔؟وہ بہت ہی فرینڈلی انداز میں پوچھ رہا تھا۔

جی بس یہی کوئی تیس منٹ۔

اوکے۔میں بھی ابھی راستے میں ہوں۔آپ جیسے ہی پہنچیں مجھے میسج کر دینا ۔اوکے۔؟؟

اوکے۔اس نے جلدی سے کال کاٹ دی۔

اور میر کو دیکھا۔جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کس کی کال تھی۔؟؟

میر اب ہم پاکستان جا رہے ہیں۔جہاں تم صرف میرے باس ہو گے۔اور میں وہاں بس ایک امپلائی۔میک شیور کہ یہ بات کبھی دماغ سے اسکپ نہ ہو۔میری عزت کا خیال رکھنا تم پہ فرض ہے۔اور میری پسند ناپسند کا خیال رکھنا بھی تم پہ فرض ہے۔مجھے سکون سے اپنا کام کرنا ہے۔میں اب کوئی تھرل نہیں چاہتی زندگی میں۔اور کسی بھی قسم کی کنٹرووَرسی تو بلکل بھی نہیں۔

سہی کہا تم نے۔تمہاری عزت کا خیال رکھنا مجھ پہ فرض ہے۔تمہاری خوشی کا خیال رکھنا بھی مجھ پہ فرض ہے۔

تمہاری زندگی

تمہاری خوشی

تمہارا سکون

اس سب میں۔میں کہاں ہوں عفرا؟؟؟میرا کیا۔۔۔؟؟؟ٹھیک ہے جیسا تم چاہو سب ویسا ہی ہو گا۔مگر پروفیشنل لائف کی حد تک۔میں اپنی پرسنل لائف میں کیا کرتا ہوں یہ میری چوائس ہے۔میری مرضی ہے۔اور میں کسی کو جوابدہ نہیں ہوں۔اس کا انداز دوٹوک تھا۔

کس کی کال تھی۔۔؟وہ دوبارہ پوچھ رہا تھا۔

عفرا نے کچھ سوچا اور پھر بولی۔

میرے منگیتر کی۔

اوہ۔۔۔تواب وہ تمہیں کال بھی کرتا ہے۔واو۔۔۔۔۔۔

پتہ ہے۔مزے کی بات یہ نہیں ہے کہ وہ تمہیں کال کرتا ہے۔مزے کی بات یہ ہے کہ تم اسکی کال پک کرتی ہو۔اس سے بات کرتی ہو۔بائے دا وے تم اس سے کیا باتیں کرتی ہو۔۔۔۔؟؟وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا ہوا پوچھ رہا تھا۔عفرا اسکی آنکھوں میں چھپا درد محسوس کر سکتی تھی۔

اسکی اپنی آنکھیں بھی پانی سے بھر گئیں تھیں۔،

میں ابھی اس سے ائرپورٹ پہ ملنے والی ہوں۔وہ مزید بولی۔

میر نے اسٹیرنگ کو زور سے تھاما تھا۔اسکے ہاتھوں کی نسیں ایکدم واضح ہوئی تھیں۔

دماغ کی رگیں بھی تن گئی تھیں۔آنکھیں ضبط کے مارے لال ہوئی تھیں۔

ماما کی کال آئی تھی۔انہوں نے کہا کہ مل لینا۔اس لئے مجھے ملنا پڑے گا۔وہ وضاحت دے رہی تھی۔اور وہ بس خاموش تھا۔

پورا راستہ بولا نہیں تھا۔

عفرا اپنی جگہ اپ سیٹ تھی۔

کہاں ملنا ہے۔۔؟گاڑی پارک کر کہ وہ بنا اسکی طرف دیکھے پوچھ رہا تھا۔

اس نے کہا کہ مجھے میسج کر دینا اور لوکیشن۔۔۔۔۔

چلو آو۔۔۔وہ اب گاڑی سے اتر کر اسکا ہاتھ تھامے گاڑی کی پچھلی طرف آیا۔ڈکی سے سامان نکالا۔دو آدمی تیزی سے میر کی طرف آئے۔سر پلیز۔۔۔وہ اس سے سامان لے چکے تھے۔وہ گاڑی کی چابی بھی انکو تھما چکا تھا۔وہ اب گاڑی لاک کر کہ سامان تھامے انکے پیچھے پیچھے آرہے تھے۔

تم اسے کال کرو۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے تم یہاں سے ایک انچ نہیں ہلو گی۔ وہ تم سے کہے گا کہ کہیں سائیڈ پہ جا کہ بات کرتے ہیں۔ مگر تم یہاں سے ایک انچ نہیں ہلو گی۔ وہ ویٹنگ ایریئے میں تھے۔ جہاں کافی رش تھا۔ میر نہیں چاہتا تھا کہ وہ کہیں اکیلے میں اسے ملے۔

وہاں بلکل سامنے میں بیٹھا ہوں۔ تم بھی میرے سامنے رہو گی۔ تمہیں سمجھ آرہی ہے میں تم سے کیا کہہ رہا ہوں۔ اسکا لہجہ دبنگ تھا۔ وہ اس وقت ایک الگ ہی میر تھا۔

ہاں۔ تم پریشان مت ہو۔ میں یہیں ہوں۔ تمہارے سامنے۔ اسے میر کا شکنوں سے بھرا ما تھا۔ فکر کرتا انداز۔ پریشان دل بہت اچھا لگ رہا تھا۔ کسی بھی چاہنے والے کو اتنا پوزیسو تو ہونا ہی چاہیئے۔

وہ بنا کچھ کہے پلٹ گیا تھا۔ اور اپنی بتائی ہوئی جگہ پہ جا کہ بیٹھ گیا تھا۔ عین عفرا کے سامنے۔

عفرا نے کال ملائی تھی اور پھر وہ کچھ ہی دیر میں اسکے سامنے تھا۔

اچھا خاصا میچور آدمی تھا وہ۔ جس نے گرے رنگ کا سوٹ وائٹ شرٹ کے ساتھ پہن رکھا تھا۔ اور گرے بلیک ہی ٹائی تھی۔ کلین شیو چہرہ ۔مناسب نین نقش۔

اوہ۔۔۔ تو آپ ہیں عفرا۔۔۔ تصویر دیکھی تھی آپکی۔ مگر تصویر سے کافی مختلف لگ رہی ہیں۔ مطلب ابھی زیادہ اچھی لگ رہی ہیں وہ بڑے ہی دوستانہ انداز میں بات کر رہا تھا۔

جی آپکی بھی تصویر دیکھی تھی۔غالباکالج لائف کی تصویر بھیجی تھی آپ نے۔مطلب ابھی دیکھ کہ تو ایسا ہی لگ رہا۔

ہاہاہا۔۔۔انٹرسٹنگ۔تو کیا میں سمجھوں کہ میں آپکو پسند نہیں آیا۔؟؟وہ اب تھوڑا سا عفرا کی طرف جھک کہ رازداری سے پوچھ رہا تھا۔

عفرا خاموش رہی۔نظریں سامنے بیٹھے شخص پہ تھیں جو اسکائے بلو پینٹ اور وائٹ ٹی شرٹ پہ اسکائے بلو ہی کوٹ پہنے ہوا تھا۔گہرے سیاہ بال آج جیل کی مدد سے سیٹ نہیں کئے گئے تھے۔بلکہ ماتھے پہ بکھرے پڑے تھے۔اسکی ٹی شرٹ کے گلے میں اٹکے اسکے گاگلز اور ہلکی بڑھی داڑھی۔وہ

شخص ضبط کے کڑے امتحان سے گزر رہا تھا۔اسکی خوبصورت سیاہ آنکھیں خون چھلکا رہی تھیں۔

آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔۔؟وہ کھنکارا۔ عفرا کی محویت ٹوٹی۔ وہ واپس اس شخص کی طرف متوجہ ہوئی۔

آپ ٹریول نہیں کر سکتے تھے۔آپ نے۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اب کر سکتا ہوں۔وہ جلدی سے بولا۔بتائیں کب آوں پاکستان۔؟کیا آپ ریڈی ہیں۔؟؟؟اسکا انداز بہت ہی دل پھینک قسم کا تھا۔

عفرا نے اپنے اندر اٹھنے والی ناگواری کی لہر کو ایک لمبی سانس لیتے ہوئے اندر ہی دبا دیا۔

آپ یہ پوچھنے یہاں تک آئے ہیں۔آپ یہ فون پہ بھی پوچھ سکتے تھے۔

لیکن ملنا ضروری تھا۔ میں تصویروں پہ یقین نہیں رکھتا۔ اب دیکھیں نہ آپ سے ملنے نہ آتا اور شادی ہو جاتی تو ہمیشہ آپکو گلہ رہتا کہ ہم نے تصویر کالج لائف کی دکھائی تھی۔ آخر میں اس نے بائیں آنکھ دبائی۔

عفرا کو اسکا انداز ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔ میر کا ضبط جواب دے گیا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ گیا تھا۔ اور سامان گھسیٹتا ہوا آگے ٹرمینل کی طرف چلا گیا تھا۔

آئم سوری مجھے اب جانا ہو گا۔ میری ساری دوستیں آگے چلی گئی ہیں۔ میرا سامان انکے پاس ہے۔ مجھے اب اجازت دیں۔

اوکے شیور۔۔۔ مگر آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔

مجھے جلدی نہ ہوتی تو میں مزید بات کرتی آپ سے۔ مگر ابھی جانا ہے۔ اللہ حافظ۔ اب کی بار وہ کہہ کہ رکی نہیں تھی۔ بلکہ فراٹے سے اسکے پاس سے گزرتی ہوئی آگے بڑھ گئی تھی اور پیچھے مڑ کہ اس نے نہیں دیکھا تھا۔

تم نے کہا تھا میں وہاں سے ایک انچ نہیں ہلو گی۔ اور خود اٹھ کہ آ گئے۔ وہ اسکے ساتھ بیٹھتی ہوئی گلہ کر رہی تھی۔

تو کیا وہاں رک کہ تمہارے رومیو کی --------

خبر دار جو کوئی فضول بات کی۔ میں گھر پہنچ کہ ماما سے بات کرونگی۔ مجھے نہیں کرنی شادی وادی۔ شادی کے بغیر بھی ایک اچھی زندگی گزاری جاسکتی ہے۔ اور تم بھی سن لو۔ محبت کرنا یا نہ کرنا ہمارے بس میں نہیں ہوتا۔ مگر محبت کو پانے کی ضد کرنا یا نہ کرنا ہمارے بس میں ضرور ہوتا ہے۔ اور میں امید کرتی ہوں کہ تم محبت کے پیچھے خوار ہونے کی بجائے سمجھداری کا ثبوت دوگے اور اپنے بزنس پہ فوکس کروگے۔

میں بھی اپنی لائف میں اب کچھ نیا کرنا چاہتی ہوں۔ کوئی بڑا کام۔ کچھ آئیڈیاز ہیں میرے پاس۔ میں ان پہ کام کرونگی۔ اور تم میرے اچھے دوست ہونے کا حق ادا کروگے۔ مجھے جہاں جہاں تمہاری مدد کی ضرورت ہوگی تم میری مدد کروگے۔

یس میم۔۔اور کوئی حکم۔۔۔دل پہ ہاتھ رکھ کہ اس نے ہلکا سا سر کو خم کیا تھا۔

فی الحال اتنا ہی۔وہ منہ بسورتی ہوئی دوسری طرف دیکھنے لگی۔

ویسے کیا آدمی ڈھونڈا تمہاری ماما نے۔واہ۔۔

تم اپنی چونچ بند رکھو گے۔؟وہ غصے سے واپس اسکی طرف پلٹی۔

اوکے۔۔میر نے فوراشہادت والی انگلی منہ پہ رکھی۔

وہ دوبارہ دوسری طرف دیکھنے لگی۔

میر۔۔۔۔

ہاں۔ میر جواب موبائل پہ بزی تھا۔اس نے موبائل بند کر کہ پاکٹ میں رکھا۔

میں ان دنوں کو مس کرونگی۔اور تمہیں بھی۔ لیکن تم اپنا وقت ضائع مت کرنا۔ وہ کہیں کھوئی سی تھی

اوکے جو حکم۔۔۔۔ میر نے افسوس بھری نظر عفرا پہ ڈالی اور پھر سے موبائل نکال لیا۔

وہ کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچی تھی۔ ثمریز لوگ سب ملنے آئے تھے۔ خوب ہلا گلا ہوا تھا۔ اور اب وہ تھک چکی تھی تو اپنے کمرے میں آ گئی۔ ابھی وہ چینج کر کہ لیٹی ہی تھی کہ ماما کمرے میں داخل ہوئیں۔

عفرا۔۔۔

جی ماما۔ وہ اٹھ کہ بیٹھی۔

یہ گھر تم سے ہے میری بچی۔ تمہارے بغیر کاٹ کھانے کو دوڑتا تھا۔ اور آج جب تم آ گئی ہو تو لگ رہا ہے میرے بے جان ہوئے جسم میں جان پڑ گئی۔ گھر "گھر" لگنے لگا ہے۔ وہ اسکو ساتھ لپٹائے آبدیدہ تھیں۔

ماما۔۔میں بھی آپکو مس کرتی تھی۔مجھے خیال تھا کہ جانے آپ کیسے رہ رہی ہونگی۔مگر مجھے ثمریز لوگوں کی طرف سے تسلی بھی تھی کہ وہ اچھے سے خیال رکھ رہے ہیں۔بات ہوتی تھی میری ان سے۔

ہاں۔سب نے میرا خیال رکھا مگر عفرا۔۔۔۔۔۔تم تو تم ہو نہ۔تمہارے بغیر کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔وہ اسے اور زور سے ساتھ لپٹا گئی تھیں۔

ماما۔ایک بات کہوں۔۔؟وہ ماما کے سینے سے لپٹی سوچ چکی تھی کہ یہی صحیح موقع ہے بات کرنے کا۔اسے دیر نہیں کرنی چاہئے۔لوہا گرم ہے۔

ہاں۔ماما کی جان۔تم دس باتیں کہو۔انہوں نے شفقت و محبت سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

ماما میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔وہ ایک سانس میں ساری بات کہہ گئی۔اور آنکھیں زور سے میچ کہ اپنا منہ ماما کی سینے میں چھپالیا۔

لیکن کیوں۔۔۔؟؟ وہ اب اسے خود سے الگ کر کہ پریشانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ یکدم آنسو تھم گئے تھے۔

ماما۔ میں نہیں رہ سکتی آپکے بغیر۔ اور آپ بھی تو نہیں رہ سکتی نہ۔

ہاں۔ مگر شادی تو ضروری۔۔۔۔۔۔

کچھ ضروری نہیں۔ ہم ایک دوسرے کے لیے کافی ہیں۔ میں جاب کرونگی آپکا سہارا بنو گی۔ اور اگر کبھی لگا کہ شادی بہت ضروری ہے تو میں اپنے لئے کوئی ایسا شخص چنو گی جو آپکو اپنی ماں کی طرح قبول کرئے اور عزت دے۔ جو ہم دونوں کا سہارا بنے۔ میں اپنے لئے ہر گز کوئی ایسا شخص نہیں قبول کر سکتی جو مجھے آپ سے الگ کر دے۔ میں آپکو یہاں چھوڑ کہ خود پردیس جا کہ گھر نہیں بسا سکتی ماما۔ کیا آپ میری شادی ایک ایسی جگہ کر دینا چاہیں گی

کہ جہاں سے کم سے کم تین سال سے پہلے ہم دونوں ایک دوسرے سے مل بھی نہ سکیں۔۔۔۔؟؟

کیاآپ ثمریزلوگوں کی ذمہ داری ہیں۔۔؟؟وہ کب تک خیال رکھیں گے آپکا۔پلیز ماما مجھے خود سے دور نہ کریں۔۔۔وہ دوبارہ ماں سے لپٹ گئی تھی۔

کیا کوئی ایسا شخص مل سکتا ہے جو ہم دونوں کا سہارا بنے۔۔۔؟؟مہوش بیگم کی آواز بہت پست تھی۔

کیوں نہیں۔دنیا بھری پڑی ہے اچھے لوگوں سے۔میرے نصیب میں ہوا تو مل جائے گا ایسا ہمدرد شخص۔ماما کو سوچ میں پڑے دیکھ اسکا حوصلہ بلند ہوا تھا۔ایک امید کا تارا چمکا تھا۔

اور یہ اتنے سالوں کی منگنی۔۔۔اسکا کیا ہو گا۔۔میں ان لوگوں سے کیا کہونگی جبکہ اب تمہارا منگیتر بھی آرہا ہے پاکستان۔ مہوش بہت الجھ گئی تھیں۔ عفرا کی باتیں دل کو لگی تھیں مگر بہت ساری باتیں تھیں جو پریشان بھی کر رہی تھیں۔

کہنا کیا ہے بس ان سے کہیئے گا کہ شادی کے بعد آپ بھی میرے ساتھ اٹلی جائیں گی۔ میرے علاوہ آپکا کوئی نہیں اس لئے آپ میرے ساتھ ہی رہیں گی۔ آگے وہ خود دیکھ لیں گے کہ انکو کیا کرنا ہے۔ بس آپ یہ بات آنٹی سے انکے بیٹے کہ آنے سے پہلے پہلے کہہ دیں۔ عفرا اب قدرے پر سکون تھی۔

عفرا تم سیریس ہو۔۔؟؟

ماما کیا آپ سیریس نہیں ہیں۔ کیا آپ مجھے خود سے دور کر سکتی ہیں۔ اکیلے رہ سکتی ہیں۔۔؟ وہ اب انکی آنکھوں میں جھانک رہی تھی۔ جہاں اسے صاف نظر آرہا تھا کہ وہ مان گئی ہیں بس زرا ہچکچا رہی ہیں۔

اور وہ مان گئے تو۔۔۔؟؟

تو کیا۔ پھر ہم ماں بیٹی اٹلی جانے کی تیاری کرینگے۔ لیکن مجھے لگتا ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔

وہ اب بستر پہ واپس لیٹ گئی تھی۔

اوکے تم آرام کرو۔میں دیکھتی ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔وہ بھی اٹھ گئی تھیں۔

ماما۔عفرا دوبارہ اٹھ کہ بیٹھ چکی تھی۔

ہاں۔بولو۔وہ پلٹیں۔

کچھ اور بھی ہے جو مجھے آپ کو بتانا ہے۔

ہاں۔بولو۔وہ دوبارہ بیٹھ گئیں

میں جہاں جاب کرتی ہوں وہاں کا باس میر مرتضی ہے مرتضی کمال کا بیٹا۔

مرتضی کما۔۔۔۔۔۔۔۔یکدم مہوش بیگم کے چہرے نے رنگ بدلا تھا۔

مجھے نہیں پتہ تھا۔۔آپ جانتی ہیں میں تو ثمریز کی آفر پہ گئ تھی اسکے ساتھ۔وہاں جا کہ مجھے پتہ چلا۔ مگر یہ جاب میری ضرورت بھی تھی اور پھر میں وہاں جاب نہ کرنے کی ثمریز کو کیا وضاحت دیتی۔۔اس لئے میں خاموش رہی۔اور آپ کو بھی اس لئے نہیں بتایا کہ آپ پریشان ہو نگی۔ اور یہ کلاس پرو گرام میں میرا سلیکٹ ہو جانا یہ سب میر مرتضی کی مہربانی سے ہوا۔وہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

تو شادی سے انکار کی یہ وجہ ہے۔۔مہوش بیگم شاکڈ تھیں۔ تھوڑی دیر پہلے کیسے وہ ایک کیئرنگ بیٹی تھی اور اب وہ کتنی mean لگ رہی تھی۔

بلکل نہیں۔۔۔میں یہ سب آپکو اس وجہ سے بتا رہی ہوں کہ میرے دل پہ بوجھ ہے۔مجھے لگ رہا تھا جیسے میں اپنی ماں کو دھوکہ دے رہی ہوں۔ لیکن آئی سوئیر کہ مجھے خود اندازہ نہیں تھا کہ یہ سب میر کا پلان تھا۔اور جب مجھے پتہ چلا تب واپسی کا کوئی چانس نہیں تھا۔مجھے جانا ہی پڑا۔

شادی سے انکار والی بات ایک الگ بات ہے۔اور یہ ایک الگ بات ہے۔ آپ دونوں کو مکس نہیں کر سکتیں۔وہ روتے دل کے ساتھ انہیں صفائیاں دے رہی تھی۔

تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ تم اس میں انٹرسٹڈ نہیں ہو اور وہ تمہارے علاوہ کسی میں انٹرسٹڈ نہیں ہے۔کیا یہی کہنا چاہتی ہو تم۔۔۔؟؟انکی آواز اب کافی بلند تھی۔

نہیں۔ایسا بھی نہیں ہے۔ لیکن آپ اس سب میں کیوں پڑ رہی ہیں آپکے لیے یہ کافی نہیں کہ میں شادی سے انکار آپکی وجہ سے کر رہی ہوں۔اور پھر میں یہ تو نہیں کہہ رہی کہ مجھے ارسلان سے شادی نہیں کرنی۔ میں تو کہہ رہی ہوں کہ مجھے شادی ہی نہیں کرنی۔ ہم دونوں ماں بیٹی ایک دوسرے کے لئے کافی ہیں۔

اور رہی میر کے آفس جاب کرنے کی بات تو میں اسے صاف صاف کہہ چکی ہوں کہ میں بس اسکی ایک امپلائی ہوں اسکے علاوہ ہمارے بیچ کچھ نہیں۔ اگر تو وہ ایگری ہوا تو میں اسکے پاس جاب کرونگی ورنہ میں ریزائن کر دونگی۔ وہ اپنی بات مکمل کر کہ اب مہوش بیگم کو دھڑکتے دل کے ساتھ دیکھ رہی تھی کہ جانے اب وہ کیا بولیں۔

تم اس لڑکے سے محبت کرتی ہو۔۔؟؟ وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھیں اور عفرا کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کہنا چاہئے۔

مجھے نہیں پتہ۔۔وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔

لیکن مجھے سب نظر آرہا ہے۔ عفرا مت بھولو کہ اس کے اور ہمارے بیچ اسٹیٹس کا فرق نہیں بلکہ بہت بڑا گیپ ہے۔

میر ایسا نہیں ہے۔اسے اس سب سے فرق نہیں پڑتا۔وہ روانگی میں کہہ گئی تھی۔

مہوش اسے چند لمحے دیکھتی رہ گئیں۔

وہ اکیلا نہیں ہے عفرا۔اسکی ایک ماں ہے ایک باپ ہے اور ایک پورا سوشل سرکل ہے۔ کبھی تمہاری طرح میں بھی جذباتی ہو گئی تھی۔سوچتی تھی کہ تمہارے بابا کو فرق نہیں پڑتا۔کورٹ میرج کرلی ہم نے۔پھر کیا

ہوا عفرا۔۔۔ فرق پڑا۔ بہت بری طرح فرق پڑا۔ تمہارے باپ کے گھر والوں نے مجھے قبول ہی نہ کیا۔ اور جو میں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ کیا تو ان کے لئے بھی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مر گئی۔ اور دیکھو آج میں اس قدر تنہا ہوں کہ تم شادی کر کہ اپنے گھر چلی جاو تو بس دیواریں ہی بچتی ہیں میرے پاس کہ جن سے میں بات کر سکونگی۔

وہ رو رہی تھیں۔ اور عفرا کا دل کٹ رہا تھا

جس طرح تن تنہا میں نے زندگی گزاری وہ میں ہی جانتی ہوں۔ گھر والوں کو ناراض کر کہ شادی کرنا ایک اندھے کنوئیں میں چھلانگ لگانے کے جیسا ہے۔ جو غلطی میں نے کی میری جان تم وہ غلطی نہ کرنا۔

وہ بڑے لوگ ہیں۔ ہمارا کوئی جوڑ نہیں۔ اور ایک بار جب رفعت بی نے مرتضیٰ کمال سے تمہاری شادی کی بات کی تو پتہ ہے انہوں نے کیا کہا۔۔۔

مہوش بیگم اس سے پوچھ رہی تھیں اور وہ سانس روکے انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

انہوں نے کہا کہ وہ اپنے بیٹے کا دل بہلانے کے لئے تو تمہارا استعمال کر سکتے ہیں مگر تمہیں اپنی بہو نہیں بنا سکتے۔

عفرا پھٹی پھٹی نظروں سے ماں کو دیکھ رہی تھی۔

عفرا تم اسکا دل بہلانے کا سامان مت بنو۔ خود کی ریسپیکٹ کرو۔ عزت نفس محبت سے بڑھ کہ ہوتی ہے۔

"جانتی ہو تمہیں یہاں لانے کا پلان کس کا تھا۔؟ پاپا کا۔ وہ چاہتے ہیں میں پھر سے خوش رہنا سیکھوں۔ میں غلط تھا کہ انکو مجھ سے محبت نہیں۔ وہ تو بہت محبت کرتے ہیں مجھ سے۔ وہ مجھے ہنستا مسکراتا دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے میری ہر غلط بات بھی مان جاتے ہیں۔" دماغ میں میر کی آواز گونج رہی تھی۔

اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

تو کیا پھر سے وہ اپنے بیٹے کا دل بہلانے کے لئے میرا استعمال کر رہے ہیں۔ اور میں بے وقوف شادی کے خواب دیکھ رہی ہوں۔ اس کے اندر بہت توڑ پھوڑ ہو رہی تھی۔ مگر وہ بظاہر سکون سے بیٹھی تھی۔

ماما۔ میں اسے منع کر چکی ہوں۔ اسکے اور میرے بیچ کچھ نہیں۔ میں صبح ہی ریزائن کر دونگی۔ اور میں یہ شادی بھی نہیں کرونگی۔ میں کوئی اور اچھی

جاب ڈھونڈوں گی اور اپنی لائف میں خوش رہونگی۔ جب وہ بولی تو لہجہ اٹل تھا۔

میں تمہارے لئے دکھی ہوں عفرا۔ کاش میں تمہیں وہ دے سکتی جسکی تمہارے دل کو خواہش ہے۔ مہوش دکھ سے بولیں۔

میں ٹھیک ہوں ماما۔ بس ذرا تھک گئی ہوں۔ اب سونا ہے۔ آپ بھی یہیں میرے ساتھ سو جائیں۔ وہ بستر پہ انکے لئے جگہ بناتی ہوئی بولی۔ مہوش بیگم بھی عفرا کے بیڈ پہ اسکے ساتھ لیٹ گئیں۔ دونوں مخالف سمت میں کروٹ لئے ساری رات جاگتی رہیں۔

فائنلی۔۔۔۔۔۔ میر اپیٹا خوش ہے۔ مسکرا رہا ہے۔ گرے بلیک کھچڑی بالوں والے مرتضی کمال ایش گرے ڈنر سوٹ میں ہمیشہ کی طرح وجیہہ دکھ رہے تھے۔ بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کیا گیا تھا۔اور دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں سگار دبا تھا۔وہ ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کہ مسکراتی نظروں سے میر کو دیکھ رہے تھے۔

میر انکے بلکل سامنے سنگل صوفہ پہ بیٹھا تھا۔ جس کے چہرے سے خوشی عیاں تھی۔

پاپا یو آر دا گریٹ۔ لیکن ابھی آپکو میرے لئے کچھ اور بھی کرنا ہے۔

کیا۔۔؟؟انہوں نے ایک گہرا کش بھرا۔

میرے پاس کچھ انفارمیشن ہے اسکے بلڈی منگیتر کے بارے میں جو آپ نے کسی طریقے سے ان تک پہنچانی ہے ۔

اوہ۔۔۔۔۔۔۔۔تو یوں کہو نہ منگنی تڑوانی ہے۔مرتضی کمال کا قہقہ بے ساختہ تھا۔

وہ شخص عفرا کے قابل ہی نہیں ہے۔میر نے دانت پیسے۔وہ جب جب اس شخص کے بارے میں سوچتا اس کا خون کھولتا۔

سیدھی بات کیا کرو۔مرتضی اسکے غصے سے محضوظ ہوئے۔

جیسا کہ ۔۔۔۔ میر نے ابرو چکائے

یہ مت کہو کہ وہ شخص اسکے قابل نہیں۔ بلکہ یہ کہو کہ تمہارے علاوہ کوئی بھی اسکے قابل نہیں۔ مرتضی کمال اسے تنگ کر کہ حظ اٹھا رہے تھے۔

آپ نہیں جانتے وہ کتنا بڑا چیٹر ہے۔

اب تم یہ نہیں کہو گے تو کون کہے گا۔۔۔؟؟؟انہوں نے تم پہ خاصا زور دیا۔

آپکو سب مذاق لگ رہا ہے۔۔۔۔۔؟؟اب کی بار وہ پاپا سے خفا ہوا تھا۔

بلکل نہیں۔ میں تو بس اپنے خوش اور مسکراتے بیٹے کو دیکھ کہ اسے بس تنگ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔اب تمہاری غصے سے پھولی ناک بہت کیوٹ لگ رہی ہے۔ مرتضی کمال نے اٹھ کہ اسکی ناک کو چھوا۔

پاپا۔۔۔۔ آئی لو یو۔ وہ اٹھ کہ ان کے سینے سے جا لگا۔

مرتضی کمال نے زور سے اسے خود میں بھینچ لیا۔ سگار پاوں تلے مسل چکے تھے وہ۔

ایسے ہی لگے رہو ساتھ میر۔بس کچھ دیر اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ دونوں باپ بیٹے کی آنکھوں میں نمی تھی۔یکدم میر کی آنکھوں کے سامنے اسکی ماں کا چہرہ آیا۔

وہ روتی آنکھیں۔۔۔۔۔

وہ لرزتے لب۔۔۔۔

میر جلدی سے الگ ہوا۔۔۔ایکسکیوز می۔وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

میر تمہارا کام ہو جائے گا۔وہ پیچھے سے پکارے تھے۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سیاہ چکن کاٹن کے سوٹ میں جسکا پرپل ریشمی دوپٹہ گلے میں کچھ اسطرح سے تھا کہ اسکے دونوں پلو آگے کی طرف تھے۔ بالوں کا میسی جوڑا بنا تھا اور

آنکھوں پہ سادہ چشمہ تھا جسکے شیشے دھوپ سے گہرے براون ہو رہے تھے۔یہ عینک اسے میر نے ہی گفٹ کی تھی اور وہ دھوپ میں نکلتے ہوئے اکثر استعمال کرتی تھی۔

وہ رکشہ اسٹینڈ کی طرف تیزی سے بڑھ رہی تھی کہ یکدم بلیک پراڈو اسکے پاس رکی۔اس نے ناگواری سے دیکھا۔

گاڑی کا شیشہ نیچے ہوا تھا۔اور میر اسے ہاتھ ہلا کہ ہائے بول رہا تھا۔

اس نے ایک نظر ذرا ہی فاصلے پہ کھڑے رکشے کو دیکھا اور پھر خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔

تم یہاں کیا کر رہے تھے۔کوئی کام تھا اس طرف۔۔؟وہ بھنوئیں سکیڑے اسے پوچھ رہی تھی۔

کیا ہو گیا ہے ۔۔ یہاں مجھے کیا کام ہو گا۔ میرا کوئی سگا نہیں رہتا یہاں۔ میں بس تمہارے لئے آیا ہوں۔ وہ حیران تھا کہ عفرا کیسی بات کر رہی تھی۔

سہی کہا تم نے یہاں تمہارا کوئی سگا نہیں رہتا۔ اس لئے پلیز آئندہ یہ تکلف میرے لئے مت کرنا۔ وہ بہت سنجیدہ تھی۔

وہ کچھ دیر اسے نا سمجھی سے دیکھتا رہا پھر جیسے سمجھتے ہوئے سر ہلاتے ہوئے بولا

ہاں۔ باہر آج بہت گرمی ہے۔ یقیناً یہ تیز دھوپ اور گرم راستے کی وجہ سے ہے مگر ابھی گاڑی میں ٹمپریچر بہت مزے کا ہے۔ ویسے تم کہو تو میں کولنگ بڑھا سکتا ہوں۔ اس نے اے سی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

عفرا نے اسکے ہاتھ پہ زور سے ہاتھ مارا۔

تم سیریس کیوں نہیں ہوتے میر۔ یہ کیا بچپنا ہے۔ تم میرے جزبات کے ساتھ کیوں کھیل رہے ہو۔ جب میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ یہ سب ہمارے بیچ نہیں ہو گا۔ تم صرف میرے باس ہو۔ تو تم اتنی سی بات سمجھ کیوں نہیں رہے۔؟؟ وہ اب رو رہی تھی۔

میر نے ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ کو کنڑول کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اسکی عینک اتاری۔ اور اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

میں یہ نہیں کر سکتا۔ اور میں نے کہا تھا کہ میں اپنی پرسنل لائف میں جو چاہے گا کروں گا۔ اور کسی کو بھی میں جوابدہ نہیں ہوں۔ تم کو بھی نہیں۔

اس لئے خاموشی سے بیٹھی رہو۔آفس میں تمہیں دیکھونگا بھی نہیں۔میں محبت اور بزنس الگ الگ ہی رکھونگا۔تم فکر نہ کرو۔

اب اسکے ماتھے پہ بھی بل پڑ چکے تھے۔وہ عاجز آگیا تھا عفرا کی اس بار بار کی رٹ سے۔

ویسے عفرا کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ میں خوش ہوں اور تم نے میری خوشی اسپوائل نہ کی ہو۔؟کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم ساتھ ہوں اور ہم بجائے لڑنے کے اس وقت کو یادگار بنالیں۔اچھی باتوں سے۔ہلکے پھلکے طنزو مزاح سے۔آئسکریم کھا کہ۔آخر میں کہتے ہوئے اس نے ایک بہت مشہور آئسکریم پارلر کے سامنے گاڑی کو بریک لگائی۔

میں یہاں نہیں اترونگی۔ میں پہلے ہی بتارہی ہوں۔ عفرا نے دیکھتے ہی فورا سے گویا نعرہ لگایا۔

مجھے تم سے اس مہربانی کی کوئی امید بھی نہیں۔ وہ خود گیا تھا اور پھر جلد واپس آگیا۔

ویسے پوچھ سکتا ہوں مزاج شریف کیوں بگڑے ہوئے ہیں۔ جبکہ ہم کل تک گڈ ٹرمز پہ تھے۔ اپ پھر یہ ایک دم سے ہم بیڈ ٹرمز پہ کیوں ہیں۔؟

نہیں۔ تم نہیں پوچھ سکتے۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ ہم گڈ ٹرمز پہ رہیں۔ تو اپنے پیرنٹس کو میرے گھر بھیجو۔ یہ سڑکوں پہ آوارہ گردی تو کوئی بھی کروا سکتا ہے۔ یہ آئسکریم تو کوئی بھی کھلا سکتا ہے۔

آئسکریم پارلر سے ویٹر انکا آرڈر لے کہ آیا تھا اور اب وہ شیشہ ناک کر رہا تھا۔

میر نے بجائے شیشہ نیچے کر کہ آئسکریم پکڑنے کہ گاڑی ریورس کی اور بھگا لے گیا۔

مجھے آئسکریم کھانی تھی۔ وہ چیخی

وہ سکون سے ڈرائیو کرتا رہا۔

میر ۔۔۔۔۔۔۔

بس بہت ہو گیا عفرا۔اب پلیز کچھ مت بولو۔ تم ہی ہو نہ جس نے مجھے منع کیا تھا کہ ابھی اپنے پیرنٹس کو نہ بھیجنا پہلے میں یہ منگنی کا قصہ ختم کرنا چاہتی ہوں۔تاکہ ماما کے پاس کوئی بہانہ نہ ہو آپکو انکار کرنے کا۔

تو اب کیا ہو گئی منگنی ختم۔؟اگر تم ایسا ہی چاہتی ہو کہ میرے پیرنٹس اب جائیں تمہارے گھر تو یہ بات تم آرام سے بھی کہہ سکتی تھی۔اسکے لئے اتنا حارش اور اتنا رو ڈ ہونے کی کیا ضرورت تھی۔کیوں زلیل کرتی ہو مجھے۔ مجھے کیوں ایسا فیل کرواتی ہو کہ جیسے میں کوئی گلی کی نکڑ پہ کھڑا اوباش لڑکا ہوں اور تمہیں تنگ کرتا ہوں۔

مجھے تم سے زیادہ جلدی ہے شادی کی۔ کیونکہ میں نے جدائی کا مزہ چکھا ہے ۔اور میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ لیکن اس سب کے باوجود مجھے تمہارا یہ رویہ قبول نہیں ہے۔ میں تم سے نکاح کرونگا۔اور رخصتی تب ہی کرواونگا جب تم یہ بے وقت کے انگارے چبانا بند کروگی۔ وہ آفس کے سامنے گاڑی کو بریک لگا چکا تھا۔

نکاح مائی فٹ۔ یہ پکڑو میرا ریزگنیشن لیٹر۔(گود میں رکھی فائل سے پیپر نکال کہ اسکے منہ پہ اچھالا) میں بس یہی دینے آرہی تھی آفس۔ مجھے تمہارے پاس جاب کرنا بھی گوارا نہیں۔اور تم۔۔۔ تم نکاح کروگے مجھ سے۔اپنے ڈیڈ کو بتایا اس بارے میں۔؟ان سے پوچھا کہ کیا وہ ایسا ہونے دیں گے۔۔؟

ایک کام کرنا پہلے اک بار اپنے ڈیڈ سے پوچھ لینا کہ ہمیں کالونی سے راتوں رات کس نے یہاں شفٹ کیا۔

اور انہوں نے اپنا یہ گھر ہمیں رہنے کیلئے کیوں دیا۔؟

اور یہ بھی پوچھنا کہ جب میری رفعت بی نے ان سے میری اور تمہاری شادی کی بات کی تو انہوں نے کیا جواب دیا۔

پھر یہ بھی پوچھنا کہ جب میں انکی بہو بننے کے قابل نہیں تو بیٹے کی دل لگی کے قابل کیوں ہوں۔؟

پوچھنا اپنے باپ سے کہ تمہارا دل بہلانے کے لئے کیوں میرا استعمال کیا انہوں نے۔ میں نے تم سے محبت کی تھی۔ اور اس محبت کے ہاتھوں میں

نے تمہیں اپنے کمرے میں جو آنے دیا تو انہوں نے مجھے کوٹھے والی ہی سمجھ لیا۔

اور بتادینا اپنے باپ کو نہیں مری جا رہی میں انکے بیٹے کے لئے۔اور انکی بہو بننے کا مجھے کوئی شوق نہیں۔ وہ جہاں چاہے اپنے بیٹے کی شادی کر سکتے ہیں۔ بس مہربانی کر کہ اپنے بیٹے کو خوش رکھنے کے لئے آئندہ میرا استعمال مت کریں۔ بلکہ کسی کوٹھے پہ رابطہ کریں۔ایک سے بڑھ کہ ایک پیس ملے گا وہاں۔

الفاظ نہیں بم کے گولے تھے جو ایک کے بعد ایک میر کی سماعتوں پہ بلاسٹ ہو رہے تھے۔ وہ شدت غم سے اور سخت حیرانی سے اسکا غصے سے

لال ٹماٹر ہوا چہرہ تکے جا رہا تھا۔ اسکے اسٹیرنگ پہ رکھے ہاتھوں کی نسیں ابھری ہوئی تھیں۔ مگر وہ گنگ تھا۔ وہ کچھ بھی کہنے سے قاصر تھا۔

اور رہی تمہاری بات۔۔ تو میر تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔ تمہارے لئے میرا ہر جذبہ دودھ سے دھلا ہے۔ میں اعتراف کرتی ہوں کہ جب میں تم سے پہلی بار ملی میں تمہاری خوبصورتی اور تمہاری دولت سے امپریس ہوئی۔ یہاں تک کہ میں تمہارے والٹ سے بھی پیسے نکالتی رہی۔ اور دیکھا جائے تو تمہارے فادر سہی ہیں تمہارا اور میرا کوئی جوڑ نہیں۔ وہ سہی ہیں کہ انکو بہو انکے اسٹینڈرڈ کی چاہئے۔ وہ ڈیزرو کرتے ہیں۔ مگر میر مجھے تم سے تمہارے والٹ سے نکالے ہوئے پیسوں کے علاوہ کچھ نہیں چاہئے تھا۔ تب میں بچی تھی ناسمجھ تھی۔ تم سے دوستی تم سے امپریس ہو کہ کی

تھی مگر کب محبت کرنے لگی پتہ ہی نہیں چلا۔ بس مجھے ہو گئی محبت۔ نہیں پتہ چلا مجھے۔ اپنے پاپا سے کہنا کہ ہو سکے تو میرے بارے میں اس طرح سے مت سوچیں۔ مجھے انکی دولت میں انکے شاندار بنگلے میں کوئی انٹرسٹ نہیں۔ اور تم۔۔۔۔۔۔۔ تم میری محبت کا پہلا اور آخری جزیرہ ہو۔ جس سے میں مرتے دم تک محبت کرونگی اور میں بہت دکھ کے ساتھ اپنی اس محبت کو اپنی عزت نفس پہ قربان کر رہی ہوں۔ میں امید کرتی ہوں تم بار بار میرے سامنے آکر میری تکلیف میں اضافہ نہیں کرو گے۔ گڈ بائے۔ وہ گاڑی سے اتر گئی تھی۔ اور وہ پیچھے ماوف ہوتے دماغ کے ساتھ سوچتا ہی رہ گیا کہ آخر اس سب کا کیا مطلب تھا۔ کیا وہ پھر سے جدا ہونے والے تھے۔؟

بچھڑ کر پھر ملیں گے یقین کتنا تھا۔

تھا تو خواب ہی، لیکن حسین کتنا تھا

\---

\---

\---------------

وہ اپنے کمرے میں پیکنگ کرنے میں مصروف تھا۔اور مرتضی کمال سخت اپ سیٹ کھڑے تھے۔

میر مجھے بتاو تو تم کہاں جا رہے ہو۔ ؟

بھاڑ میں جا رہا ہوں۔ چلیں گے آپ ساتھ۔۔؟؟ وہ اپنی شرٹ کو بیڈ پہ پھینکتا ہوا مرتضی کمال کی طرف مڑا اور اتنی زور سے دھاڑا کہ وہ اک لمحے کے لئے سہم سے گئے۔

میر اس لڑکی نے جو بھی تم سے کہا وہ سب سچ نہیں ہے۔ تمہیں میرا سچ بھی سننا ہو گا۔

دو لوگ۔۔۔ بس دو لوگ اس دل کے قریب تھے۔ (انگلیوں سے وی بنایا) دونوں ہی مجھ سے آپکی وجہ سے دور ہو گئے۔ پہلے میری ماں۔ جو آپکی توجہ اور پیار کو ترستی رہی اور آپ یہ توجہ اور پیار اوروں پہ لٹاتے رہے۔ اور میری ماں گھٹ گھٹ کہ جیتی رہی۔ اور آخر کار وہ مر گئ۔ آپکی وجہ

سے۔۔۔۔وہ انکی طرف انگلی اٹھائے کھڑا تھا۔آنکھیں سوجن زدہ تھیں اور چہرہ غصے کی شدت سے لال ہو رہا تھا۔

اور پھر عفرا۔۔۔۔کتنا خوش تھا میں اسکے ساتھ۔کتنے خواب دیکھے تھے ان آنکھوں نے اسکے حوالے سے۔مگر کیا ہوا۔۔۔۔۔۔۔ایک بار پھر سے میں آپکی خود غرضی کی بھینٹ چڑھ گیا۔کسی اور کی نہیں اپنے باپ کی مہربانیوں سے میں اپنی محبت سے دور ہو گیا۔اور مزے کی بات یہ کہ وہ مسلسل مجھے دلاسہ دیتا رہا۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔میرے بیٹے سنبھالو خود کو۔

واو۔۔۔۔ what a performance. اب وہ تالیاں بجا بجا کہ انہیں appreciate کر رہا تھا۔

میر ہاں میں نے تم دونوں کو الگ کیا تھا۔ مگر بعد میں مجھے رئیلائز ہو گیا تھا کہ میں نے غلطی کی ہے۔ اور اب میں واقعی چاہتا ہوں کہ تم اس سے شادی کر لو۔ پہلے مجھے لگا تم نا سمجھ ہو آہستہ آہستہ سمجھ جاو گے۔ تم اسے بھلا دو گے۔

موو آن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے آپ سے کوئی وضاحت نہیں چاہئے۔ آپ میرے کمرے سے جا سکتے ہیں۔ آپ جب جب اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں تب تب میرا خون کھول اٹھتا ہے۔ مجھے آپ یہاں اپنے سامنے نہیں چاہیں۔ وہ چیخ رہا تھا۔

میر پلیز بیٹا۔ کالم ڈاون ۔

پاپا۔ میں اسے ڈھونڈتا رہا۔ اور آپ نے اسے چھپا کہ رکھا۔ میں ذہنی مریض بن گیا۔ چار سال۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چار سال۔ میں ازیت میں رہا۔ تکلیف میں رہا اور آپ اس تکلیف کی وجہ تھے مگر بظاہر میرے ہمدرد بنے پھر رہے تھے۔۔۔۔۔ واللہ۔ میرے ان چار سالوں کی تکلیف کچھ بھی نہیں اس تکلیف کے سامنے جو آج برداشت کی میں نے۔

اسکی آواز نم تھی۔

آج جو عفرا نے الفاظ استعمال کئے۔ آج جو کچھ اس نے مجھے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ بہت زیادہ تھا۔ میں یہ سب ڈیزرو نہیں کرتا تھا۔۔ مگر اس نے جو بھی کہا کس کی وجہ سے۔ آپکی وجہ سے۔

میری ہر تکلیف کا سبب آپ ہیں۔ اور اسکے بعد بھی آپ مجھ سے محبت کا دعوہ کرتے ہیں۔۔؟؟ کیسے کر لیتے ہیں آپ یہ۔؟

خیر۔۔۔اب آپ خوش ہو جائیں۔آج کے بعد آپ میری شکل نہیں دیکھیں گے۔اور نہ ہی کبھی عفرا میری شکل دیکھ پائے گی۔میں سب سے دور چلا جاونگا۔اور اک دن مر جاونگا مگر آپ لوگوں کے پاس لوٹ کہ نہیں آونگا۔

وہ اپنا بیگ پیک کر چکا تھا ۔

میر مجھے معاف کر دو بیٹا ۔

پلیز ایک بار ۔

آخری بار۔۔۔۔

وہ سراپا التجا تھے۔

کیوں۔؟مجھے معافی دی آپ نے۔نہیں نہ۔اور عفرا۔۔۔وہ کر رہی ہے مجھے معاف؟جبکہ میں نے کچھ کیا بھی نہیں۔آپ کے کئے کی سزا مجھے دے رہی ہے۔ایسا کرتا ہے کوئی۔؟؟پیچھے ہٹیں مجھے جانا ہے۔وہ باہر نکلنے کا رستہ مانگ رہا تھا اور وہ ڈٹ کہ کھڑے تھے۔

بتا کہ جاو کہاں جا رہے ہو۔

اور نہ بتایا تو۔۔؟

نہیں جانے دونگا۔

سچ میں۔۔؟؟وہ طنزیہ مسکرایا

اک آخری بار۔مجھ پہ یقین کر لو۔پھر تمہیں جہاں جانا ہوا چلے جانا۔

اف۔۔۔اب یہ نیا ڈرامہ۔اس نے گہری سانس خارج کی

جیسا بھی ہوں۔ باپ ہوں تمہارا۔ وہ غصے سے بولے

انکار نہیں ہے مجھے۔

تم کر بھی نہیں سکتے۔

ٹھیک ہے۔ باپ ہیں تو مجھے بھی بیٹا رہنے دیں۔ کٹھ پتلی نہ بنائیں۔

میں شرمندہ ہوں۔ تمہیں اپنی زندگی اپنے طریقے سے گزارنے کا پورا حق ہے اور عفرا ایک اچھی لڑکی ہے۔ میں تمہارے ساتھ انکے گھر چلنے کو تیار ہوں۔اور میرا یقین کرو میں منالونگا انکو۔

ایک راز کی بات بتاوں۔؟؟ وہ انکے قریب ہوا۔" بہت بدزبان ہے وہ" اتنا سنائے گی کہ سن نہیں پائیں گے ۔

مرتضی کمال اب ذرا ریلیکس ہوئے۔ میراب پہلے کی طرح غصہ نہیں تھا بلکہ ان سے بات کررہاتھا۔

میں سن لونگا۔

نہیں سن سکیں گے۔

وہ جب غصہ ہوتی ہے تب ڈریگن بن جاتی ہے۔ منہ سے لفظ نہیں آگ نکالتی ہے۔اوراس آگ کی لپیٹ میں میرادل آتاہے۔اور کبھی کبھی تو نوکیلے تیر برساتی ہے جودل کے آرپار ہوجاتے ہیں۔

وہ بہت مدھم آواز میں بول رہاتھا۔ جیسے کہ خود کلامی کررہاہو۔ یاپھر تھک گیاہو۔

تمہیں وہ پھر بھی اچھی لگتی ہے۔انہوں نے ابرواچکائے

مجھے بس وہی اچھی لگتی ہے۔۔۔اور آپ بلکل اچھے نہیں لگتے۔ کیونکہ یہ سب وہ میرے ساتھ صرف آپکی وجہ سے کرتی ہے۔ ورنہ وہ بلکل بھی بدزبان نہیں ہے۔ میری عفرا بہت اچھی اور محبت کرنے والی ہے۔اس جیسا کوئی نہیں۔ یہ آپ ہیں جنہوں نے ہمیں دور کیا ہماری زندگیوں میں زہر گھولا۔ وہ واپس پہلے والی ٹون میں آچکا تھا۔

یار میں معافی مانگ رہا ہوں نہ۔ تمہارا باپ تم سے معافی مانگ رہا ہے۔

پاپا آپ نے یہ سب کیا ہی کیوں کہ آپکو معافی مانگنی پڑے۔ کتنے mean ہیں نہ آپ۔ اور مجھے دیکھو کتنا بے وقوف تھا کہ آپکی ایکٹنگ کو محبت ہی سمجھ لیا۔ یا تو میں بہت بے وقوف ہوں یا پھر آپ اداکار ہی اتنے اچھے ہیں۔

تم کہیں نہیں جارہے میر۔بیٹھ جاو۔وہ جو اٹھ کہ اپنا بیگ تھامنے لگا تھا۔وہ فوراآگے ہوئے اور بیگ اپنے پیچھے کر لیا۔

ایک آخری موقع دو۔میں بات کرونگا مہوش عمر سے۔وہ انکار نہیں کرے گی۔

وہ آگے بڑھا تھا ان سے بیگ لینے کے لئے مگر مرتضی کمال اسکو سینے سے لگا گئے۔وہ خود کو چھڑاتا رہا کسی ناراض بچے کی طرح مگر وہ اتنی آسانی سے چھوڑنے والے نہ تھے۔ایک جنگ تھی جو چھڑ چکی تھی۔

ایک چھڑا رہا تھا۔

دوسرا چھوڑ نہ رہا تھا۔

عفرا جس دن سے ریزائن کر کہ آئی تھی۔ اس دن سے بخار میں تپ رہی تھی۔ طبیعت تھی کہ سنبھلنے کی بجائے بگڑتی ہی جا رہی تھی۔ اور پھر ایک دھماکہ بھی تو ہوا تھا۔ جس نے اسے اندر سے ہلا ڈالا تھا۔ مہوش عمر کی حالت بھی عفرا سے کچھ مختلف نہ تھی۔ اگر وہ پہلے سے ہی دل کی مریضہ نہ ہوتی تو یقیناً اب ہو جاتیں۔ بات ہی کچھ ایسی ہوئی تھی۔

ہوا کچھ یوں تھا کہ جب وہ گھر آئی تو اسکی ماما کے پاس ایک لگ بھگ پینتیس سالہ کوئی انگریز عورت بیٹھی تھی۔ جسکا دعوہ تھا کہ وہ ارسلان کی بیوی ہے۔ اور انکی محبت کی شادی ہے مگر پچھلے بارہ سال سے اولاد نہ ہونے کی وجہ سے ارسلان کی والدہ اسکی شادی کسی پاکستانی لڑکی سے کرنا چاہتی ہیں۔ پہلے تو وہ انکاری تھا۔ مگر اب وہ مان گیا تھا۔ اور اسے یہ بات پاکستان سے ہی

کسی نے کال کر کہ بتائی۔اور عفرا لوگوں کا ایڈریس بھی دیا۔اسے کہا گیا کہ
وہ اپنے شوہر کی شادی روکنے کے لئے چاہے تو ایک کوشش کر سکتی ہے۔
اس لئے وہ پہلی فلائیٹ سے ہی پاکستان آ گئی۔

مہوش اور عفرا تو چکرا کہ رہ گئی۔وہ اٹلی میں شادی کر چکا تھا مطلب اسکے
پیپرز کا کوئی ایشو نہیں تھا۔وہ جب چاہے۔جہاں چاہے ٹریول کر سکتا تھا۔
مگر وہ پاکستان صرف اس وجہ سے نہیں آ رہا تھا کہ وہ دوسری شادی نہیں
چاہتا تھا۔لیکن اب وہ مسلسل اپنی والدہ کی ضد سے مجبور ہو کہ یہ قدم اٹھا
رہا تھا۔اور شائد اسے بھی اب اولاد کی چاہت ہونے لگی تھی۔اور اگر وہ عفرا
سے شادی کر رہا ہے تو اسکا بس ایک ہی مطلب ہے کہ اسے بچہ چاہئے۔
ورنہ اسے عفرا میں کوئی دلچسپی نہیں۔

مہوش تو جیسے سناٹے میں آگئی تھیں۔وہ عفرا سے نظر نہ ملا پا رہی تھیں۔وہ غصے اور نفرت میں اپنی بیٹی کے لئے کتنا غلط فیصلہ کر گئی تھیں۔چار سال میں ایک بار بھی ارسلان نے نہ مہوش کو کال کی نہ عفرا سے بات کی۔وہ کیسے اتنی بڑی بات کو اگنور کر سکتی تھیں۔مہوش گہرے صدمے میں تھی۔

منگنی اسی دن توڑ دی گئی تھی۔ان سے ہر تعلق ختم کر دیا گیا تھا۔مہوش خود سے بھی نظریں نہ ملا پا رہی تھیں۔مگر عفرا تو کوئی اور ہی روگ لگائے بیٹھی تھی۔اسے تو خوشی تھی وہ آزاد ہو گئی ہے۔مگر وہ رو تو میر کے لئے رہی تھی۔گھر میں ماتم کی سی کیفیت تھی۔۔

ــ

ــــــــــــــــــــــــــــ

آج اتوار تھا۔اور عفرا کا بخار ابھی تک نہ اترا تھا۔مہوش بیگم اسکے لئے کچن میں کھچڑی بنا رہی تھیں کہ دروازے پہ بیل ہوئی۔

عفرا اٹھنے لگی کہ کچن سے مہوش باہر نکلیں۔میں دیکھتی ہوں۔وہ واپس صوفے پہ بیٹھ گئی۔

دروا o کھلا تو سامنے ڈارک براون سوٹ میں مرتضی کمال تھے۔

مہوش نے جلدی سے دروازہ بند کرنا چاہا۔ مگر وہ انکار ادہ بھانپتے ہوئے آگے پاوں رکھ چکے تھے۔ مہوش نے قہر بھری نظر ان پہ ڈالی۔

زیادہ وقت نہیں لونگا بس دس منٹ۔ وہ ملتجی تھے۔

وہ ناچاہتے ہوئے پیچھے ہٹ گئیں۔

کیوں آئے ہیں۔۔؟ وہ وہیں دروازے کے پاس کھڑی پوچھ رہی تھیں۔

اندر نہیں لے جائیں گی۔۔؟

نہیں۔ تم اس لائق نہیں ہو۔ اور ہمارا تم سے ایسا کوئی تعلق نہیں کہ تمہیں اتنی عزت دیں۔ مانا کہ تم رئیس ہو۔ مگر ہماری جوتی کو بھی پرواہ نہیں۔ وہ انگارے چبائے بیٹھی تھیں۔

وہ جب غصہ ہوتی ہے تو ڈریگن بن جاتی ہے۔ منہ سے آگ برساتی ہے۔ میر کی آواز انکے کان میں گونجی۔ ہمم تو یہ کوالٹی عفرا کو اسکی ماں سے ملی ہے۔ وہ سوچ رہے تھے

اب کیا سانپ سونگھ گیا ہے۔؟ جو کہنا ہے کہیں اور نکلیں یہاں سے۔ وہ پھنکاریں۔

عفرا ابھی ماما کو غصے میں بولتا سن کی دروازے پہ آچکی تھی۔

مرتضی کمال مہوش بیگم کو اگنور کرتے ہوئے آگے بڑھے۔

سوری بیٹا۔۔۔ عفرا کے سامنے کھڑے ہوتے انہوں نے ہلکے سے اپنا دایاں کان چھوا۔

عفرا حیرت سے گنگ کھڑی رہی۔

کیا تم بیمار ہو۔۔۔؟؟ وہ اسکی پیلی ہوتی رنگت سے پریشان ہوئے تھے

آپ سے مطلب۔؟ مہوش پھر سامنے آئیں۔

مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ لیکن یہاں کھڑے ہو کر نہیں اندر

بیٹھ کہ۔

آ جائیں۔ عفرا نے رستہ دیا۔ وہ تھینک یو کہتے ہوئے آگے بڑھ گئے اور لاونج

میں پڑے صوفے پہ بیٹھ گئے۔

عفرا بیٹا آپ دو کپ چائے لے آئیں۔ مجھے آپکی ماما سے کچھ بات کرنی ہے۔

اب وہ قدرے ریلیکس تھے۔

عفرا کو بخار ہے۔ وہ چائے نہیں بنا سکتی۔ عفرا۔۔ چلو تم کمرے میں جا کہ آرام کرو۔ مہوش بیگم تیز آواز میں بولیں۔ عفرا تیر کی تیزی سے وہاں سے بھاگی۔

اتنا جارحانہ انداز کیوں ہے آپکا۔۔؟ مرتضی کمال بہت اپنائیت سے پوچھ رہے تھے

میرے جیسی تلخ زندگی گزاری ہوتی تو جان پاتے۔اب وہ کہو جو کہنے آئے ہو۔

میں عفرا کو آپ سے اپنے بیٹے میر کے لئے مانگنے آیا ہوں۔اب وہ بغیر وقت ضائع کئے پوائنٹ پہ آئے۔

کچھ دیر مہوش بیگم خاموش رہیں۔ جیسے اپنی سماعتوں پہ یقین ہی نہ آیا ہوں۔یقین آتا تو کچھ بولتیں۔

کیا تم نہیں جانتے کہ عفرا کی منگنی ہو چکی ہے۔؟اب آواز بہت پست تھی۔

کیوں نہیں۔جانتا ہوں۔اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اب وہ منگنی ختم ہو چکی ہے۔بلکہ میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ لڑکا۔۔۔سوری۔آدمی شادی شدہ ہے۔

مہوش بیگم کے چہرے کا رنگ بدلا۔

میرے پاس ثبوت ہیں۔ کہو تو دکھا سکتا ہوں۔اور آپ خود بھی پتہ کروا سکتی ہیں۔میں جھوٹ نہیں بول رہا۔

اب کی بار وہ خاموش رہیں۔

میں آپ سے معافی مانگتا ہوں۔میں غلط تھا۔آپکو اور آپکی بیٹی کو ڈی گریڈ کیا۔میں سچ میں شرمندہ ہوں۔مجھے معاف کر دیں۔اور دونوں بچوں کی خوشی کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنا فیصلہ سنا دیں۔میں آپکا جواب جان کہ ہی یہاں سے جاونگا۔اور مجھے مثبت جواب چاہئے۔ایک بار میں غلط کر چکا ہوں۔امید کرتا ہوں آپ میرے جیسی غلطی نہیں دہرائیں گی۔وہ خاموش اب انکے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔

تمہاری بیوی نہیں آئی۔

میں نے ضروری نہیں سمجھا۔ مگر آپ ہاں کریں تو میں اگلی بار اسے ساتھ لاونگا۔ وہ بہت شائستگی سے بات کر رہے تھے۔

میر نے کیسے اتنا مجبور کر دیا کہ آپ ہمارے گھر ہی چلے آئے۔اب کی بار لہجہ طنزیہ تھا۔

بس مہوش مت پوچھیں۔ آجکل کی اولاد بے لگام گھوڑے جیسی ہے۔ بس کیا کریں ماں باپ کو ہتھیار پھینکنے پڑتے ہیں۔ محبت کے ہاتھوں مجبور ہو جاتے ہیں۔اب تھوڑی سی اولاد سے محبت آپ بھی دکھائیں اور اپنی بیٹی کی خواہش پوری کر دیں۔انہوں نے طنز کا برا مانے بغیر سکون سے کہا۔

میری بیٹی کی ایسی کوئی خواہش نہیں۔وہ پھر سے بپھری تھیں۔

سیریسلی۔۔۔۔۔؟؟اب کی بار وہ محظوظ ہوئے تھے۔

اب آپ جا سکتے ہیں۔انکی مسکراتی نظریں مہوش بیگم کو تپ چڑھا گئی تھیں۔

نہیں ایسے تو نہیں جاونگا۔وہ مزید ایزی ہو کہ بیٹھے۔

دیکھیں آپ نے رشتہ مانگا ہے۔اب ہمیں سوچنے کا وقت دیں۔ہم سوچ کہ آپکو جواب دیں گے۔

سوچنا کیا۔اپنی بچی کی حالت دیکھیں۔اسکی پیلی پڑتی رنگت دیکھیں اور سچ سچ بتائیں سوچنے کو باقی کچھ بچا ہے۔۔۔؟

اسے بخار ہے۔انہوں نے ایک ایک لفظ چبایا۔

ہاں تو اتار دیں نہ اسکا بخار۔سنا دیں اسکو خوشخبری۔

آپکو کیا لگتا ہے۔میری بیٹی اتنی ہلکی ہے کہ ایک بار آپ میرے گھر آئے اور میں آپکی جھولی میں ڈال دونگی۔وہ اب آبرو اچکائے سوال کر رہی تھیں۔ تو پھر اسکے لئے کتنی بار آنا پڑے گا۔۔؟؟

کم سے کم بیس بار۔۔۔ مہوش بیگم نے منہ بسورا

اوکے۔مجھے منظور ہے۔وہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔اور تیزی سے باہر نکل گئے۔

مہوش بیگم بھی پیچھے گئیں اور جیسے ہی وہ باہر نکلے انہوں نے دروازہ بند کر دیا۔

ابھی وہ کوئی سات قدم ہی چلی تھی کہ بیل بجی۔

دروازہ کھولا تو وہ دوبارہ سامنے تھے۔

میں اپنے بیٹے کے لئے آپکی بیٹی کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں۔دوسری بار۔انہوں نے دوسری بار پہ خاصا زور دیا۔

مہوش بیگم دانت پیس کہ رہ گئی۔اور بنا کچھ کہے دروازہ انکے منہ پہ بند کر دیا۔ابھی وہ تین قدم ہی چلی تھیں کہ دوبارہ بیل بجی۔

انہوں نے پھر سے دروازہ کھولا۔

تیسری بار۔

یہ کیا احمقانہ حرکت ہے۔وہ شدید غصہ ہوئیں۔

اور جو آپ کر رہی ہیں وہ کیا ہے۔

میں نے کیا کیا ہے۔۔؟

بیس بار کی ڈیمانڈ۔

شریف انسان بنیں اور خاموشی سے چلے جائیں۔میں آپکو ایک دو دن میں جواب دونگی۔

ایک یا دو۔۔؟؟؟ وہ پوچھ رہے تھے اور وہ زچ ہو رہی تھیں۔

دو۔ کہتے ہوئے انہوں نے ٹھک سے دروازہ بند کیا۔ اور اب کی بار بیل بھی بند کر دی۔

مہوش بیگم کمرے میں داخل ہوئی تو بیڈ پہ بیٹھی عفرا نے جلدی سے اپنی بہتی آنکھیں پونچھ ڈالیں۔

تمہارے لئے میر مرتضی کا رشتہ آیا ہے۔

وہ خاموش رہی۔

اسکی سوتیلی ماں کے طنز اور بیزار طبیعت و حقارت کر لو گی

برداشت۔۔۔۔؟؟ وہ پوچھ رہی تھیں اور عفرا کا رواں رواں چیخ رہا تھا کہ

میر کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتی ہے۔ مگر اسکی زبان خاموش تھی۔

میں نے فیصلہ کیا ہے۔اب کے انکا لہجہ مظبوط تھا۔ عفرا نے بھیگی پلکیں اٹھا

کہ ڈرتے ہوئے ماں کو دیکھا۔(جانے اب کیا فیصلہ تھا انکا(

میں اس شخص کو جی بھر کہ ذلیل کرونگی۔اسکے جوتے گھسواونگی۔میں بہت خوش ہوں کہ میری بیٹی اب اپنے گھر کی ہونے والی ہے اور اسے گھر والا بھی وہ ملنے والا ہے جو اسکے دل میں گھر کئے ہوئے ہے۔ مگر میں مرتضی کمال کو اتنی آسانی سے معاف نہیں کر سکتی۔

عفرا بے یقینی سے اپنی ماں کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔وہ حیران تھی کی یہ اسکے کانوں نے کیا سنا تھا۔

ہاں۔ میں وہی کہہ رہی ہوں جو تم نے سنا۔ مہوش بیگم نے اسکی حیران نظروں کو پڑھ لیا تھا۔ مسکراتے ہوئے بولیں۔

ماما آپ مان گئیں۔۔۔؟؟؟ وہ سرخ پڑتے گالوں کے ساتھ پوچھ رہی تھی۔ دل تھا کہ دھڑکنا چھوڑ کہ کان بنا بیٹھا تھا۔ کائنات کی ہر چیز جیسے تھم سی گئی تھی عفرا کے لئے۔ بس اسکی سماعتیں تھیں جو بے تاب تھی۔ کچھ من پسند سننا چاہتی تھیں۔

انکار کی گنجائش چھوڑی تم نے۔۔؟؟؟ دل سست رفتار سے دوبارہ اپنے کام پہ لگ گیا تھا۔ کائنات کی ہر چیز دوبارہ اپنے کام لگ چکی تھی۔ سرخی کی جگہ چہرے پہ مایوسی پھیل گئی تھی۔

آپ خوش نہیں ہیں۔ آپ ناراض ہیں۔ وہ زیر لب بڑبڑائی۔

میں خوش نہیں ہوں مگر عفرا۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تمہارے لئے بہت زیادہ خوش ہوں۔ مہوش بیگم نے آخری بات جوش میں کھلکھلاتے ہوئے کہی۔

عفرا کے چہرے نے پھر سے رنگ بدلا تھا۔ ہونٹ مسکرائے تھے۔ بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔

میں میر مرتضی کو پرسنلی تو نہیں جانتی کہ وہ کیسا انسان ہے مگر میں اپنی بیٹی کی آنکھوں میں دیکھ کہ بتا سکتی ہوں کہ وہ بہت اچھا انسان ہے۔ اور عفرا کے لئے اس پوری دنیا میں ایک وہی اچھا انسان ہے۔ وہ اب شرارت سے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں۔ عفرا نے جلدی سے اپنی آنکھیں میچ لیں۔

مہوش بیگم کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

عفرا شرما گئی تھی اور باہر کو بھاگ گئی۔

مہوش نے مسکراتے ہوئے اپنی نم آنکھوں کو ہتھیلی سے مسلا۔اور پھر وہ رو ہی پڑی تھیں۔وہ خوش تھیں۔آج وہ دل سے مطمئن تھیں۔مگر آنسو تھے کہ تھم ہی نہیں رہے تھے۔محبت میں نکلے آنسو بھی مسکراتے محسوس ہوتے ہیں۔ابھی مہوش بیگم کی مسکراتی آنکھوں سے نکلے آنسو بھی مسکراتے ہوئے اور بھلے معلوم ہو رہے تھے۔

\-

\-

ماما کیا میں ایک بار میر سے مل سکتی ہوں۔؟ وہ ڈرتے ڈرتے اور ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔ مہوش بیگم اس وقت کچن میں بیٹھی فریج کی صفائی کر رہی تھیں۔ عفرا ابھی ابھی بخار سے اٹھی تھی تو وہ اسے کچھ نہیں کرنے دیتی تھیں اور اب وہ اس گھر میں مہمان بھی تو تھی۔

اسے بتاو گی کہ ماما مان گئی۔؟؟ وہ اسے کام چھوڑ کہ جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس ایسے ہی۔ تھوڑی دیر۔ وہ گھبرا گئی تھی۔ ماما نے کیسے اسکی نبض پکڑی تھی۔ وہ یہی تو چاہتی تھی کہ میر کو بتادے تاکہ وہ

پریشان نہ ہو۔ مرتضی کمال روز پوچھنے آتے تھے کہ پھر کیا سوچا آپ نے۔ مگر مہوش بیگم کا روز یہی جواب ہوتا کہ ابھی تو سوچ رہے ہیں۔

اور پتہ نہیں یہ سلسلہ کب تک چلنے والا تھا۔ مگر اس سب میں میر کا تو کوئی قصور نہ تھا۔ وہ کیوں سٹریس میں رہے۔ وہ ہر روز بڑی امید سے پاپا سے پوچھتا تھا کہ کیا کہا انہوں نے۔۔ اور ہر بار وہ مایوس ہوتا تھا۔ مہوش بیگم نے اسکا موبائل بھی بند کر رکھا تھا۔

ٹھیک ہے چلی جاو۔ میرے ہینڈ بیگ میں تمہارا موبائل ہے وہ لے لو۔ آخر انکو اس پہ ترس آ ہی گیا تھا۔ اور عفرا جو بہت بار سارے گھر کی تلاشی لے چکی تھی۔ چوروں کی طرح سارے درازوں کے تالے کھول کھول کہ موبائل ڈھونڈ چکی تھی اب جب دروازے کے پیچھے لگی ہک پہ ماما نے اپنے

لٹکے ہوئے بیگ کی طرف اشارہ کیا کہ اس میں تمہارا موبائل ہے وہ بلبلا کہ رہ گئی۔اس نے کچن کے سارے کیبن چھان مارے تھے۔اس پورے گھر میں ایک یہ بیگ ہی رہ گیا تھا جہاں عفرا کا دھیان ہی نہیں گیا تھا۔

فول عفرا۔۔۔۔اس نے خود کو ایک نیا لقب دیا۔اور موبائل سے بیگ نکالا۔

تھینک یو ماما۔ مسکرا کہ کہتی اپنے کمرے کی طرف دوڑ گئی۔

ہیلو۔۔۔دوسری طرف سے بے چین مگر گھمبیر آواز سنائی دی۔ عفرا کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔

کیا ہم مل سکتے ہیں۔۔؟؟

نہیں۔ تھوڑی سی خاموشی کے بعد صاف اور ٹکا سا جواب موصول ہوا۔

مگر مجھے ملنا ہے۔وہ منمنائی۔وہ جانتی تھی وہ اس سے خفا ہو گا۔

کس لئے۔۔؟؟

آپ کو کچھ بتانا ہے۔۔وہ شرماتی ہوئی کب تم سے آپ پہ آئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

اب ہارٹ بیٹ مس ہونے کی باری دوسری طرف تھی۔میر آنکھیں بند کر کہ بس اسکی سانسوں کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔اس لئے خاموش رہا۔

مجھے کال نہیں کرنی چاہئے تھی۔؟ایک لمبی خاموشی کے بعد وہ بجھے بجھے سے لہجے میں بولی۔

خاموش رہو عفرا۔جب بھی تم بولتی ہو درد ہی دیتی ہو۔وہ اسکی بات کا غصہ کر گیا تھا۔وہ اسکے بغیر کیسے دن رات کر رہا تھا یہ وہی جانتا تھا۔اور وہ کیا کہہ رہی تھی۔

تمہیں مجھ سے بات نہیں کرنی تو مت کرنا۔مگر مجھے کچھ کہنا ہے تم سے۔ تھوڑی دیر کے لئے سمندر پہ آجاو۔وہ اب ریکویسٹ کر رہی تھی۔

تم کیسے آوگی۔۔؟؟

ظاہر ہے آٹو سے۔

نہیں۔ میں اب اس طرح نہیں ملونگا۔اس طرح تو کوئی بھی مل سکتا ہے۔
میں تمہیں تمہارے گھر سے پک کرونگا۔اجازت ہو تو آجاوں۔۔۔؟؟

تم اس دن کی بات کا برا منا گئے۔میں نے تو ایسے ہی کہہ دیا تھا۔

میں آرہا ہوں۔ تمہارے گھر کی بیل دونگا۔ تمہاری ماما کی اجازت ہوئی تو
آجانا۔دو بار بیل دونگا اور بیس منٹ انتظار کرونگا۔ مگر تیسری بیل نہیں
دونگا۔

ماما کی اجازت سے تم سے بات کر رہی ہوں۔اور تمہارے ساتھ جا رہی
ہوں۔میں پہلی بیل پہ آجاونگی۔ بنا انتظار کروائے۔ بائے۔
وہ فون رکھ چکی تھی۔

دوسری طرف وہ خوشگوار حیرت کے سمندر میں ڈوباڈوبا جارہا تھا

کیا یہ گڈ سائن ہے۔۔۔۔؟؟؟ وہ خود سے پوچھ رہا تھا۔

کیا مجھے خوش ہونا چاہیئے۔۔؟؟

ہاں۔ خوش ہونا چاہیئے مگر پہلے ریڈی ہو جانا چاہیئے۔ کہیں اسے انتظار نہ کرنا پڑے۔ وہ آج کتنے ہی دن بعد مسکرایا تھا۔

دل جیسے کسی چٹان کے بوجھ تلے سے آزاد ہو گیا تھا۔

جیسے اٹکی سانس بحال ہو گئی تھی

لب خود ہی خود پھیلے جارہے تھے۔

میر بھولنا نہیں تم اس سے ناراض ہو۔ اور تمہارا ناراض ہونا بنتا ہے۔ وہ تیار شیشے کے سامنے کھڑا تھا۔ بلیک پینٹ اور انتہائی گہرے سبز کلر کی ٹی شرٹ

پہنے وہ بہت ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ شرٹ کے سلیو لیس بازو سے اسکے نظر آتے مسلز کسی کو بھی اس پہ لٹو ہو جانے کے لئے کافی تھے۔اس نے ایک دوسری بلیک شرٹ پہنی جسکے فل بازو تھے مگر وہ اس نے ذرا فولڈ کر لئے تھے۔اور سامنے سے اسے کھلا چھوڑ دیا۔اسنے گہرے براون اور گہرے سبز کلر کے ڈبل شیڈڈ گاگلز چہرے پہ سجائے۔اور ڈھیر سارا امپورٹیڈ پرفیوم خود پہ چھڑکا۔

اوہ رئیلی۔۔۔یو آر سو ہینڈ سم۔بٹ یور لو۔۔۔۔۔۔۔آہ ہ ہ۔۔۔میر تم زیرو ہو۔وہ فیری ہے فیری۔۔وہ خود سے باتیں کرتا اور مسکراتا گاڑی کی چابی اٹھائے باہر نکل گیا۔

اس نے ابھی بیل دی تھی کہ فورا سے دروازہ کھل گیا۔لائٹ براون کلر کے لان پرنٹڈ سوٹ میں ہم رنگ دوپٹہ اچھے سے سر پہ اوڑھے وہ بلکل اسکے سامنے تھی۔(وہی دھلا دھلا یا صاف شفاف چہرہ(

میر کو آنکھوں کے رستے اپنے اندر تک ٹھنڈک اترتی محسوس ہوئی۔

وہ دھک دھک کرتے دل کو سنبھالتا ہوا واپس مڑا اور گاڑی کا ڈور اوپن کیا۔ عفرا اسکے پیچھے ہی تھی۔فورا گاڑی میں بیٹھی۔

وہ دونوں کب سے خاموش بیٹھے تھے۔آج زبردست سی ٹھنڈی تیز ہوا چل رہی تھی۔ بادل گرگر کہ آرہے تھے۔ عفرا کا دوپٹہ اور بال جو آدھے کیچر میں بند تھے اور آدھے کھلے تھے وہ اڑے جارہے تھے۔ عجب رومانٹک سی شام تھی۔اور ساحل سمندر پہ بیٹھے وہ دونوں تھے۔

میر اس دن میں نے جو بھی کہا میں اس پہ شرمندہ ہوں۔ گفتگو کا آغاز عفرا نے ہی کیا۔

ہونا بھی چاہئے۔

میر نے لبوں کو ہلکی سی جنبش دی۔

کچھ کہا تم نے۔۔۔؟

ہاں۔میں یہ پوچھ رہا تھا کہ تمہاری ہٹلر ماما نے تمہیں میرے ساتھ کیسے آنے دیا۔آئی مین۔۔۔۔۔۔۔۔۔اتنے آرام سے۔

پل میں عفرا کے ماتھے پہ بل پڑے تھے۔

ماما بس ذرا غصے کی تیز ہیں مگر دل کی بہت اچھی ہیں۔ تحمل سے جواب دیا۔

سیریسلی۔۔۔۔؟؟وہ اب باقاعدہ اسے چڑا رہا تھا۔

میر میں یہاں تم سے لڑنے نہیں آئی۔اتنی پیاری شام ہے۔کیا ہم سکون سے دو گھڑی بات نہیں کر سکتے۔۔؟

جی کر سکتے ہیں۔بس ذرا جلدی بات کر لینا۔مجھے کہیں پہنچنا ہے۔وہ اب اپنی رولیکس پہ ٹائم دیکھ رہا تھا۔

اوکے۔تم جاو۔تمہیں دیر ہو رہی ہے۔ہم پھر کبھی بات کر لیں گے۔عفرا بنچ سے اٹھ گئی تھی۔

میر نے کوئی رسپانس نہ دیا۔بس سکون سے بیٹھا رہا اور شور مچاتی لہروں کو دیکھتا رہا۔

تم مجھ سے ناراض ہو۔ میں مانتی ہوں کہ میرا بات کرنے کا طریقہ سہی نہیں تھا۔ پلیز اب جانے دو۔۔ ایکسکیوز کر رہی ہوں نہ۔ وہ دوبارہ بیٹھ گئی تھی۔

نہیں۔ تمہیں ایکسکیوز کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم کچھ بھی کرو عفرا۔ مگر پلیز میرا دل نہ دکھایا کرو۔ یہ دل بہت ہی نازک ہے۔ تمہاری ذرا ذرا سی بے رخی پہ دکھ جاتا ہے۔ میرے پاپا نے جو بھی کیا وہ ٹو مچ تھا۔ میں چاہ کے بھی انکو معاف نہیں کر سکتا۔ مگر عفرا اگر تکلیف تم نے سہی ہے تو سکون مجھے بھی چھو کہ نہیں گزرا۔

ہاں ایسا ہی ہے۔۔ وہ بڑبڑائی۔

مگر میرے پاس ایک گڈ نیوز ہے۔۔اب اسکی جھلملاتی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

گڈ نیوز۔۔۔یو مین۔اچھی خبر نہ۔۔۔۔۔۔؟؟؟اس نے اپنے لفظوں پہ زور دیا۔جیسے جاننا چاہ رہا ہو نہ کہ عفرا جانتی ہے وہ کیا کہہ رہی ہے۔

آف کورس۔اچھی خبر۔وہ چہکی۔

تو کیا ہے وہ اچھی خبر۔۔اب کی بار وہ ذرا اسکی طرف مڑا اور اپنا بازو بنچ کی بیک پہ پھیلا لیا۔

لیکن تم وعدہ کرو تم اپنے ڈیڈ کو نہیں بتاوگے۔ عفرا نے اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔

اوکے۔۔۔۔مجھے کوئی پرابلم نہیں ہے۔یہ کافی آسان شرط ہے۔میر نے کہتے اسکا ہاتھ تھام لیا۔اور ذرا کی ذرا بہت زور سے دبایا۔

آوچ۔۔۔۔وہ اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ سے ملنے لگی۔

اچھا اب تم کہو کہ تم مجھ سے ناراض بھی نہیں ہو۔اور کبھی ہوگے بھی نہیں۔ عفرا کے چہرے پہ ایک الگ خوشی اور چمک میر کا سسپنس بڑھا رہی تھی۔

اب یہ ٹو مچ ہے۔ذرا جلدی بولو نہ۔۔وہ بے صبرا ہوا۔

پہلے بولو۔وہ بضد تھی

اوکے مائی ڈئیر۔میں ناراض بھی نہیں اور کبھی ہونگا بھی نہیں۔

گڈ۔تو بات یہ ہے کہ۔۔۔(وہ ذرا سا میر کی طرف کھسکی)عفرا نے تم سے تم تک کا سفر طے کر لیا میر مرتضی۔۔!!(اک روح افزا سرگوشی(

میر کچھ پل مو ونہ کر سکا۔اور پھر وہ تھوڑا سا اور عفرا کے قریب ہوا۔

تو تمہاری اچھی ماما مان گئیں۔؟؟وہ متبسم ہوتا بہت رازداری سے پوچھ رہا تھا۔

ہاں۔وہ مان گئیں۔ مگر یہ بات تم اپنے ڈیڈ سے نہیں کہو گے۔ عفرا نے اسے وارننگ دیتی نظروں سے دیکھا۔

اور ایسا کیوں۔۔؟ وہ الجھا۔

ماما ابھی بہت غصہ ہیں تمہارے ڈیڈ سے۔وہ ابھی انکو کچھ انتظار کروانا چاہتی ہیں۔

بس اتنا ہی ہے نہ۔۔ میر نے اپنا دایاں آبرو اچکایا۔

یس۔بس اتنا ہی ہے۔

تھینک گاڈ۔فائنلی۔ ہم ایک ہونے والے ہیں۔میر نے ایک سکون بھری سانس لی۔

ہمیں تو ایک ہونا تھا ۔ power of love. عفرا چہکی۔

میر نے اسے غور سے دیکھا کتنے ہی رنگ بکھرے تھے اسکے چہرے پہ۔

کتنی خوش تھی وہ پیاری تو وہ اسے ہمیشہ لگتی تھی مگر آج تو اسکے چہرے کی چمک ہی الگ تھی۔

کہاں کھو گئے۔۔ عفرا نے چٹکی بجائی۔

دیکھ رہا ہوں دنیا کی سب سے پیاری لڑکی اب میری ہے۔ صرف میری۔

ایک آسودہ سی مسکراہٹ

اب ایسا بھی کچھ نہیں۔ یہ کچھ زیادہ ہو گیا۔ عفرا بلش کر گئی۔

یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا۔(اسکی chin سے پکڑ کی اسکا شرماتا چہرہ اوپر کیا) تمہاری تعریف میں کچھ بھی کہوں تو کبھی زیادہ نہیں ہو گا۔ہمیشہ کم رہے گا۔میری جو مرضی ہو گی میں وہ کہونگا۔

میں تمہیں چاند کہونگا۔

میں تمہیں پھول کہونگا۔

میں برسات کی پہلی بارش بھی کہونگا۔

آسمان سے اتری اپسرا کہونگا۔۔۔تم بس سنو گی اور شرماو گی۔

مطلب کچھ بھی۔عفرا نے مسکراہٹ دباتے ہوئے رخ موڑ لیا۔

ہاں کچھ بھی۔میر نے اسکی لٹ کھینچی اور اسکا سر اسکے کندھے سے جا لگا۔

اور موقع سے فائدہ اٹھاتے میر نے فوراً بینچ کی بیک پہ رکھا بازو اٹھا کہ عفرا کے کندھے پہ رکھا اور اسکے ماتھے پہ لب رکھ دیئے۔

عفرا سمٹ کہ رہ گئی۔زرا دور سمندر کی لہریں بپھری تھیں۔اور بہت زیادہ شور کر رہی تھیں

تم وجہ محبت ہو

تم حسن کی دولت ہو

ہر رنگ تمہارا ہے

تم پھول کی صورت ہو

میں ہجر کا مارا ہوں

تم نظم مکمل ہو

تم شعر کی لذت ہو

میں وہم کی صورت ہوں

تم ایک حقیقت ہو

میں رات دسمبر کی

تم وصل کی ساعت ہو

میں کچھ بھی نہیں شائد

تم حد سے زیادہ ہو

اللہ کی قدرت ہو

میں بول نہیں سکتا

تم لفظ کی صورت ہو

تم میری ضرورت ہو

میر کی گھمبیر سرگوشی اسکے کانوں میں رس گھول رہی تھی

وہ سچ میں شرما رہی تھی۔

تم نہیں کہو گی کچھ۔اسنے اسکے کندھے سے ہاتھ ہٹایا۔

تم آخری جزیرہ ہو۔وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے سمندر کی اور

بھاگ گئی تھی۔

سنو عفرا۔ سمندر میں زیادہ آگے نہیں جانا۔۔وہ بھی اسے پکارتے ہوئے اسکے پیچھے لپکا۔

دونوں کی کھلکھلاہٹیں سمندر کے شور میں دب رہی تھیں۔آج تو خوشی کا دن تھا۔ منتوں اور مرادوں کے بھر آنے کا دن تھا۔آج تو کھل کے مسکرانا بنتا تھا۔

اب ہم کب ملیں گے۔۔؟وہ اب تھک کہ واپسی کے لئے گاڑی کے پاس آچکے تھے۔انکے جو کپڑے گیلے ہوئے تھے وہ تیز ہوا سے سوکھ چکے تھے۔

جب چیزیں بدل جائیں گی۔ (اشارہ پاپا اور عفرا کی ماما کی ناراضگی کی طرف تھا) ہم پھر سے ملیں گے اور پھر مل ہی جائیں گے ہمیشہ کے لئے۔

اور تب ہو گا ہماری کہانی کا دی اینڈ۔ میر نے بائیں آنکھ دبائی

نہیں۔ تب ہو گی ہماری اصل کہانی شروع۔۔۔۔ عفرا نے بھی اسی کے انداز میں آنکھ دبائی۔ اور دونوں کا ایک فلک شگاف فضا میں گونجا

ابھی ابھی مجھے یہ خبر سنائی صبا نے

میری یاد میں جو چاند نکلا تھا وہ آفتاب ہو گیا

میری حسرت میں شدت تھی اس قدر میری جان

کہ صحرا میں جو کنواں تھا وہ سراب ہو گیا

ــ

ختم شد